گرین سیریز------------از-------------ابنِ طالب

ڈرونز
www.QariCafe.com
Fb.me/ibnetalibgs
14
گرین سیریز

گرین سیریز

ناول#14 ......ڈرونز------- یکم مارچ 2021

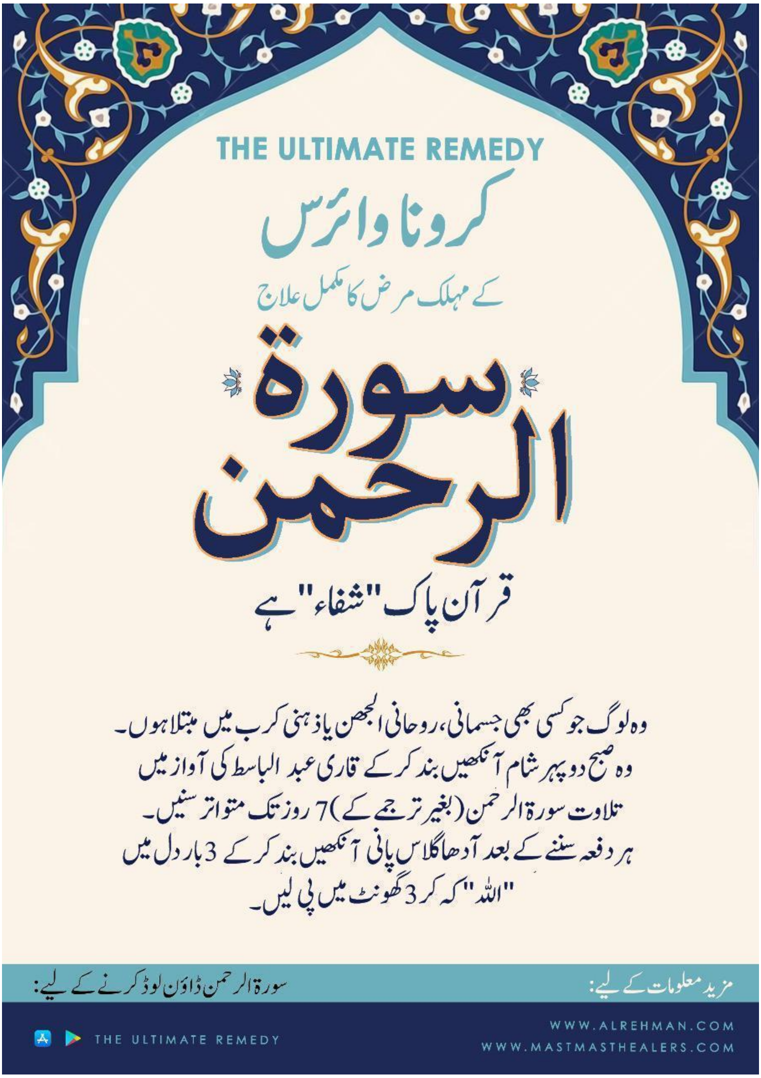

THE ULTIMATE REMEDY

کرونا وائرس

کے مہلک مرض کا مکمل علاج

سورۃ الرحمن

قرآن پاک "شفاء" ہے

وہ لوگ جو کسی بھی جسمانی، روحانی الجھن یا ذہنی کرب میں مبتلا ہوں۔
وہ صبح دوپہر شام آنکھیں بند کر کے قاری عبد الباسط کی آواز میں
تلاوت سورۃ الرحمن (بغیر ترجمے کے) 7 روز تک متواتر سنیں۔
ہر دفعہ سننے کے بعد آدھا گلاس پانی آنکھیں بند کر کے 3 بار دل میں
"اللہ" کہ کر 3 گھونٹ میں پی لیں۔

مزید معلومات کے لیے:
WWW.ALREHMAN.COM
WWW.MASTMASTHEALERS.COM

سورۃ الرحمن ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے:
THE ULTIMATE REMEDY

ناول کے تمام کردار، مقامات، واقعات فرضی ہیں اور مصنف کی اپنی تخلیق ہیں۔ جن میں کسی بھی قسم کی کلی یا جزوی مطابقت محض اتفاقیہ امر ہو گا جس کا مصنف ذمہ دار نہیں۔

ناول یا اس کے کسی بھی حصے کو کاپی کرنا، نقل کرنا یا چوری کرنا یا کسی بھی طریقے سے reproduce کرنا قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔ جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں۔

کسی بھی ذریعے سے حاصل کی گئی پی ڈی ایف کی قیمت۔ 100 روپے

آپ کی طرف سے بھیجی گئی یہ رقم، ناول کمپوزنگ وغیرہ کے علاوہ قاری کیفے ویب سائٹ کے اخراجات کے لیے ہے۔ وہ قارئین جو کسی حقیقی مجبوری کے تحت رقم نہیں بھیج سکتے، وہ اس قرض سے آزاد ہیں۔

Easy paisa acc...0092 3435941383

Acc Title... Qasim Ali

(Allied Bank)....Bank acc no

04320010068178180018

Or.........(acc title.. Nasir Abbas)

PK47ABPA0010068178180018

ہماری بات

السلام علیکم قارئین!

گارڈین، ناول #12 سے شروع ہونے والی کہانی اپنے موضوع کے اعتبار سے اس ناول میں ختم ہو رہی ہے۔ اس حصے میں آپ کی ساحر سے ایک بار پھر پہلی، دلچسپ اور خطرناک ملاقات ہو گی۔ گارڈین، گرین سیریز کے لئے نئے محاذ کھولنے کا ذمہ دار بھی ہو گا اور آپ کو اس کی یہ حرکت یقیناً اچھی لگے گی۔

ہر نئے ناول کے لئے تیس سے پینتالیس دن کا وقت ضرور رکھیں کیونکہ آجکل مصروفیت اس طرح کی ہے کہ کام کی رفتار بہت کم ہے، علاوہ اس کے تسلسل سے ایک روٹین میں رہنا بھی مشکل ہو رہا ہے بوجہ دوسرے کاموں کے، اس وجہ سے وقت لگ ہی جاتا ہے۔

جن احباب نے پی ڈی ایف کی قیمت بھیجی ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں، ان کا خلوص قابلِ ستائش ہے کیونکہ آج کل کے حالات میں ایسا عمل اختیار کرنا مشکل ہے، اگر مشکل نہ ہوتا تو یقیناً ایسے احباب کی تعداد زیادہ ہوتی۔

جو احباب اس ناول پر اپنی رائے سے نوازنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ ساحر پر توجہ ضرور مرکوز کیجئے گا، اس حوالے سے خصوصی طور پر منتظر رہوں گا۔

قارئین کی طرف سے تجاویز کا ہمیشہ سے ہی خیر مقدم کیا گیا اور احباب یہ بات جانتے بھی ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی QariCafe ہے۔ ویب سائیٹ کو سرچ انجن Google میں اوپر لانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ گاہے بگاہے چکر لگا لیا کریں اور گرین سیریز بائے ابنِ طالب کو زیادہ سے زیادہ سرچ کیجئے۔ ویب پر آپ کی خدمت کے لئے نامور مصنفین کی کتابیں بھی لگائی جا رہی ہیں لیکن ابھی تک الجھن کا شکار ہوں کہ ایسا کرنا بہتر یا نہیں، ناول پر فیڈبیک دینے کے ساتھ ساتھ اس حوالے سے بھی رائے دیں۔

PDF کی تھوڑی سی قیمت رکھی جا رہی ہے، اگر آپ بھیجنا چاہیں تو خوش آمدید، اس رقم سے ناول کے (میرے لکھنے کے علاوہ) کے اخراجات پورے کرنے میں مدد ملے گی کیونکہ وقت کی قلت کے باعث کمپوزنگ کا کام بھی مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کام کے لئے کسی پروفیشل سے معاملہ طہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح ویب کا خیال رکھنے کے لئے بھی ایک بندہ لگانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ رقم بھیجیں تو گرین سیریز کے واٹس ایپ نمبر پر نام کے ساتھ سکرین شارٹ ضروری بھیج دیں تاکہ ریکارڈ رہے۔

Whatsapp گروپس کے ایڈمنز سے گزارش ہے کہ وہ فی الوقت گرین سیریز کو گروپس میں شئیر نہ کریں اور قارئین کو ویب کی طرف جانے کا مشورہ دیں تاکہ ویب پر ٹریفک بڑھے۔ اس کے باوجود ان کے لئے بھی لچک رکھی گئی ہے کہ نیا ناول پہلے دس دن تک گروپس میں نہ بھیجیں، اس کے بعد شئیر کر سکتے ہیں۔

والسلام

ابنِ طالب

باب اول

گھوسٹ

وہ سر گھٹنوں میں دیئے، گوشت پوست کی گٹھڑی بنا کراہ رہا تھا۔ اس کوٹھڑی میں اتنی روشنی بہر حال تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دے سکے۔ یہ دو فٹ چوڑی، چار فٹ اونچی اور پانچ فٹ لمبی، ڈبیا نما کوٹھڑی تھی۔ اسی پانچ فٹی کوٹھڑی کے درمیان میں لیٹرین کے نام پر دھبا نما سوراخ تھا جس کے قریب ایک چھوٹا سا مگ پڑا تھا اور ایک جمہوری ٹونٹی جس میں سے "کچھ کھالیا، کچھ لگا لیا" اور کبھی کبھی "سارا ہی کھالیا" کے مصداق پانی "سسک سسک" کر نکلتا تھا۔ کوٹھڑی کا تو نام ہی بدنام تھا، گٹر کہا جاتا تو بھی سانچ کو آنچ نہ لگتی۔ "ادب" یا کسی بھی ملک کی زبان میں شاید "بدبوستان" لفظ کی جگہ نہیں تھی لیکن وہ اسی میں رہ رہا تھا۔

اسے یاد تھا کہ وہ اس عبرت خانے میں پچھلے بیس دنوں سے تختہ مشک بنا ہوا تھا۔ ان بیس دنوں میں وہ جہنم کو جیسے بھول ہی چکا تھا، اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کی روح پر تکلیف کا لباس اوڑھا دیا گیا ہے نہ کہ گوشت پوست کا وجود۔ اس کا وجود زخموں سے چور چور تھا، سانس تک زخمی محسوس ہوتی تھی۔ اگر وہ سانس روک کر زندہ رہنے پر قادر ہوتا تو ہلکی سی سانس لینے کی غلطی نہ کرتا کیونکہ سانس ہر نس کے لئے زندگی کی نوید لاتی تھی لیکن ہر نَس تکلیف کی سیڑھی کا زینہ ثابت ہوتی تھی۔

اچانک ہی پرزور آواز سن کر اس کی کراہیں رکیں اور اس نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو منہ سے سسکاری نکل گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ دیکھنے کے لئے روشنی کم تھی لیکن یا تو شکل ہی بالکل سیاہ تھی یا پھر خون جم کر "سیاہ" ہو گیا تھا۔ نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبائے اس نے کمرے کے وسط میں دیکھا جہاں "لیٹرینی سوراخ" تھا۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف کے مارے پانی چمک رہا تھا۔ وہ اس لیٹرین کو بے بسی سے دیکھ رہا تھا جہاں پانی کے ساتھ ساتھ غلاظت گر رہی تھی، شاید کوٹھڑی سے اوپر واش رومز کی نکاسی کا ذریعہ وہی کوٹھڑی تھی۔ غلاظت گرنے

کے ساتھ ساتھ کوٹھڑی میں پہلے سے پھیلی بدبو شرما کر، سمٹتی ہوئی اسی شخص کی طرح کونے جا دبکی اور نئ مہمان بدبو کے پھیلاؤ کو محسوس کر کے ششدر رہ گئی۔

کافی دیر بعد جب غلاظت کی آمد تھم چکی تو وہ شخص دیوار کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش میں جُت گیا۔ اسے کمر کے بل جھکنے تک چار سے پانچ منٹ لگے کیونکہ وجود کی تکلیف کے باعث وہ ناکام ہوتا رہا۔ اب کوٹھڑی میں اس کی آہیں زور پکڑ چکی تھیں، وہ اپنے وجود کو دیوار کے سہارے کھینچتا ہوا لیٹرین کی طرف بڑھا۔ کوٹھڑی کے وسط تک فاصلہ ہی کتنا تھا لیکن اس کی سانس پھول گئی تھی۔ اسے یہ بھی ہوش نہ تھا کہ اس کے پاؤں اب صاف نہیں رہے۔ ایک ہاتھ دیوار اور ایک کمر پر رکھے وہ کراہتے ہوئے جھکنے لگا اور پھر چیخ کر وہیں کا وہیں تھم گیا، اس کی سانسیں دھونکنی کی طرح چلنے لگی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے ہونٹ مضبوطی سے دانتوں میں جکڑے اور پھر جھکتا چلا گیا۔ اس نے مگ پکڑا اور پھر "جمہوری ٹونٹی" کے نیچے رکھ کر ٹونٹی چلا دی۔ قسمت یاوری کے بھی کیا کہنے، مگ میں پانی بھرنے میں دیر نہ لگی۔

وہ بار بار مگ بھر کر اس غلاظت کو لیٹرین کے طور پر بنائے گئے سوراخ کی طرف بڑھاتا چلا گیا، ابھی اس نے آدھا کام ہی مکمل کیا تھا کہ "جمہوری ٹونٹی" سے خالی شرر شرر کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور لمحوں میں وہ بھی بند ہو گئیں، اب وہ گونگی ٹونٹی کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ وہ چند لمحے مجسمے کی طرح رکا رہا جیسے بے بسی کی انتہا پر پہنچ گیا ہو، پھر مگ رکھ کر سیدھا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی وقت کھٹکے کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم بے اختیار کانپ کر رہ گیا۔

"اس کی نفاست کی تعریف نہ کرنا ناانصافی ہو گی دلیر سنگھ۔" کوٹھڑی میں ٹارچ کی روشنی کے ساتھ ایک طنزیہ آواز سنائی دی۔

"کاہے کی نفاست پرکاش بابو۔ ساری عمر اسی گٹر میں کٹے گی، مرے گا بھی تو اسی کوٹھڑی میں اور کوٹھڑی کو باہر سے مستقل بند کر دیں گے۔ یہی قبر ہے اس کی۔ لوگوں کی غلاظت میں اس کی لاش پڑی رہے گی۔" دوسری آواز سنائی دی۔

"بکواس بند کرو اپنی ورنہ زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔" اس شخص کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔ اس کی آواز میں موجود ارتعاش محسوس

کر کے ٹارچ والے دونوں بابو اچانک چپ کر گئے جبکہ ٹارچ کی روشنی مسلسل اس شخص کے جھکے ہوئے سر پر پڑ رہی تھی۔

"لگتا ہے بدبو، تشدد اور نفسیاتی حربوں کی وجہ سے دماغ چل گیا ہے۔" پرکاش نے سرگوشی کی۔

"مجھے تین چار دن سے یہی لگ رہا ہے۔ اس حالت میں تو بولنا مشکل ہے، یہ غراتا ہے۔" دلیر سنگھ نے جوابی سرگوشی کی۔

"چلو، لے چلو، دماغ ٹھیک کرنے کا وقت آ گیا ہے۔" پرکاش نے کہا۔

"تم لے چلو، کل میں ہی لے گیا تھا۔" دلیر سنگھ کی آواز میں خوف کا عنصر شامل تھا جیسے گزشتہ کل کچھ خاص ہوا ہو۔

"تمہیں موت پڑتی ہے؟۔" پرکاش غرایا۔

"تم ہی لے چلو گے بس۔ ورنہ صاحب کو بتاؤں گا۔" دلیر سنگھ نے جواب دیا۔

"ڈرپورک سنگھ نام ہونا چاہیے تمہارا۔" پرکاش نے جل کر کہا اور پھر ٹارچ شائد اس کے ہاتھ سے دلیر سنگھ کو تھمائی تھی اور پھر اس کو ٹھڑی

میں جھک کر ایک صحتمند شخص داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پھندہ نما رسی تھی۔ وہ لیٹرین کی دوسری جانب، صاف جگہ پر ہی رکا رہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی رسی کو آگے جھکتے ہوئے اس نے اس زخمی شخص کے گلے میں ڈال کر کھینچ لیا۔

"چل کتے۔ بھونک اور مالک کے پیچھے چل۔" پرکاش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ پرکاش کی تیزی کا ساتھ نہ دے سکا اور دھڑام سے، آدھا لیٹرین کے اِس پار، آدھا اُس پار۔

"اب صاحب کو بدبو آئے گی اس کی ٹانگوں سے، غلاظت میں جا گرا۔" دلیر سنگھ، جو ٹارچ کی روشنی میں یہ سب دیکھ رہا تھا، تیز لہجے میں بولا۔

"جا کر گرم پانی میں نہلاتے ہیں سرکار کو۔" پرکاش نے سرد لہجے میں کہا اور اس شخص کی کراہوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے گھسیٹتا چلا گیا۔ کوٹھڑی سے نکلتے نکلتے اس کی کراہیں دبی دبی چیخوں میں بدل گئی تھیں لیکن ان دونوں پر کوئی اثر نہ ہوا، وہ اسے گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دوسرے کمرے کے وسط میں بے لباس پڑا ہوا تھا،

اسے الٹا لٹایا گیا تھا۔ ہاتھ سر کی طرف لمبے کر کے فرش پر رکھے گئے تھے ۔ ہاتھ پاؤں کو زمین میں نصب کڑوں کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بھیانک شکل والا گنجا شخص اندر داخل ہوا جس کی توند اس کے محکمے کی شناختی علامت تھی۔

"بولا کچھ یہ سُسرا؟۔" اس نے آتے ہی پرکاش سے پوچھا۔

"نہیں صاحب۔ وہی ہٹ دھرمی۔" پرکاش نے جواب دیا۔

"ڈھیٹ چمڑی ہے۔" گنجے نے بے بسی سے اس زخمی وجود کو دیکھا۔ اس کا ننگا وجود بے پناہ تشدد کی گواہی دے رہا تھا۔ دور سے وہ کسی مصور کی شاہکار پینٹنگ محسوس ہوتی تھی جس میں جہاں بھر کے زخم اور درد سمو دیا گیا ہو۔

"صاحب، مجھے لگتا ہے اس کا دماغ چل گیا ہے، اب یہ اکڑ کر بھی بات کرتا ہے۔" پرکاش نے سرگوشی کی۔

"ابھی ٹھکانے لگاتے ہیں دماغ۔" گنجا تیزی سے آگے بڑھا اور میز پر رکھی ہتھوڑی اٹھا کر تولنے لگا، پھر اسے رکھ کر چھوٹا ہتھوڑا اٹھایا اور بڑی

کیلوں کا ایک پیکٹ پکڑ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔ گنجا اس کے ہاتھوں کے پاس جا بیٹھا اور پیکٹ پھاڑ کر اس میں سے کیل نکالی، اسے اس شخص کی الٹی ہتھیلی پر رکھا اور ہتھوڑے کو ہوا میں بلند کیا۔

"آخری موقع ہے سُسرے، بول یا پھر بھگت۔" گنجے نے غرا کر کہا۔

"بھاڑ میں جا۔" اس کی غراہٹ سن کر تو گنجا بھی سکتے میں آ گیا۔

"ٹھیک کہا تو نے پرکاش، اس کا دماغ چل گیا ہے۔" اس کے منہ سے جیسے خود بخود الفاظ بہہ گئے۔ "لیکن جو میں چاہتا ہوں وہی ہو گا۔" گنجا بھی غرایا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہتھوڑے کی ضرب کیل پر پڑی اور کیل اس شخص کی ہتھیلی میں جگہ بناتی ہوئی گھستی چلی گئی۔ اس شخص کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور جسم تڑپ کر رہا گیا۔

"یہ تو شروعات ہے سُسرے۔" گنجے نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر ٹھک کی آواز کے ساتھ دوسری ضرب لگی، پھر تو جیسے گنجے کو دورہ ہی پڑ گیا ہو، وہ لگاتار ضربیں لگاتا چلا گیا اور اس شخص کا ہاتھ گوشت کا لوتھڑا بنتا چلا گیا اور پھر دردناک چیخ کے ساتھ وہ تیزی سے اٹھا۔

اس کا سینہ برق رفتاری سے اوپر نیچے ہو رہا تھا، ہونٹ خشک تھے جن پر اس نے خشک زبان پھیرتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ وہ ایک جدید انداز کے سجے ہوئے کمرے کے وسط میں خوبصورت بیڈ پر بیٹھا تھا۔ اس کی نظر گھومتی ہوئی دیوار پر نصب گھڑیال پر رکی، اس وقت رات کے چار بج رہے تھے۔ اس نے ہتھیلی کی پشت سے چہرے پر چمکتا پسینہ صاف کرنے کی کوشش کی اور پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔ پانی پینے کے بعد اس نے اپنا بایاں ہاتھ دیکھا، ہتھیلی کے وسط میں ایک مدہم سا زخم کا نشان نظر آ رہا تھا۔ وہ لحاف کو ایک طرف کرتے ہوئے بستر سے اترا اور واش روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس لوٹا تو سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک طرف میز پر رکھے لیپ ٹاپ کو آن کیا۔ آن کرتے ہی اس نے سامنے سکرین پر نظر آنے والے ایک آئیکون پر کلک کیا تو ویڈیو چلنے لگی۔

"تیری موت بہت بھیانک ہو گی گارڈین۔۔" وہ سکرین پر مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر غرایا۔

خواب نے جہاں اسے اپنے ماضی میں دھکیلا تھا، وہیں اس کی ذہنی رو بھی بدلی بدلی محسوس ہو رہی تھی، آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اورچہرے پر سرد مہری ایسی جیسے زندگی بھر مسکراہٹ سے خدا واسطے کا بیر رہا ہو۔ اگر اس وقت اسے کوئی دیکھ لیتا تو یقیناًاس کے چہرے کو دیکھتے ہی "سرد مزاج قاتل" کا لفظ دماغ میں ناچنے لگتا۔

سپارک (لارڈ) سوغات پہنچ چکا تھا۔ تھرڈ آئی کے کچھ ممبرز اس کے آس پاس ہی پائے جاتے تھے۔ اس نے آتے ہی سب سے پہلے آئی تھرٹین کو بلوایا تھا۔ آئی تھرٹین شروع سے ساحر کے ساتھ نتھی ہو گیا تھا، اس کی وجہ آئی تھرٹین کی کارکردگی تھی جو اس نے سابقہ مشن (شکاری) کے دوران ہندلینڈ میں دکھائی تھی۔

سپارک، کبیر کی آخری کال کی وجہ سے وہاں پہنچا تھا، جب سے کبیر سے بات ہوئی تھی، اس کے بعد سے سپارک نے ایمر جنسی فریکوئنسی سیٹ رکھی تھی لیکن ابھی تک دوبارہ کسی ممبر نے رابطہ نہیں کیا تھا۔ اسے ٹیم کے غائب ہونے کی لوکیشن کا علم تھا لیکن وہاں جانے سے پہلے وہ ان

حالات کی رپورٹ لینا چاہ رہا تھا جو عملی طور پر سوغات میں پیش آئے، اسی وجہ سے اس نے آئی تھرٹین کو بلوایا تھا۔

سپارک اس وقت میک اپ میں ہی تھا اور ہیڈ کوارٹر کے خاص ایجنٹ ہاشم کے طور پر کام کر رہا تھا۔ دروازے پر دستک سن کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولتے ہوئے ایک طرف ہو گیا۔ دروازے سے آئی تھرٹین اندر داخل ہوا۔ اس نے گھنی داڑھی اور مونچھوں کی مدد سے چہرہ بدلا ہوا تھا۔

"نمبر تیرہ جناب۔" اس نے اندر داخل ہوتے ہی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ بیٹھو۔" سپارک نے بدلی ہوئی آواز میں کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو آئی تھرٹین اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا پیو گے ؟۔" سپارک نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں جناب، شکریہ۔" آئی تھرٹین نے جواب دیا۔

"ارے چھوڑو تکلفات، قہوہ پیو۔" سپارک نے کہا اور سائیڈ ٹیبل کی

طرف بڑھ گیا جہاں چھوٹی سی کیتلی رکھی ہوئی تھی، اس کے ساتھ ہی دو کپ موجود تھے، اس نے باری باری دونوں میں قہوہ انڈیلا، ایک آئی تھرٹین کو پکڑایا اور ایک خود پکڑتے ہوئے دوسری کرسی پر بیٹھ رہا۔

"شکریہ جناب۔" آئی تھرٹین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا، اسے اپنے سینئر کی طرف سے عزت افزائی پسند آئی تھی۔

"ماسٹر زیرو تمہاری بڑی تعریف کرتے ہیں۔" سپارک نے قہوے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے یہ الفاظ میرے لئے اعزاز ہیں، ماسٹر زیرو کے سامنے میں خود کو طفلِ مکتب بھی نہیں کہہ سکتا، ان کے ساتھ کام کرنا فخر کی بات ہے۔" آئی تھرٹین نے کہا۔

"سنا ہے بہت گہری منصوبہ بندی کرتے ہیں ماسٹر زیرو؟۔" سپارک مسکرایا۔

"بہت سے بھی گہری، عملی شطرنج کے منجھے ہوئے کھلاڑی ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے ان کی "حدِ نگاہ" ہزار گنا زیادہ ہو۔" آئی تھرٹین خلوص

بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس بار وہ کہیں پھنس گئے ہیں شاید جس وجہ سے مجھے بھیجا گیا ہے۔" سپارک نے کہا۔

"جی میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ کافی دنوں سے باس کی طرف سے رابطہ نہیں کیا گیا جس وجہ سے میں پریشان ہوں۔"

سپارک کی بطور ہاشم آئی تھرٹین سے پہلی ملاقات تھی جس وجہ سے آئی تھرٹین اور ہاشم کے درمیان ذہنی طور پر کچھ فاصلہ ہونا فطری بات تھی، اسی فاصلے کو کم کرنے کے لئے سپارک قہوے سے آئی تھرٹین کی کارکردگی کی تعریف، پھر ماسٹر زیرو اور پھر اس کے غائب ہونے پر پہنچا تھا۔ اس کے اِس انداز کا آئی تھرٹین کے ذہن پر اچھا تاثر پڑا تھا اور وہ قدرے اطمینان اور کھلے ذہن سے بات کر رہا تھا۔ ایسا نہ کرنے کے باوجود سپارک اس سے تفصیلات پوچھ سکتا تھا لیکن معاملہ ساحر اور ٹیم کا تھا جس وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ آئی تھرٹین کھلے اور آزاد ذہن کے ساتھ بات کرے تاکہ چھوٹی سے چھوٹی بات یا آئی تھرٹین کا نقطہ نظر رہ نہ جائے۔

آئی تھرٹین نے اسے ساحر کے سوغات پہنچنے سے بطور ماسٹر زیرو کام کرنے اور پھر غائب ہونے تک کی تفصیل بتائی۔ "باس جب لوتھر نامی شخص کے ساتھ پہاڑی سفر پر روانہ ہوئے تھے، میں ان کے پیچھے ہی تھا لیکن اچانک ہی وہ لوگ کہیں غائب ہو گئے۔ ان کے غائب ہونے کے باوجود میں ریسیور پر میں انہیں سن پا رہا تھا لیکن یہ بھی تقریباً بیس منٹ ہی جاری رہ سکا، اس کے بات اچانک آواز آنا بھی بند ہو گئی۔ اس وقت مجھے افسوس ہوا کہ باس کے سامان میں ٹریکر کیوں نہیں رکھا گیا تھا۔" آئی تھرٹین نے کہا۔

"یہاں کیا کاروائی کی گئی تھی؟۔"

"دارالحکومت سے ایک امیر زادہ اپنے ذاتی ملازموں کے ساتھ آیا ہوا ہے، باس اس کے ایک ملازم بطوط خان کے میک اپ میں رہتے تھے، کبھی کبھار انہوں نے اس امیر زادے کا روپ دھار کر بھی کام کیا۔ اس امیر زادے پر ایک قتل کا الزام بھی تھا۔ ضمیر نامی ایک شخص سر پھٹنے کی وجہ سے مرا اور مرنے سے تھوڑی دیر پہلے وہ اسی شخص سے ملا تھا۔" آئی تھرٹین نے جواب دیا۔

"کیانام ہے اس امیر زادے کا؟۔" سپارک کی سنجیدگی برقرار تھی۔

"ساحر علی گردیزی، نواب فیملی سے ہے، اس کا۔۔۔"

"اس کے بارے میں سنا ہے۔" سپارک نے لاپرواہی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آج کل وہ کہاں ہے؟۔"

"آجکل وہ بس ہوٹل گھومتا ہے، اس کی رہائش "سوغات ہوٹل" میں ہی ہے۔" آئی تھرٹین نے جواب دیا۔

"یہاں تمہارے کتنے لوگ ہیں؟۔" سپارک نے پوچھا۔ بطور لارڈ وہ جانتا تھا کہ ان کی کتنی تعداد ہے لیکن اس وقت وہ ہاشم کے روپ میں تھا اور نئے، لاعلم ایجنٹ کی طرح ہی تاثر پیدا کرنا چاہ رہا تھا۔

"میرے سمیت پانچ ہیں جناب۔"

"کچھ کام ہیں تمہارے ذمے۔" سپارک نے کپ ایک طرف رکھتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگائی۔ آئی تھرٹین آگے کو جھک کر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"نمبر ایک، پولیس سے لوتھر کے بارے میں مکمل تفصیلات لو، جہاں

جہاں سے اس کے بارے میں معلومات اکھٹی کر سکو، کرو۔ نمبر دو، ان دنوں جو بینک ڈکیتی ہوئی، اس کی فوٹیج چیک کر کے کوشش کرو کہ کم از کم ایک مجرم کی شناخت ہو سکے اور اسے چوری کے ڈرامے میں اگر ہے تو، قانونی ادارہ کس حد تک ساتھ ہے یہ بھی پتہ کرو۔ نمبر تین، اس پہاڑی سلسلے کو اچھی طرح جاننے والے دو یا تین افراد ٹریس کر کے مجھے بتاؤ۔ نمبر چار، تم نے بتایا کہ جس دن ماسٹر زیرو، لوتھر کے ساتھ نتھی ہوئے تھے، اس دن وہ ساحر گردیزی کے ملازم، بطوط خان کے میک اپ میں تھے اور دوپہر کا کھانا کھانے کسی ہوٹل میں گئے تھے، وہاں ایک دلہن کی طرح تیار لڑکی بھی ساحر سے ملنے آئی تھی، اس لڑکی کی تصویر یا پتہ مجھے چاہیے اور نمبر پانچ، اپنا ایک آدمی، جو یہاں کے ماحول سے اچھی طرح واقف ہو، میرے ساتھ لگا دو۔" سپارک نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا جناب، آپ کی ہدایات پر عمل ہو گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ تم نمبر پانچ والی ہدایت پر خود عمل کرو۔" سپارک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جی جناب، جیسا آپ بہتر سمجھیں۔ " آئی تھرٹین بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے نکلنے تک سپارک وہیں کھڑا رہا اور پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

ساحر، گارڈین کے میک اپ میں, اسی کا کردار کا نبھا رہا تھا۔ اس کے علاوہ فی الحال چارہ بھی کوئی نہیں تھا۔ اگر گارڈین کے روپ میں نہ ہوتا تو اس کی بات ہی کوئی نہ سنتا اور اس قید میں رہتے ہوئے اس کے لئے مزید خطرات پیدا ہو جاتے۔ اس وجہ سے اپنے مخصوص کمرے میں میک اپ باکس کی موجودگی کے باوجود وہ اسی روپ کو قائم رکھے ہوئے تھا۔ گارڈین اپنے ملازموں سے زیادہ بے تکلف تو نہ تھا لیکن وہ کسی کے لئے ظالم بھی نہ تھا کہ اس دشمنی سے ساحر کوئی فائدہ اٹھا سکتا۔

اسے وہاں قید ہوئے چوتھا روز تھا لیکن ابھی تک وہاں سے نکلنے کا کوئی رستہ نہ تلاش کر پایا تھا۔ اس اڈے کے تمام دروازے وائس کنٹرول

ہونے کے ساتھ ساتھ بائیو میٹرک کنٹرول بھی تھے۔ ساحر کو گارڈین نے اپنی جگہ سیٹ کرنے سے پہلے کافی دیر بے ہوش رکھا تھا جس وجہ سے وہ جان نہ پایا کہ کب اس نے ضروری دروازوں کے سسٹم کو ساحر کے انگوٹھے کی پہچان سے جوڑ دیا۔ اب ساحر وہاں کے وہ تمام دروازے کھول سکتا تھا جو روز مرہ کے کاموں کے لئے ضروری تھا یا جہاں سے اس کے نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ تمام رستے جہاں سے اڈے سے نکلا جا سکتا تھا اور زیر زمین شٹل سسٹم وہاں موجود کوئی بھی شخص اپنی آواز وغیرہ سے آپریٹ نہیں کر سکتا تھا۔ ساحر کے لئے اپنی قید سے زیادہ پریشان کن بات یہ تھی کہ گارڈین اس کے روپ میں ٹیم کو لے اڑا تھا، ٹیم سے اگر وہ کچھ فاصلہ رکھ کر کام لیتا تو ٹیم ممبرز کا اسے پہچان پانا مشکل ہوتا جس کی وجہ ساحر خود تھا۔

ساحر غیر مستقل مزاج یا شخصیت کا بندہ تھا جس وجہ سے گارڈین کو بطور ساحر ماننے میں ٹیم ممبرز کو آسانی ہوتی، وہ یہی سمجھتے کہ ساحر کا مزاج بدل گیا ہے جبکہ در حقیقت "ساحر" ہی بدل گیا تھا۔ ٹیم میں اگر کوئی اسے جلدی پہچان سکتا تھا وہ چنگیزی اور کبیر تھے وہ بھی تب جب

گارڈین ان کے پاس زیادہ وقت گزارتا۔ اس کے علاوہ دو شخصیات تھیں جو اسے فوری پکڑ سکتی تھیں، ایک اس کے والد حشمت گردیزی اور دوسرا لارڈ۔

ساحر کو امید تھی کہ جیسے ہی گارڈین لارڈ سے رابطے میں آیا وہ پکڑا جائے گا، اسی امید پر وہ زیادہ پریشان نہیں ہوا تھا ورنہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر گارڈین اس کی ٹیم استعمال کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ملکی سطح پر نقصان ہونے کا خدشہ ہے، کبیر، ثانیہ، جمال اور عباس اپنے اپنے اداروں کے علاوہ اب گرین سروس کے راز سے بھی واقف تھے جبکہ جبران کمپیوٹر سے متعلق کسی بھی کام میں خطرناک ثابت ہو سکتا تھا، جہاں تک چنگیزی کی بات تھی، اگر وہ گارڈین کی مرضی پر چلنے لگتا تو یہ سب سے خطرناک بات تھی لیکن چنگیزی کو سنبھالنا آسان کام نہیں تھا۔

اس اڈے میں جہاں تک اس کی رسائی تھی وہ جائزہ لے چکا تھا کہ وہاں صرف منشیات کی ایک نئی قسم کی پیداوار ہو رہی ہے، اسے پیک کر وہاں سے نکالا جاتا تھا لیکن پچھلے چار روز سے صرف پیکنگ ہو رہی تھی، مال

نکالا نہیں گیا تھا کیونکہ مال لینے ہی کوئی نہیں آ رہا تھا۔ اگرچہ منشیات کا یہ ریکٹ ختم کرنا، یہ اڈہ تباہ کرنا بھی ساحر کے لئے بہت اہم تھا لیکن وہ سوغات میں محض منشیات کے کیس کی وجہ سے نہیں آیا تھا نہ ہی ٹیم کو بلاوجہ اس پہاڑی سلسلے میں چھوڑا گیا تھا۔

ساحر پوری تیاری سے سوغات پہنچا تھا، اس کے ساتھ بطوط خان کے علاوہ، وہ نوجوان بھی شامل تھا جسے بوقت ضرورت ساحر اپنے ڈمی کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ اس نوجوان نے ساحر کو بہت سے کیسز میں آزادی سے کام کرنے میں مدد دی تھی، پرنس ڈمب والے کیس میں ساحر کی جگہ وہی نوجوان حوالات میں رہا تھا اور اس بار بھی ساحر نے خود بطوط خان کا روپ دھارا تو اس نوجوان کو ساحر بنا ڈالا۔ ساحر کو امید تھی کہ اس کے نجی ملازمین ابھی تک سوغات میں ہی اس کا انتظار کر رہے ہوں گے کیونکہ گارڈین ان کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

گارڈین نے ساحر کو خوب جھٹکا دیا تھا جس سے ایک بار تو ساحر کا دماغ حقیقتاً خراب ہوا لیکن آہستہ آہستہ وہ سنبھل گیا۔ گارڈین نے اسے بڑی آسانی سے شکست دی تھی۔ وہ شاید اسے اور اس کی ٹیم کو مانیٹر

کرتا رہا اور جب مطلب کی معلومات حاصل کر لیں تو ساحر کو چھوڑ کر باقی تمام افراد کو لے کر نکل گیا لیکن ساحر ابھی تک یہ گتھی نہیں سلجھا سکا تھا کہ گارڈین نے انہیں ختم کرنے کی بجائے یہ قدم کیوں اٹھایا؟

اس کی ساری الجھنوں کا فی الوقت ایک ہی جواب تھا کہ اس اڈے سے نکلا جائے، اس اڈے سے نکل کر ہی وہ گارڈین کے پیچھے لگ سکتا تھا ۔ اس نے اڈے میں موجود دو افراد کو ساتھ ملا تو لیا تھا لیکن ابھی تک کسی پر بھی وہ تہہ دل سے اعتماد کرنے کے حق میں نہیں تھا۔ انہی سوچوں میں گم وہ اپنی خوابگاہ سے نکل کر مرکزی ہال میں پہنچا جہاں منشیات کی پیکنگ زور شور سے جاری تھی۔ ساحر سرسری نظر سے جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"باس۔" دور سے آنے والی دھیمی آواز سن کر وہ رک گیا۔ چند لمحوں میں ایک ادھیڑ عمر شخص اس کے سامنے کھڑا ہانپ رہا تھا، وہیں کھڑے کھڑے وہ گھٹنوں پر جھک کر ہانپنے لگا جیسے بہت دور سے دوڑتا ہوا آیا ہو۔

"کیا ہوا فراست؟۔" ساحر نے گارڈین جیسا لہجہ اختیار کرتے ہوئے

کہا۔

وہ شروع سے اب تک گارڈین جیسی آواز نکالنے کی حتی الوسع کوشش کر رہا تھا اور ساتھ ہی آواز میں بدلاؤ کی وجہ شراب نوشی سے گلا خراب ہونا ہے، یہ قریبی افراد کو بتا چکا تھا جنھوں نے ہر شخص تک یہ بات پہنچا دی تھی، ظاہر ہے گارڈین کے روپ میں وہ باس تھا، اس کی بات تسلیم کی جانی چاہیے تھی، سامنے بھی کام کرنے والا عملہ تھا نا کہ کوئی ایجنسی۔

"باس، سٹور۔ روم۔ خالی۔ ہے۔" فراست نے ہانپتے ہوئے رک رک کر جواب دیا تو ساحر اچھل پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہر طرف سے تو بند ہے اڈہ؟۔" ساحر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا، فراست اس کے قریبی دو افراد میں سے ایک تھا۔

"اب تو لگتا ہے کہ ہر طرف سے بند نہیں۔" فراست نے کہا۔

"لیکن تمھیں کیسے پتا چلا؟ تم تو سٹور روم کی طرف جا ہی نہیں سکتے، اجازت نامہ ہی نہیں تمھارے پاس۔" ساحر نے پوچھا۔

"میں تو گیا بھی نہیں، کچھ دیر پہلے جب ہم لوگ چائے کے وقفے میں

اکٹھے ہوئے تو سکیورٹی روم کا ایک فرد دوسرے سے سرگوشی کر رہا تھا۔ "فراست نے کہا۔

"کیا بات کر رہے تھے وہ لوگ؟۔ "ساحر نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ اب نیا مال بھی تیار ہو چکا ہے تو مزدور تیار شدہ پیٹیاں رکھنے جائیں گے اور پورے کا پورا اسٹور خالی دیکھ کر وہ یہ بات ہر طرف پھیلا دیں گے، اس پر دوسرے نے کہا سٹور کی طرف جانے والوں کی تعداد بھی مخصوص کر دی جائے گی۔ "اس نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے امید تھی کہ ایسا ضرور ہو گا لیکن اب ایک اور سوال پیدا ہو گیا ہے کہ تعداد کو مخصوص کرنا اتنا آسان تو نہیں، ہر شخص کا ڈیٹا ضرورت کے حساب سے کمپیوٹر میں محفوظ کیا گیا ہے اور یہ لوگ کسی کی رسائی کو بڑھا یا کم کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ "ساحر نے کہا۔

"اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ "فراست نے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں تو کہہ سکتا ہوں ناں، جیسا کہ ہمارے اس گروپ میں موجود کمپیوٹر کے شعبے میں کام کرنے والوں نے کہا کہ دوسری طرف والا اڈہ مکمل سیل اور بند ہو چکا ہے، وہ ہم سے جھوٹ بول رہے تھے، اصل میں وہ اڈہ ابھی بھی کسی نہ کسی حد تک کام کر رہا ہے اور وہاں سے یہاں کے معاملات پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ وہی لوگ منشیات کو دوسری طرف سے لے گئے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر منشیات کو پہاڑی علاقے سے نکال کر شہر تک پہنچانے کے لئے بھی جو طریقہ کار ہے وہ بھی قائم ہے۔" ساحر نے کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں باس، اس طرح ہمارے پاس نکلنے کا رستہ موجود ہے۔" فراست نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے؟ اس اڈے کے کمپیوٹر سسٹم کو بند کئے بغیر یہاں سے وہاں نہیں گھسا جا سکتا۔" ساحر نے کہا تو فراست کا منہ لٹک گیا۔ اس کے بشرے پر پھیلنے والی مایوسی دیکھ کر ساحر مسکرایا۔

"حوصلہ رکھو، چار دن کے صبر کے بعد ایک رستہ نظر تو آیا ہے، اب اس سے اگلا رستہ بھی مل جائے گا، مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔"

ساحر نے کہا۔

"آپ دل گردے والے ہیں باس جو ایسا سوچتے ہیں۔" فراست نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس تو پھیپھڑے بھی ہیں۔" ساحر مسکرایا۔

"پھیپھڑے تو سب کے پاس ہوتے ہیں۔" فراست نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اتنے عرصے بعد کمپیوٹر کے ماہر کی ضرورت پڑی ہے اور وہ غائب ہے۔" ساحر خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑایا۔

"کچھ کہا آپ نے باس؟۔" فراست نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں، نہیں۔ میں نے آج تک کچھ نہیں کہا۔" ساحر مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔

رات کی تاریکی کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ ہوا میں نمی کا احساس بڑھتا چلا جا رہا تھا اور بادل آہستہ آہستہ سوغات کا کو گھیرنے کے چکر میں نظر آ رہے تھے۔ سوغات میں بادلوں کی بد معاشیاں چلتی ہی رہتی تھیں جن سے مقامی افراد لطف اندوز ہوتے تھے لیکن وہ چاہتا تھا کہ اس سے پہلے کہ بادل سوغات سے اظہار محبت شروع کریں، وہ اپنا کام نپٹا لے۔ وہ اندھیرے کا جزو بنا، "گونگے "جوتے پہنے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ دو منٹ کی چڑھائی کے بعد وہ ایک چھوٹے سے پختہ مکان کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ پہاڑی نشیب و فراز میں ہونے کی وجہ سے گھر کی پہلی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی لہذا وہ آسانی سے چھت پر جا پہنچا۔

چھت سے ہوتے ہوئے وہ گراؤنڈ فلور اور پھر سیڑھیوں کے نیچے بنے چھوٹے سے دروازے کا قفل کھولنے لگا۔ تھوڑی سی تگ و دو کے بعد وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر دروازے کو اندر سے کنڈی لگاتے ہوئے نیچے جاتی سیڑھیوں سے تہہ خانے میں اترنے لگا۔ کہیں دور، ہلکی طاقت کا بلب روشن تھا جس وجہ سے سیڑھیوں کی نشاندہی قدرے سہل تھی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ تنگ سی راہداری میں پہنچا جس کی دونوں طرف دروازے تھے۔ وہ سر ہلاتے ہوئے دائیں ہاتھ کے دوسرے دروازے کے پاس پہنچا۔ جس آلے سے تہہ خانے کا قفل کھولا تھا، وہ ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی تھا، اسی کی مدد سے وہ اس کمرے کا قفل بھی کھولنے لگا۔

اپنی پشت پر کھٹکا سن کر وہ سانپ کی طرح پلٹا اور پلک جھپکنے میں خود پر حملہ آور ہونے والے شخص کو اٹھا کر دیوار سے دے مارا۔ حملہ آور، جس نے شاید تصور میں بھی اتنی پھرتی کا نہیں سوچا ہو گا، تڑپ کر ساکت ہو گیا، وہ شاید احتجاجی چیخ ضرور بلند کرتا لیکن نوارد سمجھدار ثابت ہوا تھا، اس کے ایک ہاتھ گردن میں ڈال کر اٹھایا تو دوسرے سے

اس کا منہ بند کر دیا تھا۔ اسے لِٹا کر وہ سیدھا ہونے کو ہی تھا کہ اس پر کسی نے کمبل گرا دیا۔ کمبل گراتے ہی بہت سے ہاتھ اسے کمبل کی مدد سے جکڑنے لگے، اس دھینگا مشتی کی آواز اب تنگ راہداری میں ابھر آئی تھی جس میں مقامی زبان میں گالیاں، قائدانہ مہارت دکھا رہی تھیں۔

اس نے طاقت کے زور سے اپنے اوپر پڑنے والے دباؤ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن اس کے دماغ نے اشارہ دیا کہ دباؤ ڈالنے والے دو سے زیادہ ہیں۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا اور پھر راہداری میں چیخوں نے قیادت سنبھال لی۔ اسکا ہاتھ سرعت مگر احتیاط سے اپنے وجود کے گرد گھوم رہا تھا اور اس پر دباؤ ڈالنے والے چیخ رہے تھے۔ لمحوں میں کمبل پر ان کی گرفت ڈھیلی پڑی تو وہ پھسل کر کمبل سے نکلتا ہوا، ایک شخص کی ٹانگیں پکڑتا تیزی سے سیدھا ہوا اور وہ شخص جس کی ٹانگیں اس کے ہاتھوں میں تھیں، سر کے بل فرش سے ٹکرایا، ٹھک کی آواز کے ساتھ اس کے منہ سے فلق شگاف چیخ نکلی اور جسم تڑپ اٹھا۔

اس شخص نے ٹانگیں چھوڑنے کی بجائے اسے ہی گھما کر اسی کے دو ساتھیوں پر دے مارا اور وہ دونوں چیخ کر دیوار سے ٹکرائے۔ اس شخص

کے ہاتھ میں چھوٹا سا خنجر تھا جسے استعمال کر کے وہ "کمبل کی گرفت" سے آزاد ہوا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا، لمحوں میں وہ ان تینوں کو بے ہوش کر چکا تھا اور پھر اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کا قفل کھولنے کی کوشش میں اس پر حملہ ہوا تھا۔ قفل کھول کر دروازہ کھولتے ہوئے وہ تیزی سے نیچے بیٹھا اور رول ہوتا ہوا کمرے میں گھس گیا۔ ایسا کرنا ہی سود مند ثابت ہوا، راہداری میں ہونے والے شور کی وجہ سے کمرے میں موجود وہ اس کا شکار، ہوشیار ہو گیا تھا اور دروازہ کھولتے ہی اس نے گولی چلا دی۔ شائیں کی آواز کے ساتھ اس کی چیخ بلند ہوئی اور پسٹل ٹھک کی آواز کے ساتھ فرش پر گرا، پستول برادر اپنا ہاتھ پکڑے کراہ رہا تھا۔ فرش پر لیٹا وہ شخص جمپ مار کر کھڑا ہوا اور پھر دوڑتا ہوا شکار پر جھپٹا۔ اس کا تھپڑ پوری قوت سے شکار کے منہ پر لگا اور گھونسا پیٹ میں۔ وہ شخص چیخ کر جھکا ہی تھا کہ نووارد کا گھٹنا اس کی پیشانی پر لگا اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ نووارد نے ٹانگ سے پکڑ کر اسے کھینچ لیا اور کھینچتے ہوئے اسے بھی راہداری میں لے آیا۔ راہداری میں اسے چھوڑ کر اس کی نظریں دیواروں کا طواف کرتی ہوئیں ایک سوئچ بورڈ پر رکیں اور وہ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ راہداری

روشنی سے بھرتی چلی گئی۔

"اپنی جگہ سے حرکت کی تو جان سے جاؤ گے۔" اس کی پھنکارتی ہوئی آواز سن کر کمرے سے لایا گیا شخص جہاں تھا، وہیں ساکت ہو گیا، وہ پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے کھڑے لمبے تڑنگے نقاب پوش کو دیکھ رہا تھا جس نے سیاہ رنگ کا ہی چست لانگ کوٹ پہن رکھا تھا۔

نقاب پوش بے ہوش پڑے افراد کی طرف بڑھا، جیکٹ کی جیب سے اس نے چھوٹی ٹارچ نکالی اور بے ہوش افراد کے سروں کا معائنہ کرنے لگا۔ مکمل معائنہ کر کے وہ اپنے شکار کی طرف بڑھا جو اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بے چینی سے پہلو بدلنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"آرام سے بیٹھے رہو۔" اس نے قدرے نرم لہجے میں کہا لیکن شکار کو اس نرمی میں بھی غراتا ہوا بھیڑیا ہی نظر آیا۔ نقاب پوش نے ٹٹول ٹٹول کر اس کے سر کا بھی معائنہ کیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گا، اس کی نگاہ کا مرکز وہی شکار تھا۔ خود پر جمی نظریں محسوس کر کے وہ بوکھلا گیا تھا۔

"تم ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہو؟" نقاب پوش نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جج۔۔جی ہاں۔۔تت۔۔تم۔۔آپ کک۔۔"

"تم نے بینک ڈکیتی کیوں کی؟۔" نقاب پوش غرایا۔

"مم۔میں۔۔ سمجھا۔۔ نہیں۔بینک۔کون سا بینک۔۔کون سی ڈکیتی۔" شکار مکمل طور پر بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔

"تم نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر پچھلے دونوں مقامی بینک میں ڈکیتی کی ہے، تم سب ریٹائرڈ پولیس آفیسر ہو، یہ حرکت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟۔" نقاب پوش نے سخت لہجے میں ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔

"ڈڈ۔ڈکیتی۔۔ سس۔سچ میں ، مَیں ایسا نہیں چاہتا تھا۔ پتہ نہیں کیسے۔۔؟۔"

"بکواس مت کرو، تم ہوش میں تھے جب یہ سب ہو رہا تھا، تم نے ہوش وحواس

میں رہ کر ڈکیتی کی ہے۔" نقاب پوش نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم کون ہو؟۔" شکار نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"فری لانسر، میری پارٹی کا بہت اہم سامان لاکر سے چوری کیا ہے تم

لوگوں نے۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو، ہم نے لاکرز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔" شکار اب بدلی ہوئی شخصیت نظر آرہا تھا، بہت ہی سنجیدہ اور نپی تلی بات کرنے والا۔

"میری نظر میں تم جھوٹ بول رہے ہو، وہ اتنا قیمتی سامان ہے کہ کسی کا ایمان بھی ڈگمگا جائے، تم لوگ تو ویسے ہی حق مارنے میں ماہر ہو۔"

"ہم دونوں میں سے کوئی جھوٹ بول رہا ہے یا بینک انتظامیہ۔" شکار اب کھڑا ہونے کی تیاری کر رہا تھا جسے نقاب پوش نے نظر انداز کر دیا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے، انہوں نے تمہاری ڈکیتی کی آڑ میں خود ہاتھ صاف کر لیا ہو۔"

"تم بے وقوفوں کی طرح منہ اٹھائے یہاں چلے آئے، بینک میں نصب کیمرے دیکھ لیتے۔" شکار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لاکر روم میں کیمرے نہیں ہوتے اور لاکر روم میں داخل ہوتے ہوئے میں تم لوگوں کو دیکھا ہے۔" نقاب پوش نے طنزیہ آواز میں کہا۔

"کیا چاہتے ہو اب؟۔" شکار نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جب تک سامان نہیں مل جاتا، تم لوگ میری قید میں رہو گے۔" نقاب پوش نے بھی چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"تم ہم تک کیسے پہنچ پائے؟۔" شکار نے گھورتے ہوئے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا۔

"چوری کے دوران تم نے ایک لفظ استعمال کیا تھا، "پانجا"۔ اس سے ایک ادارے کا گہرا رشتہ ہے۔ اس سے مجھے رستہ نظر آیا اور پھر ویڈیو کی مدد سے کچھ پرانے پولیس آفیسرز سے معلومات لیتا ہوا تم تک پہنچ گیا۔"

"تم حکومت کے جاسوس محسوس ہوتے ہو، فری لانسر اس طرح کام نہیں کرتے ہمارے ملک میں۔" شکار اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تم چاہے جو مرضی ہے سوچو، لیکن اب میری گرفت سے نکل نہیں سکو گے۔" نقاب پوش نے کہا لیکن شکار اچھل کر اس سے ٹکرایا اور پھر خود ہی اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں۔" نقاب پوش نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو کتنے بے وقوف ہو؟۔" شکار طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔

نقاب پوش کو اپنے وجود میں سرسراہٹ محسوس ہونے لگی اور بے اختیار اس کا ہاتھ اپنی گردن پر پہنچ گیا، گردن پر انگلیاں لگتے ہی اس کے منہ سے سسکاری نکل گئی، وہ گردن ٹٹولنے لگا اور جب ہاتھ آنکھوں کے سامنے کیا تو اس میں چھوٹی سی سوئی تھی۔

ایک عام سے دھان پان شخص نے اسے مات دے دی تھی، وہاں سے چوٹ کھائی جہاں امید نہیں کی جا سکتی تھی، یہی حیرت اس کے ذہن پر نقش ہو گئی تھی۔

ساحر سر تھامے اپنے مخصوص کمرے میں دیوار سے لگا بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن "الجھی" ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے پچھلے ایک گھنٹے میں کئی منصوبے بنا کر رد کر دیئے تھے کیونکہ وہاں سے نکلنے کا ہر منصوبہ کسی نہ کسی موڑ پر ناکارہ ثابت ہو رہا تھا۔ منصوبے کے ناکارہ ہونے کا سبب بائیو میٹرک سسٹم اور دوسرے اڈے میں بیٹھے لوگ تھے جو کمپیوٹر سسٹم کی مدد سے ساحر والے اڈے کی ہر قسم کی حرکات کی نگرانی کر رہے تھے۔

اس نے بجلی اڑا کر وقت حاصل کرنے کا سوچا لیکن پھر خیال آیا کہ دوسرے اڈے والے ہنگامی سپلائی مہیا کر سکتے ہیں اور ساحر والے اڈے کی نگرانی کے لئے وہ لوگ جو سسٹم استعمال کر رہے ہیں وہ یقیناً ساحر

والے اڈے کی بجلی پر انحصار نہیں کرتا تھا جس سے ظاہر تھا کہ یہاں کی بجلی اڑا کر خاص حد تک ہی آزادی حاصل کی جا سکتی ہے، پھر دوسرے اڈے کے حفاظتی انتظامات آڑے آئیں گے۔

بائیو میٹرک سسٹم کی وجہ سے وہ کسی دوسرے کے میک اپ میں بھی نہیں نکل سکتا تھا۔ خفیہ کیمرے کہاں کہاں نصب تھے، ابھی تک یہ بھی مکمل طور پر نہیں ظاہر ہوا تھا۔ منشیات کے پیکٹوں کا سائز اتنا چھوٹا تھا کہ اس ڈبے میں کسی شخص کو چھپ کر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ سکیورٹی سے متعلق کسی فرد پر تشدد کرنا بے سود تھا کیونکہ تمام افراد اپنی حد سے زیادہ نہیں جانتے تھے۔ اس نے فراست کو پریشان نہ ہونے کا کہہ دیا تھا لیکن خود وہ پریشانی کے جال میں الجھا چلا جا رہا تھا، اس کی پریشانی کی وجہ گارڈین کا آزاد ہونا تھا۔

گزشتہ دو راتوں سے وہ بے بسی محسوس کر رہا تھا، اسی بے بسی کی وجہ سے دماغ پر دباؤ بڑھ رہا تھا۔ دباؤ کی نشانی تو اسے مل چکی تھی جو اس نے اپنے ماضی کو خواب کی صورت میں دیکھا تھا لیکن عملی طور پر اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا مزاج بدل رہا تھا۔ وہ اسے مزاج بدلنا ہی سمجھتا تھا

۔ درحقیقت یہ مزاج بدلنے سے آگے کی بات تھی اور بہت ہی خطرناک بھی تھی جس کا ادراک وہ ابھی نہیں کر پایا تھا۔ اس کا دماغ آج کل خالی خالی سا محسوس ہو رہا تھا جہاں نہ تو کوئی جذبہ تھا نہ ہی کام کے علاوہ کوئی سوچ۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ محض روبوٹ ہے جسے اپنا کام کرنا ہے۔ بطور انسان وہ حاجات تو پوری کر رہا تھا لیکن عجیب سا خون دماغ پر سوار ہو رہا تھا۔ کہیں بھی ڈنڈا، چھری، کرسی دیکھ کر اس کا دل چاہتا کہ اٹھا کر کسی کو دے مارے۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ مار مار کر سیکورٹی کے عملے کے ہر شخص کا بھرکس نکال دے لیکن نجانے کون اسے اندر ہی اندر ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک ہی ذہنی رو بدلتی اور دوستوں کو یاد کرنے مسکرانے لگتا۔

ایسے ہی بیٹھے بیٹھے نجانے کتنا وقت گزر گیا، وہ ہڑبڑا کر کھڑا ہوا۔ اس کے تیور بدلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ہونٹ بھینچے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ چلتے چلتے اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ پر پڑی۔ تیزی سے لیمپ کی طرف بڑھا اور دائیں ہاتھ سے لیمپ کر پکڑ کر جھٹکے سے اس بورڈ میں لگے پلگ سمیت کھینچ لیا۔ جھٹکے کے ساتھ ہی تار ٹوٹ

گئی اور لیمپ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ وہ لیمپ اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اگلے لمحے وہ دروازے سے باہر تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنے دماغ اور آنکھوں پر سرخی کی چادر محسوس ہونے لگی تھی اور دماغ میں کیڑے کلبلا رہے تھے۔ ہال میں پہنچتے ہی اس کا رخ سکیورٹی روم کی طرف ہو گیا۔

اس نے لات مار کر سکیورٹی روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھے گارڈ کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کھینچ کر کھڑا کر دیا۔ ساتھ ہی اس کا لیمپ والا ہاتھ بلند ہوا۔

"بب۔ باس۔ بب۔۔" گارڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کے رنگ پھیکا پڑ گیا تھا اور جسم رعشے کے مریض کی طرح کانپنے لگا تھا۔

"باس، پلیز میری بات سنیں۔" اسے جانی پہچانی آواز سنائی دی تو آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا، دروازے میں فراست کھڑا تھا۔ فراست نے جیسے ہی ساحر کی آنکھوں میں دیکھا، اسے جھٹکا لگا اور وہ دروازے سے باہر کھسک گیا لیکن اس کی آواز نے ساحر کو دماغ تھوڑا ٹھنڈا کر دیا۔ اس نے گارڈ کو دیکھا، پھر ہوا

میں بلند لیمپ کو اور پھر گارڈ کو چھوڑ کر سر جھٹکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکل کر وہ ایک طرف کو بڑھ گیا، فراست اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ ہال کے ایک کونے میں، جہاں تنہائی میسر تھی، پہنچ کر وہ رک گئے اور ساحر استفہامیہ نظروں سے اسے گھورنے لگا، فراست پہلے ہی سہا ہوا تھا، اس کا انداز دیکھ کر مزید سمٹ سا گیا۔

"باس، سپلائی غائب ہو گئی ہے۔ ہال کی دوسری طرف رات تین سے چار کے درمیان دروازہ کھلتا ہے اور سپلائی لے کر سٹاف دوسرے اڈے میں چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف کا دروازہ کھلنے سے پہلے اس طرف کا دروازہ لاک کر دیا جاتا ہے اور مخصوص سٹاف ہی دوسری طرف جا سکتا ہے۔" فراست نے دھیمے لہجے میں رپورٹ دی۔

"ہوں۔۔۔ کچھ تو پتہ چلا۔" ساحر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اور باس، ایک ہیوی جنریٹر اسی حصے میں موجود ہے۔" فراست نے کہا تو ساحر چونک گیا، اس کے لئے یہ نئی اطلاع تھی۔

"کس جگہ؟ میں نے تو نہیں دیکھا۔" اس نے جواب دیا۔

"ہال کی مغربی سمت۔" فراست نے جواب دیا۔

"جس رستے سے پہاڑی سے مہمان لائے جاتے ہیں۔" ساحر نے کہا تو فراست نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اسی رستے پر کہیں خفیہ دروازہ ہے جو جزیٹر روم تک لے جاتا ہے اور آج تک اس رستے سے کوئی اڈے سے نہیں نکلا۔" فراست نے جواب دیا۔

"یعنی مہمان مغرب سے لائے جاتے ہیں اور مشرق والے اڈے سے نکلنے کا رستہ ہے۔" ساحر بڑبڑایا۔

"یس باس۔ یہ میری سمجھ سے باہر کا کام ہے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم اتنی تفصیلی اور مفید باتیں کیونکر معلوم کر سکے، وہ بھی اتنے کم وقت میں۔" ساحر کی نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں۔

"کچھ ہم خیال لوگ مل گئے ہیں باس، وہ بھی یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں۔" فراست نے جھٹ سے جواب دیا۔

"کیسے مل گئے؟ اگر یہ جال ہوا تو؟۔"

"نہیں باس، مایوس لوگ دھوکہ نہیں دیں گے۔ وہ یہاں سے نکلنے کے لئے جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔ کئی سالوں سے بند ہیں یہاں۔" فراست نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"رات نو بجے انہیں میرے کمرے میں لے آؤ۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے، اگر سب میری مرضی کے مطابق ہوا تو دو تین دن بعد ہم باہر ہوں گے۔" ساحر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"دو تین دن میں باہر۔۔" فراست نے خوشی سے جھرجھری لی۔

جب سے گارڈین وہاں سے نکلا تھا، لوتھر سوغات کا مکمل طور پر انچارج تھا اور ہر شے کو اپنے حساب سے دیکھ اور سنبھال رہا تھا۔ لوتھر، گارڈین کا اسٹنٹ تھا اور اس سے کافی حد تک مختلف ذہنیت رکھتا تھا۔ سوغات میں ان کی موجودگی کو ظاہری طور پر کاروباری وجوہات کی بنا پر تھی۔ وہ سوغات میں غیر ملکیوں کے لئے یورپین طرز کے ہوٹلز سنبھالے ہوئے تھے جبکہ پس پشت کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

پس پشت چلنے والی سرگرمیوں میں سے ایک منشیات فروشی تھی اور اسے لوتھر ہی سنبھالا کرتا تھا۔ پہاڑی علاقہ، جہاں بیرونی عناصر کی رسائی مشکل ترین تھی، میں انہیں ایک زیر زمین اڈہ ملا تھا جو بظاہر کوئی

لیبارٹری یا پرانا اسلحہ خانہ رہی ہو گی۔ انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق تعمیرِ نو کرتے ہوئے مکمل اور جدید اڈہ بنالیا۔ اس کام سے پہلے وہ سرکاری پیٹ بھرنا نہ بھولے جس کی وجہ سے منشیات کے نام پر ٹرکوں پر سوغات میں سامان پہنچتا رہا جسے پھر خچروں کی مدد سے اڈے تک پہنچایا جاتا رہا۔ لیکن جب حساس اور قیمتی سامان کی باری آئی تو چیکنگ کے نام پر سکیورٹی ہیلی کاپٹرز پہاڑوں پر گردش کرنے لگے۔ رازداری اور احتیاطی طریقہ کار کی وجہ سے انہیں یہ اڈہ بنانے میں تقریباََ پانچ سال لگے اور گزشتہ سال ہی ان کی اصل تحقیق شروع ہوئی۔

اصل تحقیق کے حوالے سے گارڈین زیادہ باعلم تھا جبکہ لوتھر چند ایک معاملات تک ہی محدود رہا تھا اور زیادہ تر منشیات اور مقامی فورسز سے گٹھ جوڑ میں جٹا رہتا تھا۔ گارڈین کے وہاں سے جانے کے بعد اس کے دو کام تھے، منشیات کی حسبِ معمول ترسیل اور اڈے کا خیال رکھنا۔ یہ خیال رکھنے والا کام اسے پسند نہیں آیا تھا، اس کی وجہ تھی وہ پٹھان، بطوط خان۔ بطوط خان کو ساحر سے متعلق معلومات اگلوانے کے لئے اڈے میں لے گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ وہاں ایسا سامان موجود ہے جس سے بطوط

کا "اپنا" بنا کر استعمال کرتے ہوئے وہ جان پاتے کہ ساحر کون ہے اور سوغات میں اس کی موجودگی کی وجہ کیا ہے۔ اس کی نظر میں بطوط خان بھی مشکوک تھا لیکن اس کے خلاف کوئی ٹھوس بات نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی خلش دبائے ہوئے تھا۔

اس نے گارڈین کی مخالفت کی تھی کہ بطوط کو وہ اپنے روپ میں اڈے میں کیوں چھوڑے جا رہا ہے لیکن گارڈین نے اس کی ایک نہ سنی اور اس کے جانے کے بعد جب وہ نقلی گارڈین ہوش میں آیا تو۔۔۔ لوتھر پر حیرت کی موسلا دھار بارش برسی، وہ نہ صرف شکلاً بدلا تھا بلکہ عقلاً تو کیا، یوں لگتا تھا کہ اصلاً ہی بدل گیا ہو۔ اگر لوتھر جانتا نہ ہوتا کہ وہ نقلی گارڈین ہے تو وہ بھی اسے اصلی ہی تسلیم کرتا، اس درجے کی نقل اور اداکاری جبکہ بطوط نے گارڈین کے ساتھ بہت کم وقت گزارا تھا۔ یہ معاملات دیکھ کر لوتھر کا بطوط پر شک پختہ ہو گیا کہ وہ جو نظر آتا ہے، وہ ہے نہیں۔ ایک تو اس نے بطوط خان، یعنی نقلی گارڈین کی دن رات نگرانی شروع کر دی تھی جو کہ جدید آلات کی مدد سے ہو رہی تھی۔ وہ صرف تب نگرانی سے باہر ہوتا جب وہ گارڈین کے مخصوص کمرے

میں ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ لوتھر نے سوغات میں موجود، ساحر گردیزی کی نگرانی شروع کروادی تھی۔ ساحر گردیزی نے اپنے ملازم بطوط کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروادی تھی اور بطوط کی سرکاری و نجی سطح پر تلاش جاری تھی۔ لوتھر ساحر کو قریب سے دیکھ چکا تھا، اس کی نظر میں وہ ایک سادہ اور عام شہری تھا، پھر اس نے پولیس والوں کے سامنے منشیات سے متعلق ان کا مخصوص کوڈ۔ پراسرار گدھا کیوں استعمال کیا تھا؟ اسے اس کا کیسے علم ہو؟ کیا وہ حقیقت سے واقف تھا؟۔ لوتھر خود ہی اپنے خیالات کی نفی بھی کر دیتا تھا کیونکہ وہ ساحر کو دیکھ اور پرکھ چکا تھا، اس کی نظر میں ایک ہی شخص مشکوک تھا، بطوط خان۔ ساحر گردیزی اس سے کس حد تک واقف تھا، اسے جاننے کے لئے اب ساحر گردیزی پر ہاتھ ڈالنا ناگزید نظر آرہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ عملی قدم اٹھاتا، ایک نئ خبر اس کی منتظر پائی گئی۔

لوتھر نے گارڈین کے کہنے پر سوغات کے ایک بینک ڈکیتی کروائی تھی، یہ ڈکیتی دراصل ان کا ہی ایک ٹیسٹ مشن تھا جس میں جن افراد کو

استعمال کیا گیا تھا، ان کی تلاش ہونے لگی تھی اور تلاش کرنے والے ابھی تک اندھیرے میں تھے۔ لوتھر اتنا تو جان ہی چکا تھا کہ وہ مقامی نہیں ہیں، شاید ضمیر کی موت یا بطوط کی قید کی وجہ سے کوئی آن دھمکا تھا یا خالصتاً بینک ڈکیتی کی وجہ سے۔

پھر اسے خبر ملی کہ دشمن نے بینک میں ڈکیتی کرنے والوں کا ٹھکانہ معلوم کر لیا ہے تو اس نے انہیں کی مدد سے دشمن کو پکڑنے کی ٹھان لی، جس میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تھی اور ڈکیتوں کی تلاش کرنے والا اب لوتھر کے ہی ایک زیرِ زمین اڈے میں قید جہاں اس سے پوچھ گچھ جاری تھی۔ لوتھر نے اڈہ خالی چھوڑ کر جانا مناسب نہ سمجھا تھا اور وہ تھا بھی تو ایک آدمی، جس اڈے میں اسے لے جایا گیا تھا وہاں پانچ مسلح افراد کے علاوہ بھی ملازمین موجود تھے۔ جن میں اچھے خاصے سخت جان لوگ شامل تھے۔

لوتھر ابھی ابھی بیڈ روم سے نکلا تھا اور سیدھا کنٹرول روم ہی پہنچا جہاں سکرین پر وہ اس اڈے میں ہونے والی تفتیش کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سکرین آن کی اور سکرین دیکھے بغیر، ایک طرف رکھی

کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے لاپرواہی سے سکرین پر نگاہ ڈالی اور پھر یوں اچھلا جیسے کرسی میں سے مہنگائی نکل آئی ہو۔

وہ آنکھیں پھاڑے یوں سکرین کو دیکھ رہا تھا جیسے گھر والوں نے بغیر پوچھے اس کا رشتہ پھوپھو کے گھر طے کر دیا ہو۔ اور سکرین، وہ تو شرم کے مارے سرخ ہو رہی تھی۔ جابجا خون نظر آ رہا تھا جو سکرین کے اس پار، دور کہیں دوسرے اڈے میں موجود افراد کا تھا۔ لوتھر تیزی سے کی بورڈ کی طرف بڑھا اور مختلف زاویوں سے عمارت کو چیک کرنے لگا، جہاں انسان پائے جاتے تھے وہاں اب لاشیں پائی جا رہی تھیں اور "عمارت کا سکرینی" چکر لگانے کے بعد وہ اسی کمرے میں لوٹ آیا جہاں قیدی کو رکھا گیا تھا۔ کرسی کی حالت سے ظاہر تھا کہ قیدی نے باندھے جانے سے پہلے ہی حملہ کر دیا تھا لیکن دس کے قریب افراد، جن میں مسلح افراد کے علاوہ، منجھے ہوئے لڑاکے اور لوتھر کے آزمائے ہوئے تھے، سب کو ختم کرتے ہوئے وہ بچ کر نکل کیسے گیا؟۔۔ لوتھر کا چہرہ یہ سوچ کر پتھرا گیا تھا۔ اس کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی تھیں، یہ سوچ کر کہ اس کے خلاف سوغات میں ایک "بلا" کھلی گھوم رہی ہے۔

فون کی کرخت گھنٹی سن کر اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ سر جھٹکتے ہوئے فون کی طرف بڑھا۔

"یس، لوتھر بول رہا ہوں۔" اس کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"بب۔ باس۔۔" دوسری طرف سے ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا؟۔ سب خیریت تو ہے؟۔" لوتھر آواز پہچانتے ہوئے بے چین ہو گیا۔

"بب۔ باس ۔ آپ ونڈو آن کریں پلیز۔ یہاں قیامت آ گئی ہے۔" دوسری طرف سے خوفزدہ آواز میں کہا گیا اور لوتھر ریسیور کریڈل پر مارتے ہوئے کی بورڈ کی طرف بڑھ گیا، اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ کے بٹن چومنے لگیں اور جھماکوں کے ساتھ ہی منظر بدلتے چلے گئے، اور۔۔۔ سکرین پر نظر آنے والے منظر دیکھ کر وہ بے اختیار کانپتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا، یہ سکرین پہلی سکرین سے بھی زیادہ شرمیلی نظر آ رہی تھی۔

یہ منظر اس اڈے کا تھا جہاں بطوط خان کو بطور گارڈین چھوڑا گیا تھا، مختلف کیمروں کی مدد سے وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہاں جا بجا آگ لگی ہے اور مرکزی ہال کی طویل میز، جن پر منشیات کی پیکنگ کی جاتی تھی، سے قدرے ہٹ کر، لوتھر کے ملازمین میں سے ایک ملازم فراست کھڑا تھا، اس کا چہرہ یوں تھا جیسے خون نچوڑ لیا گیا ہو وہ ہاتھ باندھے ساکت کھڑا تھا جبکہ میز لاشوں سے سجی ہوئی تھی اور اس کی اطراف سے خون ٹپک رہا تھا۔ لاشوں کے درمیان، بالکل درمیان، اسی میز کے اوپر، خالی جگہ پر ریوالونگ چیئر رکھی گئی تھی جس پر گارڈین کے لباس میں ایک نیا چہرہ بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا تلوار نما بلیڈ تھا جس کی لمبائی تین فٹ رہی ہو گی، وہ بلیڈ اس وقت خون اگل رہا تھا اور اس شخص کا لباس بھی خون آلود تھا، یہاں تک کہ داڑھی میں سرخی کی جھلک سکرین پر بھی محسوس کی جا سکتی تھی۔ وہ سر جھکائے بلیڈ پکڑے ساکت بیٹھا تھا۔ اچانک نے اس نے چہرہ اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں درندگی دیکھ کر لوتھر سہم کر عقبی کرسی سے ٹکرایا اور ہڑبڑا کر نظریں سکرین سے پھیر لیں۔

وہ یوں ہی منہ پھیرے کھڑا رہا اور پھر سکرین کو نظر انداز کرتے ہوئے ریموٹ کی طرف بڑھا اور سکرین بند کر کے ریموٹ میز پر رکھتے ہوئے طویل سانس اندر کھینچتے ہوئے اس کی پیشانی پر سلوٹیں بڑھ گئی تھیں۔

"دو جانور، ایک یہاں جس نے دس لوگ مار دیئے، ایک وہاں جس نے ان گنت لوگ مار ڈالے۔ یہاں والا تو خود آیا، وہاں والا ہم نے مسلط کیا۔ آہ، گارڈین باس، میں نے کہا تھا کہ بطوط خان مشکوک ہے مت اڈے میں چھوڑو۔ تباہ کر دیا سب کچھ۔ سب کچھ تباہ کر دیا۔" وہ افسوس بھرے لہجے میں بڑبڑایا اور بار بار ایک ہی جملہ دہراتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔

اس کی آنکھ کھلی تو خود کو کسی کے کندھوں پر لدا ہوا پایا۔ وہ اسے اٹھائے، سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد اسے ایک بے دردی سے فرش پر پھینک دیا گیا۔

"اس بے ہوش وجود کو سنبھالنا اتنا مشکل کام تھا، ہوش میں ہوتے ہوئے کیسا ہو گا؟۔" ایک ہانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہوش میں تھا تو چار آدمیوں کی درگت بنا رہا تھا۔" دوسری، مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔۔کن کی؟۔" پہلے شخص نے چونک کر پوچھا۔

"باس نے جن لوگوں کو بینک ڈکیتی میں استعمال کیا تھا، ان کی۔"

"انہیں تو خاص طور پر چھپایا گیا تھا۔" آواز میں حیرت کا عنصر غالب تھا۔

"چھپایا تو گیا تھا لیکن یہ پہنچ گیا، بہتر ہوا کہ ایک آپریٹر نے بروقت دیکھ کر اسے قابو کروالیا۔"

"تو کوئی خاص بلا ہے یہ۔"

"اسے کرسی پر باندھو، پوچھ گچھ کرنے کا حکم ہے۔"

"باس نہیں آئے گا؟۔"

"ہو سکتا ہے یہ اتنا اہم آدمی نہ ہو جتنا ہم سمجھ رہے ہیں، اس وجہ سے باس کی بجائے ہم لوگ ہی کام کریں گے۔"

"اور اگر یہ اہم آدمی ہوا تو؟۔" پہلی آواز سنائی دی۔

"تو بھی کرسی پر بندھا ہوا ہی ہو گا۔" پہلے شخص نے قہقہہ لگایا لیکن اس کا قہقہہ رستہ بھول کر چیخ کا روپ دھار گیا جیسے لقمے کے ذرات رستہ بھول کر اچانک سانس کی نالی میں اکڑ جاتے ہیں۔ اس کی چیخ کے ساتھ ہی دوسرے شخص کی چیخ بھی بلند ہوئی اور وہ اڑتا ہوا کمر کے بل دیوار سے ٹکرایا اور پھر دھپ سے زمین پر آرہا۔

"نجانے ضائع کرنے کے لئے اتنا وقت کہاں سے مل جاتا ہے انہیں۔" وہ اپنے قدموں پر کھڑا بڑبڑا رہا تھا۔ اسے پل بھر میں دو افراد کو بے

ہوش کر دیا تھا۔ اس کا نقاب اتار دیا گیا تھا، اس نے کوٹ تھپتھپایا اور یہ جان کر کہ اس کی تلاشی نہیں لی گئی، وہ مطمن ہو گیا۔ وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور انہیں غیر مسلح کرنے کے بعد ان کے ہاتھ، وہاں موجود رسیوں سے باندھ دیئے۔ اسکے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس بار اس کے ہاتھ میں مشین گن تو دوسرے میں تیز دھار چاقو۔ وہ تقریباًپندرہ سے بیس منٹ کے بعد اسی حال میں لوٹ آیا تھا، فرق اتنا سا تھا کہ مشین گن کا پیٹ کافی حد تک خالی تھا اور چاقو کی زبان لال ہو رہی تھی۔ وہ اس شخص کی طرف بڑھ گیا جو ان دونوں میں زیادہ باعلم محسوس ہوا تھا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش

کرنے لگا۔ جب اس کے وجود میں ہوش میں آنے کے آثار نظر آنے لگے تو مشین گن ہاتھ میں تھامے اور خنجر وہیں رکھے، وہ اٹھ کر کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے مشین گن قدموں میں رکھی اور واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی لیکن کافی دیر تک جب دوسری طرف سے جواب نہ ملا تو وہ کال کا ارادہ ترک کر کے اس شخص کی طرف متوجہ ہوا جو ہوش میں آ کر کسمسا رہا تھا۔

"تت۔۔تم۔"

"تم دونوں کے علاوہ باقی تمام افراد ختم ہو چکے ہیں۔" اس نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا تو وہ شخص یوں چپ ہوا جیسے اس کا خون بھی رگوں میں "ٹھہر" سا گیا ہو۔

"سس۔ سب کو مار۔۔"

"ہاں۔" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں کو ایک شرط پر بخش سکتا ہوں۔ اپنے باس کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔" اس کی آواز ہڈیوں تک میں سرد لہر دوڑانے کے لئے کافی تھی۔

"بب۔ باس یہاں نہیں ہے۔" اس شخص کی حالت سے لگ رہا تھا کہ وہ جیسے ہپناٹائز ہو گیا ہو۔ در حقیقت وہ خوف کی سیڑھی چڑھتا چلا جا رہا تھا کیونکہ اس کے سامنے وہ شخص موجود تھا جس نے پہلے حملے میں ان کے چار آدمی بیکار کیے تھے اور اب انہی کے اڈے میں آٹھ افراد کو قتل کر کے یوں بیٹھا تھا جیسے اپنے گھر کے لان میں چائے پی رہا ہو، اوپر سے اس کا لہجہ اور شخصیت میں عجیب سا وقار محسوس ہوتا تھا جس وجہ سے سامنے والا بولنے میں بھی جھجک محسوس کر رہا تھا۔

"جانتا ہوں۔ کہاں مل سکتا ہے؟۔"

"میں اس کا ٹھکانہ نہیں جانتا۔"

"تمہارا اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے؟۔"

"فون، ٹرانسمیٹر اور وہ جہاں بھی ہو، ہر اڈے کو سکرین پر دیکھ سکتا ہے۔" اس نے کہا تو سوال پوچھنے والا چونک گیا۔

"پورا اڈہ؟۔"

"ہاں، پورا پورا اڈہ۔"

"اور کتنے اڈے ہیں تمہارے؟۔" وہ دوبارہ پر سکون ہو گیا تھا۔

"مم۔ میں نہیں جانتا، پلیز مجھے چھوڑ دو۔" اس نے منمناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال سے میرے نرم رویے نے تمہارے دماغ پر برا اثر ڈالا ہے۔"

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ میں نہیں جانتا۔" وہ اب سنبھلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"اوکے۔ اس کا علاج ہے میرے پاس۔" اس نے جھک کر مشین گن اٹھائی، مشین گن کی نال اس کے دوسرے بے ہوش ساتھی کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کے ساتھ کمرے اس شخص نے چیخ کر آنکھیں بند کر لیں جبکہ اس کا بے ہوش ساتھی کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔

"ت۔ تت۔۔ تین۔۔ اڈے ۔۔ تین، چوتھا پہاڑوں میں ہے ۔" اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا جبکہ آنکھیں بند ہی رکھیں۔

"اپنے باس کے بارے میں بتاؤ۔"

"باس کا نام لوتھر ہے، اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی نہ سکرین پر دیکھا، بس آواز سنی ہے۔"

"تم لوگ کرتے کیا ہو یہاں؟۔"

"ہم۔۔م۔۔ منشیا۔۔" وہ کہتے کہتے چپ کر گیا، آنکھیں کھولے وہ اب کبھی سامنے بیٹھے سفاک انسان کو دیکھتا جس نے بے ہوش اور بے بس انسان کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا اور کبھی اپنے ساتھی کی لاش کو۔

"منشیات سے میرا کوئی لینا دینا نہیں، اس کے علاوہ کیا کرتے ہو؟۔" اس نے کہا تو جواب دینے والے نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا کہ منشیات کا لفظ بھی اس کی توجہ نہ کھینچ سکا تھا۔

"اس کے علاوہ تو کوئی کام نہیں ہے۔" اس نے پر اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کام تو ہے، یہ جو ریٹائرڈ پولیس والوں کو استعمال کر کے بینک ڈکیتی کا ڈرامہ کیا گیا ہے اس کے پیچھے کچھ تو ہو گا۔" اس نے دوستانہ لہجے میں

کہا۔

"ہو سکتا ہے، جب ان پولیس والوں کو ہم اٹھا کر لائے تھے۔۔۔" بات کرتے کرتے ہو رک گیا۔ "تم ہو کون؟ پہلے اپنے بارے میں بتاؤ۔" اس نے پھر سے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا جیسے اتنی دیر سے ہوش سے بیگانہ رہا ہو۔

"تمہارا دماغ پھر الٹ رہا ہے، میرے خیال سے زندگی پیاری نہیں تمہیں۔" کہتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مم۔ میں بتاتا ہوں۔ سس۔ سوری۔" اسے جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے اس کے وجود میں حرکت ہوئی۔

"تو جلدی بتاؤ۔" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرے پر درندگی کی چمک صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

"وہ۔۔۔ ج۔ جب ہم انہیں لے کر آئے تو وہ لوگ احتجاج کر رہے تھے، دھمکیاں دے رہے تھے لیکن پہاڑی والے اڈے سے واپسی پر وہ یوں لگ رہے تھے جیسے ہمارے بچپن کے دوست ہوں۔"

"ضمیر نامی ایک شخص سر پھٹنے سے فوت ہوا تھا، کیا اسے بھی اغواء کر کے پہاڑی اڈے پر لے جایا گیا تھا؟۔"

"تت۔۔ تم۔ تم کیسے جانتے ہو ضمیر کو؟۔" حیرت کے مارے وہ ہکلا گیا۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں۔" وہ غرایا۔

"ہہ۔ہاں۔۔ہ۔ ہم ہی ضمیر کو اغواء کر لائے تھے۔"

"اور کتنے لوگوں کو اس طرح اغواء کیا گیا؟۔"

"سوغات کے چند ایک نامور اور بڑے سرکاری افسران کو۔"

"اور سب کا رویہ پہاڑی اڈے سے آنے کے بعد بدل جاتا تھا؟۔"

"ہاں۔۔ ایسے لگتا تھا جیسے ان کی سوچ ہی بدل گئی ہو۔"

"سوچ بدلنا تو بہت مشکل ہے، یہ کچھ اور ہی بدلا گیا ہے۔" وہ جواب سن کر بڑبڑایا۔ "اب تمہارا کیا کروں؟۔ تمہیں چھوڑ دیا تو میرے خلاف اپنے باس کے پاس دوڑے چلے جاؤ گے؟۔"

"مم۔ میں نہیں بتاؤں گا، میں نے تم سے تعاون کیا ہے، مجھے چھوڑ دو پلیز۔" اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"باقی اڈوں کے بارے میں تفصیل بتاؤ، اور ذرا جلدی، میرے پاس وقت کم ہے۔"

اور جوابی کیسٹ چل پڑی۔ دس منٹ کے بعد وہ جواب دینے والے کو تادیر بے ہوش رہنے کے لئے چھوڑ کر اس اڈے سے نکل رہا تھا۔ وہ

اسی اڈے سے ایک کار لے اڑا تھا، ابھی اڈے سے نکلا ہی تھا کہ واچ ٹرانسمیٹر بیدار ہو گیا، اس کے کار سڑک کے کنارے کھڑی کی اور کال اٹنڈ کی۔

"ہاشم اٹنڈنگ یو۔ اوور۔" اس نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری باس، جب تک آپ اس بلڈنگ میں رہے کال کنکٹ نہیں ہو رہی تھی،

ابھی ہم لوگ اندر گھسے ہی تھے کہ آپ کو باہر نکلتے دیکھا۔ اوور۔"

"اٹس اوکے، وہ عمارت جدید آلات سے لیس ہے، سب ساتھیوں کو نکال لو۔۔ اوور۔"

"یس باس، ہم نکل چکے ہیں۔ اور اہم بات بتانی تھی، چیف آف تھرڈ آئی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوکے۔ میں بات کر لوں گا۔ تمہیں کچھ اڈوں کا بتا رہا ہوں، وہاں فوری نگرانی بٹھاؤ۔" کہتے ہوئے اس نے تفصیل بتائی اور پھر " اوور اینڈ آل۔" کہہ کر کال بند کر دی اور کوٹ کی اندرونی، خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا موبائل فون نکالا اور اسے مخصوص انداز میں آن

کرنے میں لگ گیا۔

"لارڈ۔۔۔۔"

دوسری طرف کال اٹنڈ ہوتی ہی اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فاکس بول رہا ہوں چیف، ایک بری خبر ہے ٹیم کے بارے میں؟۔"

دوسری طرف سے کہا گیا تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا؟۔" اس نے ٹھہرے ہوئے، پر سکون لہجے میں پوچھا۔

"کبیر صاحب نے ایک سرکاری ادارے کے اعلیٰ افسر کو گولی مار دی ہے۔" فاکس نے کہا تو سپارک کو حقیقتاً جھٹکا لگا اور وہ چند لمحے خاموش گیا، دوسری طرف فاکس بھی چپ ہی رہا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے، وہ لوگ تو سوغات میں کہیں پھنسے ہوئے ہیں۔"

چند لمحوں کے بعد لارڈ بولا تو لہجہ پہلے سے سخت تھا۔

"دو گھنٹے پہلے انہیں دیکھا گیا ہے۔ ایک خفیہ کیمرے میں ان کی شکل واضح ہے۔" فاکس نے جواب دیا۔

"اوکے، تم نے کیا کیا پھر اب تک؟۔" لارڈ نے پوچھا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بڑھ گیا تھا۔

"تھرڈ آئی ان کی تلاش میں ہے، ان کے علاوہ ہم نے باقی ٹیم کے رہائش گاہوں کو بھی دوبارہ چیک کیا ہے لیکن ابھی تک کسی کا سراغ نہیں ملا۔" فاکس نے کہا۔

"تلاش جاری رکھو اور رفتار بڑھا دو، کوئی نئی خبر ملتے ہی اطلاع کرو۔" اس نے کہا اور کال بند کر موبائل مخصوص جیب میں ڈال کر اس نے دونوں ہاتھ اسٹیرنگ پر رکھے اور سکرین کے اس پار نظریں گاڑتے ہوئے دماغ کو کہیں اور روانہ کر دیا۔

فاکس سے بات کرتے ہوئے تو اس نے خاموشی تک اکتفا کرتے ہوئے خود کو سنبھال لیا تھا جبکہ کبیر کی دارالحکومت میں موجودگی نے اسے شدید جھٹکا دیا تھا۔ وہ خود سوغات آیا ہی ٹیم کے لئے تھا کیونکہ آخری کال کبیر کی طرف سی کی گئی تھی جس میں بظاہر کبیر وغیرہ پر دھاوا بول دیا گیا تھا، اسی وجہ سے لارڈ وہاں پہنچا تھا۔ اور اب فاکس کہہ رہا تھا کہ کبیر نہ صرف دارالحکومت میں ہے بلکہ ایک اہم افسر کو گولی مار چکا ہے، اس کے چودہ طبق روشن کرنے کے لئے کافی ثابت ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فاکس کبیر کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔

کبیر اگر دارالحکومت میں ہے تو باقی ٹیم کہاں ہے؟ وہ لارڈ کے ماتحتوں کو

اپنی رہائش گاہوں پر کیوں نہیں ملے؟ سب سے اہم بات کہ انہوں نے لارڈ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟۔۔ چند لمحے وہ ان سوالوں میں الجھا رہا اور پھر اس کی پیشانی شکنوں سے صاف ہوتی چلی گئی۔ اس کی آنکھوں میں نارمل ہونے کا تاثر ظاہر ہو رہا تھا۔

اس نے فون نکالا اور ساحر کا مخصوص نمبر ملا کر سپیکر آن کر انتظار کرنے لگا لیکن جلد ہی خبر ملی کہ نمبر ملنا ممکن نہیں۔ اس نے کبیر اور ثانیہ کا نمبر ملایا تو بھی وہی جواب اور پھر اس نے جبران کا نمبر ملایا۔

"جبران بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد جبران کی آواز سنائی دی تو لارڈ کے چہرے پر چمک ابھری۔

"لارڈ بول رہا ہوں۔ کہاں ہو تم؟۔" اس نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"کون لارڈ؟۔"

دوسری طرف سے چھبتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا تو سپارک نے حیرت سے موبائل کی طرف دیکھا جیسے وہ موبائل نہیں، جبران کا چہرہ ہو۔

"تم ہوش میں تو ہو؟۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تو ہوش میں ہوں، تم ہو کون؟۔"۔۔ جبران کی سخت آواز سن کر

لارڈ کو چپ ہی لگ گئی، جبران کے لہجے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے لارڈ سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی وہ لارڈ سے واقف ہے۔

"ساحر کہاں ہے؟۔" چند لمحوں کے خاموشی کے بعد لارڈ نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"ہو گا کہیں، میں اس کا سیکرٹری نہیں، میرا نمبر ہے تو اس کا بھی ہو گا تمہارے پاس۔" جبران نے درشت لہجے میں کہا اور لارڈ نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"ساحر، کبیر اور ثانیہ کے ساتھ ساتھ سب لاپتہ ہیں۔ کبیر ایک سرکاری افسر کا قتل بھی کر چکا ہے۔" اس نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"کبیر نے قت۔۔۔ تم ہو کون؟۔" ۔۔ قتل کی خبر سن کر جبران چونک گیا تھا۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں کون ہوں، میں یہ سوچ کر برداشت کر رہا ہوں کہ کسی غلط فہمی کے باعث ہو رہا ہے یہ سب ورنہ اب تک تمہاری بدتمیزی کا جواب مل چکا ہوتا تمہیں۔" اس بار اس کی لہجے میں سردپن ابھر آیا تھا۔

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی۔ "میں کیسے یقین کر لوں کہ آپ

لارڈ ہی بات کر رہے ہیں۔" چند لمحوں بعد جبران کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں نرمی محسوس کی جا سکتی تھی۔

"ایسا کیا ہوا کہ یقین کرنا مشکل ہے؟۔" لارڈ نے نرم لہجے میں پوچھا ویسے وہ حیران ضرور تھا۔ "سوغات بھیجنے کے بعد میری آج تم سے بات ہو رہی ہے۔" اس نے مزید کہا۔

"جبکہ سوغات سے واپسی سے کل تک، میری آپ سے تین چار بار بات ہو چکی ہے۔" جبران نے کہا تو سپارک کا منہ، جو جواب دینے کے لئے کھلا تھا، کھلے کا کھلا ہی رہ گیا۔

"تم لوگ سوغات سے واپس کیوں گئے؟۔" اس نے اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"ساحر لے کر آیا تھا، تب سے آپ نے ہمیں ٹھکانے بدلنے اور چپ رہنے کا حکم دیا ہوا ہے۔" جبران نے جواب دیا۔

جبران کی ہر ایک بات لارڈ کو حیرت کے نئے جہان کی سیر کروا رہی تھی اور آج تک بطور لارڈ، وہ سب کو حیران کرتا رہا تھا، آج جبران کی باری تھی۔۔۔ یا "اس" کی جو جبران کے "پیچھے چھپا ہوا" تھا۔

"ساحر کہاں ہے؟۔"

"جب سے واپس آئے ہیں، ملاقات نہیں ہوئی اور میں ابھی تک آپ کی طرف سے مشکوک ہوں۔"

"گرین سروس کا آئیڈیا ساحر کا ہے اور تم لوگ ایک مشن میں گرم تیل کا عذاب چکھ چکے ہو۔" لارڈ نے اسی پرانی بات بتائی۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہمارے لیڈر کا کیا نام ہے؟۔" جبران نے پوچھا۔

"ماسٹر زیرو۔"

"یس چیف۔ مجھے یقین آگیا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ سے بد تمیزی کی۔" جبران کی مودبانہ آواز سنائی دی۔" آپ کی آواز میں اور اس آواز میں کوئی فرق نہیں جو پچھلے دنوں سے لارڈ بن کر مجھ سے بات کرتا رہا ہے۔ اس سے بات کے دوران ہی ایک دو باتوں سے میں مشکوک ہوا تو اس بار میں نے سوچا کہ تصدیق کی جائے۔" جبران نے جواب دیا۔

"ٹیم میں سے کسی کے ساتھ رابطہ ہے؟۔"

"یس چیف، عباس اور جمال سے۔"

"باقی سب سے کیوں نہیں؟۔"

"ساحر سے تو رابطہ ممکن نہیں اور کبیر، ثانیہ اور چنگیزی نے بغاوت کر

دی تھی جس وجہ سے ساحر نے کہا کہ ان سے تب تک رابطہ نہیں کرنا جب تک چیف کی طرف سے باقاعدہ حکم نہ ملے۔ "جبران نے کہا تو لارڈ نے یوں منہ بنایا جیسے بات کی سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

"بغاوت؟۔ "اس نے تفصیل چاہی تو جبران نے مختصراً اسے تفصیل بتا دی۔

"ہمارے درمیان مخصوص کوڈ، ڈبل جی رہے گا، تھوڑی دیر تک رابطہ کرتا ہوں۔ "لارڈ نے کہا اور کال بند کر دی، وجہ یہ تھی کہ واچ ٹرانسمیٹر پر کال کا سگنل موصول ہو رہا تھا۔

"یس، ہاشم بول رہا ہوں؟۔۔ اوور۔ "وہ آواز بدلنا نہیں بھولا تھا۔

"باس، جو لوکیشنز آپ نے بتائی تھیں، ان میں سے ایک میں ہلچل دیکھنے میں آئی ہے۔ لانگ رینج بگز کی مدد سے علم ہوا کہ وہ لوگ کچھ دیر تک پہاڑی اڈے میں جانے والے ہیں؟۔۔ اوور۔ " آئی تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

"وہاں جانے کی کوئی خاص وجہ؟۔۔ اوور۔ "لارڈ نے پوچھا۔

"یس باس، یہاں کے لوگوں کی گفتگو سے پتہ چلا ہے کہ کچھ دن پہلے وہاں کسی کو قید کیا گیا تھا۔ جہاں اسے رکھا گیا تھا وہاں تقریباً تیس کے

قریب افراد تھے، اس نے تیز دھار تلوار نما بلیڈ سے سب کو کاٹ ڈالا ہے؟۔۔اوور۔" آئی تھرٹین کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ پھریریاں لے رہا ہے۔

"اُس شخص کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کرو، ہو سکے تو ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔۔اوور۔" لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس، کوشش کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں ابتدائی طور پر اتنا ہی پتہ چلا کہ اسے اڈے کے انچارج کے میک اپ میں رکھا گیا تھا اور انچارج خود وہاں نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں کنٹرول روم کے سٹاف کے درمیان ہوئی ہیں جو میں سن پایا۔۔اوور۔" آئی تھرٹین نے کہا اور لارڈ کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔

"مزید جاننے کی کوشش کرو۔ اوور اینڈ آل۔" اس نے میکانکی انداز میں کہا اور کال بند کر دی۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے سر جھٹکا جیسے کسی خیال سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔

"ساحر۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا اور وجود میں لہر سی دوڑ گئی۔ اس نے موبائل پر نمبر ملایا۔

"لارڈ۔۔ڈبل جی۔"

"یس چیف۔" جبران کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"تیار ہو جاؤ، سوغات کے لئے نکلنا ہے۔" اس نے کہا۔ "تھوڑی دیر تک بتاتا ہوں کہ کس جگہ سے تمہیں پِک کیا جائے گا۔" کہتے ہوئے اس نے کال بند کر دی اور فاکس کو کال کرنے لگا تاکہ جبران کے آنے کا انتظام کیا جا سکے۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی طاری ہو رہی تھی اور یوں لگ رہا تھا کہ وہ زندگی میں کبھی مسکرایا تک نہیں۔

ہال میں لوگ سر جھکائے منشیات کی پیکنگ کر رہے تھے۔ زیادہ تر چہرے ایسے ہی نظر آ رہے تھے کہ وہ پیدائشی نشئی ہیں جبکہ ایسا تھا نہیں۔ شکلوں پر یہ نشیلی چمک، طویل عرصے سے منشیات کے کاروبار و پیکنگ میں مصروف رہنے کی وجہ سے تھی ورنہ اکثریت تو سگریٹ تک کی عادی تک نہ تھی۔

اس "آٹو میٹک ماحول" میں دلخراش چیخ سن کر سب کے وجود کو بے اختیار جھٹکا لگا۔ سب نے سہمی نظروں سے ایک ساتھ سکیورٹی روم کی طرف دیکھا، دھماکے سے دروازہ کھلا اور ایک محافظ اڑتا ہوا ہال میں گرا، اس کے پیچھے ان کے باس گارڈین کے لباس میں ایک نئی شکل کا نوجوان ہال میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں تین فٹ کا لمبا بلیڈ نما راڈ تھا۔

چہرے پر چھائی درندگی دیکھ کر ہر ایک دھڑکن بدکنے لگی اور سانسوں کی رفتار بڑھنے لگی۔

محافظ گرتے ہوئے جمپ مار کر کھڑا ہوا اور ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ نوجوان اچھل کر اس سے ٹکرایا اور اسے لئے ہوئے اسی میز سے ٹکرایا جس پر پاؤڈر کا ڈھیر لگا ہوا تھا، اس سے ٹکراتے ہی محافظ کی چیخ بلند ہوئی اور نوجوان اسے چھوڑتے ہی پیچھے ہٹا، ہٹتے ہی اس کا ہاتھ گھوما اور ہال محافظ کی ادھوری چیخ اور باقی افراد کی چیخوں سے گونج اٹھا، محافظ کا سر کٹ کر فٹ بال کی طرح اڑتا ہوئی میز کی دوسری طرف کھڑے ادھیڑ عمر کے سینے سے ٹکرایا، وہ اچھل کر یوں پیچھے ہٹا جیسے بیوی کی فرمائش سینے سے ٹکرائی ہو۔

نوجوان نے بلیڈ میز سے ٹکایا اور محافظ کا دھڑ دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر میز پر پٹخ دیا۔ اس کی کٹی گردن سے خون ابل رہا تھا، نوجوان آگے بڑھا اور دونوں ہاتھوں کو خون سے تر کر کے چہرے پر خون مَلنے لگا۔ یہ دیکھ کر ہال میں دبی دبی چیخوں نے جگہ بنائی اور کچھ کانپ کر رہ گئے، کچھ نے پینٹ گیلی کر دی اور کچھ سہم کر دوسروں کے پیچھے چھپنے لگے۔

"اپنی جگہ سے ہلنا مت۔" وہ بھیڑیے کی طرح غرایا اور بلیڈ پکڑ کر مڑا

ہی تھا کہ اس کے چہرے پر گن کا دستہ لگا اور وہ اچھل کر میز سے ٹکرایا۔ اسے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا اور وہ قہقہہ لگاتا ہوں میز پر ہی کھڑا ہو گیا۔ سامنے دو محافظ کھڑے تھے، ایک کے ہاتھ میں مشین گن، دوسرے کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے نوجوان کو اور اپنے ساتھی کے دھڑ کو دیکھ رہے تھے، سر تو کہیں گم ہو گیا تھا۔ محافظوں نے اس کا نشانہ لیا جو میز پر کھڑا ہذیانی انداز میں قہقہہ لگا رہا تھا۔

"اس کا چہرہ تو دیکھ لو، اذیت ناک موت اس کا مقدر بنی ہے۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے بلیڈ سے اپنی دائیں طرف اشارہ کیا اور محافظ لاشعوری طور پر مڑے ہی تھے کہ وہ نوجوان جمپ مار کر ان کی طرف آیا اور ہوا میں ہی اس کا ہاتھ گھوم گیا، بھیانک چیخ کے ساتھ مشین گن والے کا بازو، گن سمیت اڑتا ہوا ایک طرف فرش پر جا گرا اور نوجوان گن بردار پر گرتے ہوئے ساتھ پسٹل والے کو بھی لے گرا۔ ہال میں موجود لوگ اب ہال سے نکلنے کے لئے بے تاب تھے لیکن جس طرف دروازہ تھا، وہاں ہی تو ساننڈ لڑ رہے تھے، بلکہ بھیڑیا سب کو ادھیڑ رہا تھا۔

نوجوان نے برق رفتاری سے پسٹل والے کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا اور اگلے

لمحے پسٹل اڑتا ہوا نشہ آور پاؤڈر میں گم ہوتا چلا گیا اور نوجوان تیزی سے ان دونوں سے الگ ہوا۔

جس کا بازو کٹا تھا، اس کا رنگ سفید پڑ گیا تھا، وہ بازو پکڑے چیخ رہا تھا جبکہ دوسرا یوں لیٹا تھا جیسے مر چکا ہو، درحقیقت اس میں اٹھنے کی سکت ہی نہیں رہی تھی۔ نوجوان بلیڈ تھامے ان کے سر پر کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں درندگی کے ساتھ ساتھ نفرت بھری چمک بھی لہرا رہی تھی۔

"انہیں میرے کمرے میں لے چلو۔" اس نے بلیڈ سے محافظوں کی طرف اشارہ کیا، وہ ہال میں موجود کانپتے ہوئے انسانوں سے مخاطب تھا جو شاید اس کی خوفناک آواز سن کر بھی ہوش کے دائرے میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

"سنا نہیں تم لوگوں نے۔" بلیڈ کو فرش پر مارتے ہوئے وہ دھاڑا تو ہال کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک "ہوش و حواس" گھبرا کر چوکس ہوئے اور چار پانچ افراد تیزی سے محافظوں کی طرف بڑھ دیئے۔

"رکو۔۔" ہال کے دوسرے کونے سے بھاری آواز سن کر وہ رک گئے۔

انہوں نے اس کونے کی طرف دیکھا۔ وہاں تین افراد کھڑے تھے، سب "لوہے" کے زمانے کے سپاہی نظر آ رہے تھے، ان کے جسموں پر زرہ تھیں اور ہاتھوں میں ویسے ہی بلیڈ جیسا اس نوجوان نے پکڑ رکھا تھا لیکن سب کے لئے حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ آئے کہاں سے تھے؟ وہاں تو رستہ بھی نہیں تھا جہاں وہ کھڑے تھے پھر؟۔۔۔ یقیناً دیوار میں خفیہ دروازہ موجود تھا اور سکرین پر، دوسرے اڈے میں اس نوجوان کی درندگی دیکھی جا رہی تھی جس کا بدلہ لینے کے لئے وہ سورماوہاں پہنچے تھے۔

"لے جاؤ انہیں۔" اس نے آگے بڑھ کر رکنے والوں سے کہا تو وہ برق رفتاری سے آگے بڑھے۔

"جلدی کرو، وقت کم ہے۔" اس نے بلیڈ سے نئے آنے والے تینوں افراد کو اپنی طرف بلایا اور وہ دانت پیستے ہوئے آگے بڑھے۔ اس نے سر جھٹکا جیسے نیند سے جاگا ہو اور پھر تیزی سے ان کی طرف دوڑتا چلا گیا، ہال میں موجود افراد محض تماشائی تھے، جو تھے تو حقیقتاً وہاں لیکن اب خود کو سینما کی بڑی سکرین کے سامنے کھڑا محسوس کر رہے تھے جس میں تلواروں کی لڑائی ہو رہی ہو۔

وہ نوجوان جیسے ہی ان کے قریب پہنچا، یکلخت یوں زمین پر گرا جیسے پاؤں ٹیڑھا ہو گیا لیکن گرتے ہی اس کا بازو کھلا اور دائرے میں گھومتا چلا گیا جس کے ساتھ ہی چیخیں بلند ہوئیں اور آگے دوڑنے والے دو افراد یوں لڑکھڑائے جیسے پہیہ ہی پنکچر ہو گیا ہو اور پھر منہ کے بل زمین پر آرہے، عین اسی وقت تیسرے کا بلیڈ فرش سے ٹکرایا کیونکہ وہ نوجوان اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا، وہاں سے ہٹتے ہی اس نے بلیڈ گھمایا لیکن تیسرا شخص ذرا پھرتیلا ثابت ہوا، اس نے نیچے جھکتے ہوئے نہ صرف خود کو بچایا بلکہ وہ بھی وار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور نوجوان کے منہ سے غراہٹ نکلی۔ دشمن کے بلیڈ نے اس کی ران پر لمبا سا کٹ لگا دیا تھا۔

"تم نے اپنی موت کا بھیانک بنا لیا۔" اس نفرت سے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا، وہ تینوں دوبارہ مقابلے پر جم چکے تھے، دو اب پھیل کر اس کے دائیں اور بائیں پہلو سے آرہے تھے۔ سامنے والے دونوں بھی پہلے ہی حملہ میں پنڈلیوں پر کٹ لگوا چکے تھے، ادھر نوجوان بھی کٹ لگوا چکا تھا، اس حساب سے ٹکر برابر کی تھی ورنہ ایک اور تین کا کیا مقابلہ۔

نوجوان کی نظریں سامنے والے پر جمی تھیں جبکہ ان تینوں کی اس پر، اچانک اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ سامنے والے کی طرف قدم اٹھایا ہی

تھا اور باقی دونوں بھی ایک قدم اس طرف کو بڑھے لیکن وہ حیرت انگیز پھرتی سے مڑا اور اپنی بائیں طرف والے سے ٹکرایا، بائیں طرف والے نے ہڑبڑا کر بلیڈ سامنے کیا تھا، نوجوان کے بلیڈ کا وار تو اس نے اپنے بلیڈ پر روک لیا لیکن اس کا گھٹنہ نہ روک سکا اور اوغ کی آواز کے ساتھ سامنے کو جھکا ہی تھا کہ نوجوان کی کہنی اس کی گردن کے عقب میں لگی اور وہ چیخ کر منہ کے بل زمین پر آ رہا، بلیڈ سرسراتا ہوا اس کی گردن میں عقب سے گھستا چلا گیا اور اس کا جسم تڑپ کر رہ گیا، اسی وقت نوجوان نے وہاں رکے رکے "گدھا" لات عقب میں جھاڑ دی اور اس کی طرف بڑھتا حملہ آور اڑ کر چار قدم پیچھے گرا۔ نوجوان نے دشمن کے سر پر پاؤں رکھا اور بے دردی سے بلیڈ کو اس کی گردن سے کھینچ لیا، بلیڈ کے ساتھ ہی خون کا فوارہ بلند ہوا اور ہال میں کھڑے تماشائیوں میں سے کچھ ابکائیاں لینے لگے۔

"تت۔۔ت۔۔جانور۔۔درندے۔" سامنے والا حملہ آور چیختا ہوا اس کی طرف بڑھا، نوجوان جھکائی دے کر دور گرنے والے حملہ آور کی طرف بڑھا، وہ حملے کے لئے تیار ہوا ہی تھا کہ نوجوان اس کے سر پر پہنچ گیا، اس کے پیچھے تیسرا حملہ آور۔ اس نے چیختے ہوئے نوجوان کی پشت

پر وار کیا، نوجوان کا بلیڈ گھومتا ہوا عقب میں پہنچا اور جھکائی دے کر سامنے والے کے وار سے خود کو بچایا، اس کے بلیڈ نے عقبی بلیڈ کو خود پر روک لیا تھا۔ اس نے کلائی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو حملہ آور بلیڈ سمیت دائیں طرف جھکا اور نوجوان بائیں طرف سے اس پر ٹوٹ پڑا، سیکنڈ کے ہزارویں حصے بلیڈ اس کے منہ سے گزرتا، حلق چیرتا گردن کے عقب سے نکل گیا اور وہ بیچارہ چیخ بھی نہ سکا۔

تیسرا حملہ آور ہکا بکا، ساکت و جامد وہیں کا وہیں رک گیا، اس کا بلیڈ والا ہاتھ ہوا میں اٹھا ہی رہ گیا تھا۔ ہال میں موجود افراد تو ویسے ہی مردے محسوس ہو رہے تھے۔ چند منٹوں میں نوجوان نے درندگی کی جو فلم دکھائی تھی، سب کے "رونگٹے" ایک بار کھڑے ہوئے تو تھے لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر خوف کے مارے چپ سادھ کر بیٹھ گئے تھے۔ ہر وجود کانپ رہا تھا۔

اس نے لات مار کر بلیڈ پر ٹنگے محافظ کو فرش پر پھینکا اور تیسرے حملہ آور کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی محافظ لہرایا اور دھڑام سے پشت کے بل پر زمین پر گرتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اور کوئی بچا ہے بھوتنی کا سورما ؟۔" وہ ہال میں نظر دوڑاتے ہوئے دھاڑا مگر وہاں تو سانسیں بھی مر مر کر وجود سنبھال رہی تھیں، بولتا کون ؟۔۔

"ان سب کو میرے کمرے میں لے چلو، اور تم سب بھی وہیں چلو۔" اس نے بلیڈ سے اشارہ کیا تو ہر تماشائی وجود میں مردہ تحریک پیدا ہوتی محسوس ہوئی۔

"تو محافظوں کے علاوہ باقی سب کو اپنے کمرے میں لے کر مار ڈالا اس نے۔" لوتھر اس اڈے کے دوسرے حصے میں کھڑا اسکرین کو گھور رہا تھا۔ اس کے آس پاس چار افراد کھڑے تھے، لوتھر کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا جبکہ باقی چاروں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ جب وہ سب اس کے کمرے میں چلے گئے تو کافی دیر تک اس حصے میں کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد فراست نامی شخص باہر نکلا، میز کو صاف کیا، کمرے سے ریوالونگ چیئر لا کر درمیان میں رکھی۔ اس کے بعد وہ ایک ایک کر کے لاشیں نکالتا چلا گیا اور میز پر سجاتا گیا۔ جب یہ کام پورا ہوا تو وہ شخص بلیڈ تھامنے کمرے سے نکلا اور لاشوں پر سے گزرتا ہوا کرسی پر جم کر بیٹھ گیا۔ اب تک وہ وہیں بیٹھا ہے، لیکن اب اس نے وہاں کی روشنی گل کر رکھی ہے۔ ایمر جنسی

لائٹس کو بھی فائر کر کے خراب کر دیا ہے۔" لوتھر کے ماتحت نے جواب دیا۔

لوتھر ابھی ابھی اڈے میں پہنچا تھا اور آتے ہی فوراً اس نے دوسرے ہال میں ہونے والی قتل و غارت کی ویڈیو دیکھی اور خود بھی کانپ کر رہ گیا۔ سوغات میں تو اس نے محض میز پر سجی لاشیں دیکھی تھیں، یہاں اس نے اُس نوجوان کو کھل کر قیامت برپا کرتے دیکھا تھا۔ ایک طرف خوف سے اس کے وجود میں چیونٹیاں دوڑ رہی تھیں تو دوسری طرف نفرت اور انتقام کا جذبہ رفتار پکڑ رہا تھا۔ وہ اس نوجوان کا ایک ایک عضو الگ کر کے مارنا چاہتا تھا۔

"کچھ کہا بھی اس نے؟" لوتھر نے ماتحت سے پوچھا۔

"وہ کسی اہم بندے سے بات کرنا چاہتا ہے، آپ کی اجازت کے بغیر ہم اس سے بات نہیں کر سکتے تھے اس لئے جواب نہیں دیا۔" ماتحت نے جواب دیا۔

"بات کراؤ ذرا۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لوتھر نے کہا تو ماتحت نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کی بورڈ سے شغل شروع کر دیا، جلد ہی ان کے کمرے میں سپیکر سے سائیں سائیں کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو۔۔"لوتھر نے چند ساعتوں بعد کہا۔

"کون ہو تم؟۔" دوسری طرف سے سرد آواز سن کر لوتھر کو جسم میں حرارت محسوس ہوئی۔

"میں اس اڈے کا انچارج ہوں۔"لوتھر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"انچارج تو گارڈین تھا بھوتنی کا۔"نوجوان کی زہریلی آواز سن کر لوتھر کو گلا خشک ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"باس گارڈین یہاں نہیں ہیں، ان کی غیر موجودگی میں میں انچارج ہوں۔"لوتھر نے لہجے کو سخت بنانے کی کامیاب کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم لوتھر بات کر رہے ہو؟۔" اسی وقت چٹ کی آواز کے ساتھ سکرین روشن ہوئی، نوجوان ابھی تک لاشوں کے ڈھیر پر بیٹھا تھا، یہ دیکھ کر لوتھر نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"اور تم بطوط خان بالکل بھی نہیں ہو۔"لوتھر نے جواب دیا۔

"بڑی دیر کی مہرباں سمجھتے سمجھتے۔" نوجوان کی طنزیہ آواز میں کہا۔"میرا نام گھوسٹ ہے۔"

"باس گارڈین میری بات مان جاتے تو تمہاری زبان اس وقت حرکت کے قابل نہ ہوتی۔ "لوتھر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"زبان سے زیادہ تمہیں میرے دماغ اور ہاتھوں کے چلنے کی فکر کرنی چاہیے۔"

"کیا چاہتے ہو؟۔ "لوتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"خون۔۔"

مختصر مگر "جامع" مانگ سن کر لوتھر کے علاوہ سب نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"میرا خیال تھا تمہیں آزادی چاہیے ہو گی۔ "لوتھر کے منہ سے الفاظ پھسل گئے۔

"نہیں۔ اور لوگ بھیجو۔ جب تک زندہ ہوں یا یہاں ہوں، میں خون دیکھنا چاہتا ہوں۔ " اس کی آواز میں خون کی پیاس محسوس کرنا آسان تھا۔

"ان لاشوں کے تعفن سے تم جلد ہی جسم کی قید سے آزاد ہونے کی کوشش کرو گے۔ جیسے ہی لاشیں سڑنے لگیں گی، اسی بلیڈ سے تم خود کو

مار دو گے۔ "لوتھر نے طنزیہ لہجے میں کہا، اس کے چہرے پر اس خیال سے مسکراہٹ بھی ابھر آئی تھی۔

"ہاہاہاہا۔۔" گھوسٹ کا ہذیانی قہقہہ سنائی دیا تو لوتھر کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ "میرے پاس ماچس، لائٹر اور جلنے والا کافی سامان ہے، اس کے علاوہ ایک ہیوی جنریٹر بھی ہے جس میں تیل موجود ہے۔ مجھے مارنے کے لئے اور لوگ دو یا پھر میں اپنے سمیت اس اڈے کو اڑا دوں گا۔" اس نے لاپرواہی کے ریکارڈ توڑ لہجے میں کہا تو لوتھر کا جسم بھی لرزش سے باز نہ آیا۔

"یہ اڑا دے گا اڈہ اپنے سمیت۔ "لوتھر کے ماتحت نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تمہارا بچہ درست کہہ رہا ہے۔ میں اپنے سمیت اڑا دوں گا سب کچھ۔" گھوسٹ نے قہقہہ لگایا۔

"اگر تمہیں آزاد کر دوں تو؟۔ "لوتھر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"میں نے کہا ناں، مجھے آزادی نہیں، مزید دشمن چاہییں۔" گھوسٹ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"میری ایک شرط ہے۔ "لوتھر نے کہا۔

"بَک بھوتنی کے۔" وہ غرایا۔

"میرے دس بہترین لڑاکے تمہارا مقابلہ کریں گے، اگر تم جیتے تو تم آزاد۔ تم چپ چاپ اڈے سے نکل جاؤ گے۔ ہارے تو۔۔۔۔" لوتھر نے کہا تو اس کے ماتحتوں نے اس کی طرف دیکھا، ان کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ "لوتھر، تیرا دماغ تو نہیں پھِر گیا؟۔"

"۔۔۔۔اور اگر ہار گیا تو؟۔" گھوسٹ کی پر جوش آواز سنائی دی جیسے دس لوگوں کا نہیں، کچھ اچھا کھانے کو ملنے کی امید لگی ہو۔

"ہارے تو تم خودکشی کرو گے۔" لوتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"منظور ہے۔" دوسری طرف سے فوری جواب ملا۔

"اوکے، ڈن۔ جب میرے لوگ تیار ہو جائیں تو میں دروازہ کھولوں گا، وہاں سے مقابلے والی جگہ پر پہنچ جانا۔" لوتھر نے کہا اور مائیک بند کر دیا۔

"بچہ سمجھ رکھا ہے بھوتنی کے، مقابلہ اسی ہال میں ہو گا۔ تم مجھے کسی بند کمرے میں قید کرنے کا موقع حاصل نہیں کر سکتے۔" اس نے غرا کر کہا تو لوتھر نے ہونٹ بھینچ لیے جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

"پھر تم ہی بتاؤ، اس ہال کے علاوہ کوئی بھی جگہ۔ میں اس ہال میں فوری

کام کروانا چاہتا ہوں تاکہ سپلائی میں تاخیر نہ ہو۔" لوتھر نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"گارڈین کے کمرے کے ساتھ والے ہال میں۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا تو لوتھرا اچھل پڑا۔

"وہاں کیوں؟۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

"کیونکہ وہاں تم مجھے قید نہیں کر سکتے، میں بائیو میٹرک کی مدد سے نکل سکتا ہوں۔ وہ ہال میری دسترس میں ہے۔"

"ڈن۔" لوتھر نے چند لمحوں بعد کہا۔

"ڈن۔" سپیکر سے سرور بھری آواز سنائی دی جیسے کسی نے پی رکھی ہو اور ساؤنڈ سسٹم بند کر دیا گیا۔

"باس۔۔"

"دس لوگ تیار کرو، ان میں سے دو سپیشل ہونے چاہییں، ضرورت پڑی تو ہم ضمیر والا حربہ استعمال کر کے کھوپڑی ہی اڑا دیں گے۔ انہیں بتا دینا کہ اگر وہ اس جانور کو قابو نہ کر سکیں تو ایگزٹ پوائنٹ تک لے جائیں پھر قابو آجائے گا۔ وہاں سے اسے مین ایگزٹ گیٹ کے پاس لے جاؤں گا، مقابلے کے دوران اسے اڈے سے باہر لے جایا جائے گا اور

باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر دینا تا کہ اژدہ بچ سکے۔ جیسے ہی باہر یہ نکلے، اپنے لوگ پیچھے ہٹ جائیں، گولیوں سے بھون دیں گے۔" لوتھر نے ماتحت کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو ان کے چہروں پر رونق انگڑائی لینے لگی۔

"واہ باس۔۔ کیا پلاننگ ہے۔ سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی بچ جائے گی۔" ماتحت نے کہا۔

"مسئلہ ہی یہ ہے کہ یہ سانپ نہیں۔ یہ خود مسلط کی ہوئی بَلا ہے جس کے سامنے سانپ کی کوئی اوقات نہیں۔" لوتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو ماتحت نہ سمجھنے والے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگے۔ "ارے سپیکر تو آن کرو، وہ فراست سے کیا باتیں کر رہا ہے۔" لوتھر نے چیخ کر ماتحت سے کہا جس نے شاید بحث و مباحثہ کی وجہ سے ساؤنڈ سسٹم مکمل طور پر بند کر دیا تھا لیکن ان کے سسٹم آن کرتے تک وہ نوجوان فراست سے بات کرنے کے بعد گارڈین کے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

سوغات کے اس پر شور پہاڑی سلسلے کے پاس، جہاں سے گرین سروس کے دونوں گروپ اور پھر ان کے بعد ساحر غائب ہوا تھا، اس مقام سے کچھ فاصلے پر کم بلندی پر پرواز کرتا ہوا ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر اترا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں دو افراد سوار تھے، ایک جبران اور دوسرا الارڈ۔ وہ جبران کے سامنے بھی ہاشم کا لبادہ اوڑھے ہوا تھا تاکہ جبران آسانی سے کام کر سکے۔ ہیلی کاپٹر اترا تو وہ بھی کمر کسنے لگے۔

رات کا ہی وقت تھا، چاند کی 2G روشنی میں جبران حیران نظر آرہا تھا کیونکہ جب وہ پہلی بار وہاں آئے تھے تو رات گئے تک منحوس سا شور ان کی سماعتوں کی خدمت کرتا رہا تھا لیکن خلافِ معمول خاموشی تھی۔ ان دونوں نے نائٹ گاگلز لگائیں، پشت پر بیگ لادے اور پھر ہاشم کے "جدید کمپاس" کی مدد سے آگے بڑھنے لگے۔

"جبران صاحب، چیف بتا رہے تھے کہ آپ پہلے بھی اس زیرِ زمین اڈے میں رہ چکے ہیں۔ " سپارک نے ہاشم کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو چیف کی بات پر شک ہے ہاشم صاحب؟۔ " جبران زبردستی مسکرایا۔

"نہیں، نہیں۔ چیف سے شکایت مت کیجئے گا۔ میں تو بات شروع کرنا چاہ رہا تھا بس، خاموشی میں خارش ہونے لگتی ہے۔ " ہاشم نے سہم جانے کی کامیاب اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آپ کی خارش کا علاج تو ہے۔ " اس بار جبران کی مسکراہٹ حقیقی تھی۔

"اوہ، ضرور بتائیں پلیز۔ " ہاشم نے بے صبری سے پوچھا۔

"میری ٹیم میں دو نمونے ہیں جو آپ کی خارش کو ہمیشہ کے لئے سکون میں بدل سکتے ہیں۔ " جبران نے کہا۔

"میں ضرور ملنا چاہوں گا۔ " ہاشم نے پر اشتیاق لہجے میں کہا۔

ہاشم آگے آگے چل رہا تھا اور جبران اس کی پیروی کر رہا تھا۔

"ضرور، اگر چیف اجازت دے دے تو۔ " جبران نے کہا۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے، چیف تو اجازت نہیں دے گا۔ آپ سے

ملاقات سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ ہم لوگ ہی گرین سروس ہیں لیکن آپ کے سامنے آنے کے بعد خیال بدل گیا ہے۔" ہاشم نے کہا۔

"شروع میں میرا بھی یہی خیال تھا مگر اس سے پہلے کیس میں اور لوگوں کو بھی دیکھ چکا ہوں اس لئے میرا خیال ہے کہ گرین سروس کچھ لوگوں کا ٹولہ نہیں ہے۔" جبران نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ماسٹر زیرو کو جانتے ہیں؟۔" ہاشم اچانک رک کر مڑتے ہوئے بولا۔

"بس اتنا ہی کہ ماسٹر زیرو ہمارا باس ہے۔" جبران نے جواب دیا۔

"اور لارڈ۔۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔ "جب ماسٹر زیرو ہی پردے میں ہے تو لارڈ کو کیسے جان سکتے ہیں آپ۔" اس نے خود ہی کہا اور مڑ کر پھر سے چل دیا۔

"حیرت ہے، ہم لوگ پہلے یہاں آ چکے ہیں لیکن رستے کو اس طرح نہیں جانتے جیسے آپ چلے جا رہے ہیں۔ ایسے تو یہ پہاڑی سلسلے کی بجائے کوئی میدانی ہموار رستہ محسوس ہو رہا ہے۔" جبران نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"دراصل مجھے باس نے کافی دن پہلے یہاں بھیج دیا تھا اور میں مقامی افراد

کی مدد سے دو تین بار یہاں آ کر جائزہ لے چکا ہوں اس لئے رستہ سمجھتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس گروہ کے دو تین لوگ ہمارے ہاتھ لگے تھے، ان سے پوچھ گچھ بہت مددگار ثابت ہوئی ہے، ان کی کچھ کمزوریاں ہاتھ لگی ہیں۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"آپ کافی ذہین ہیں پھر، میری توقع سے زیادہ اور بہت ہی طاقتور یاداشت کی خوبی سے لیس بھی۔" جبران کے لہجے میں ہاشم کے لئے ستائش تھی۔ "دو تین بار جائزہ لینے کے بعد رستے کو اس طرح یاد رکھ لینا میرے لئے ممکن نہیں۔"

"جبران صاحب، سیکھنے کے عمل سے خود کو بہتر کیا جا سکتا ہے لیکن کچھ خوبیاں قدرت کی طرف سے انعام بھی ہوتی ہیں، ایسی خوبیاں سیکھنے سے وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتیں جو درجہ انہیں نوازے گئے انسان کی شخصیت میں حاصل ہوتا ہے۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"ہم نے تو آج تک یہی سیکھا ہے کہ کامیاب لوگوں کو آئیڈیل بنا کر محنت کرتے چلے جاؤ۔" جبران نے کہا۔

"محنت کرنے کے لئے حدف ضروری ہے، اس وجہ سے آئیڈیل کی بات کی جاتی ہے لیکن لوگ اسے نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور میں

اس سے متفق نہیں۔ جب انسان ہے ہی منفرد تو کسی دوسرے جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟۔ سب ڈاکٹر بن سکتے ہیں نہ سائنسدان۔" ہاشم نے کہا۔

"ہاشم صاحب، آپ کی سوچ میرے ایک دوست سے ملتی جلتی ہے۔" جبران کے ذہن میں ساحر کے تصور نے انگڑائی لی۔

"میرے خیال سے یہ تکلف چھوڑ دینا چاہیے، جب ہم برابری کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں تو "صاحب، صاحب" کہنا عجیب لگتا ہے۔" ہاشم نے کہا۔

"ٹھیک ہے، ایسے ہی سہی۔" جبران مسکرایا۔

"ہم قریب ہیں اب۔" ہاشم کی سرگوشی سنائی دی تو جبران کا جسم تن گیا۔

"یہاں ہم جسے بچانے آئے ہیں، وہ ہے کون؟۔" جبران نے اس کے قریب ہوتے ہوئے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"باس کا چہیتا ہے کوئی، سنا ہے پوری فوج پر بھاری ہے۔" ہاشم نے جواب دیا۔

"پوری فوج پر بھاری ہے پھر بھی یہاں پھنس گیا۔" جبران بڑبڑایا۔

"کبھی کبھی فوج بھی تو پھنس جاتی ہے۔" ہاشم مسکرایا۔

"ابھی وہ ہمارے والی مصیبت سے نہیں ٹکرایا ورنہ فوج سے ٹکرانے کی ہمت نہ رکھتا۔" جبران منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"کچھ کہا تم نے؟۔" ہاشم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، ویسے ہی۔"

"اب خاموشی ہی بہتر ہے، اپنا سیٹ اپ وہاں لگا سکتے ہو تم۔" ہاشم نے ایک اندھیرے کونے کی طرف اشارہ کیا تو جبران سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

اندھیرے کونے میں پہنچتے ہی ہاشم نے جیب سے چھوٹی سی ٹارچ نکالی، یہ ایک چٹان کا بڑھا ہوا حصہ تھا جس نے سائبان کی شکل اختیار کی ہوئی تھی، جبران تیزی سے جھکتا ہوا اس کے نیچے گھس گیا۔ ہاشم نے بھی پھرتی سے بیگ اتار کر اس سائبان کے نیچے رکھ دیا اور جبران کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ تقریباً بیس سے پچیس منٹ کے بعد جبران کے سامنے ایک چھوٹی سے outdoor کمپیوٹر لیب تیار تھی اور وہ خود بھی روبوٹ ہی محسوس ہو رہا تھا۔ لیب تیار ہونے تک ہاشم نے دوسرے بیگ میں سے سیاہ رنگ کا بھاری کپڑا نکال کر اس سائبان کے گرد یوں تان دیا کہ نیچے بیٹھا جبران تاریکی کا حصہ بن گیا تھا، ہاشم نے اس کپڑے

کو چٹان پر گولائی میں لٹکا دیا تھا اور مخصوص سلوشن سے اسے چٹان سے چپکا بھی دیا تھا، اب اچھی خاصی تیز ہوا بھی کپڑے کو چٹان سے اکھاڑ نہیں سکتے تھے۔ کپڑا بھاری اور موٹا ہونے کی وجہ سے لیپ ٹاپس کی روشنی باہر نہیں آرہی تھی اور ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی بھی نہ چھپا ہوا ہو۔

"کیا میں آگے بڑھ سکتا ہوں اب؟۔" ہاشم نے کپڑے کو ایک کونے سے ہٹا کر جبران سے پوچھا۔

"بس سسٹم آن لائن ہو ہی گیا ہے، اس کے بعد جا سکتے ہو۔" جبران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں امید ہے کہ ان کا سسٹم ہیک کر سکو گے؟۔" ہاشم نے تشویش بھری نظروں سے اس کی پہاڑی لیب کا جائزہ لیتے ہوئے کہا لیکن اس کی تشویش محض دکھاوا تھی۔

"اگر میں اس قابل نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ اس وقت کوئی اور ہوتا۔" جبران نے تحمل سے جواب دیا۔

"ویری گڈ، مجھے چیف کی پسند پر شک نہیں، تمہارا تحمل سے جواب دینا مجھے اچھا لگا بھائی۔" ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" جبران مسکرایا۔

"ہنگامی صورتحال میں تم خود کو بچا کر نکلنے کے پابند ہو، میں اُسے لے کر جلد ہی پہنچنے کی کوشش کروں گا لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو مخصوص وقت پر واپس چلے جانا۔ جس رستے سے آئے ہیں، وہ تمہارے جی پی ایس میں محفوظ ہو چکا ہے، آسانی سے ہیلی کاپٹر تک پہنچ جاؤ گے۔ میرا مشن اس ایجنٹ کو لے کر آنا ہے، اگر مزاحمت ہوئی تو وہ اڈہ بھی تباہ ہو سکتا ہے ایسی صورت میں تم یہاں رکے رہے تو نقصان ہو گا۔"

ہاشم یکلخت سنجیدہ ہوا اور اس کے لہجے میں عجیب سا عزم محسوس کر کے جبران کے جسم میں ٹھنڈی لہریں دوڑنے لگیں، اسے محسوس ہوا کہ سامنے والے کو وہ جانتا ہے، لیکن ملاقات تو پہلی تھی۔۔۔اس نے اپنے وہم کو تھپکی دیتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا اور ہاشم کا چہرہ غائب ہو گیا۔ نکلنے سے پہلے اس نے اپنا بیگ بھی اٹھا لیا تھا۔

"جبران بیٹے، پہلی بار کھل کر صلاحیت آزمانے کا موقع ملا ہے، یا تو سسٹم ہیک ہو گا، یا تم خود ہیک ہو جاؤ گے، ان دونوں کو لئے بغیر واپسی ممکن نہیں۔" جبران بڑبڑایا اور پردے سے لگا ہاشم (لارڈ)، اس کی بڑبڑاہٹ سن کر مسکراتا، بیگ کندھوں پر ڈالتا، دبے پاؤں دور ہوتا چلا

گیا۔

ادھر جبران کی انگلیاں کی بورڈ کے بٹنوں کے منہ پر طمانچے مارنے کے ریکارڈ توڑنے لگیں تھیں۔

جیسے ہی بات بند ہوئی، وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر پھیلا خون، آنکھوں میں رقصاں وحشت اور ہاتھ میں خون اگلتا بلیڈ، اسے سفاک ترین خونی ہونے کا سرٹیفیکیٹ دینے کو کافی تھے لیکن ثبوت کے طور پر اس کے آس پاس لاشوں کا ڈھیر بھی موجود تھا۔ وہ ان اجسام پر پاؤں رکھتا ہوا میز کے کنارے کی طرف بڑھا اور جمپ مار کر میز سے اترا۔ اس کے اترتے ہی فراست، جو اس کے پیچھے، میز سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا، گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"تو جانتا ہے کہ آگے کیا کرنا ہے۔" اس نے بلیڈ اٹھا کر اپنی نظروں کے سامنے گھماتے ہوئے کہا۔

"ی۔یس۔۔یس باس۔" فراست نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔

"کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔" اس نے کہا اور گارڈین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا، جہاں سے گزر کر وہ اپنے شکار تک پہنچ سکتا تھا۔ فراست سہمی سہمی نظروں سے اسے دیکھتا رہا، اور پھر اس کے پیچھے ہو لیا، وہ گارڈین والے کمرے کے سامنے سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تاکہ اپنا کام پورا کر سکے۔

کمرے سے گزرتا ہوا وہ میز کے پاس پہنچا، میز مشرقی دیوار کے ساتھ تھا اور اسی دیوار سے گزر کر وہ دوسری طرف بنے ہال میں جانے والا تھا جہاں وہ خون کی پیاس بجھانا چاہ رہا تھا۔ میز کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر نظر ڈالی، لیپ ٹاپ آن ہی تھا، وہ قدم بڑھا کر اس کے قریب پہنچا اور desktop پر نظر آنے والے آئیکون پر کلک کیا تو ویڈیو چلنے لگی۔ سکرین پر اسے ایک چہرہ نظر آیا جو اس پر طنز کر رہا تھا اور اسے کہہ رہا تھا کہ "وہ کوئی ٹیم" لے کر نکل رہا ہے، اس دیکھ کر گھوسٹ کا بلیڈ والا ہاتھ بلند ہوا۔

"گارڈین، میرا بلیڈ تیری پسلیاں توڑتا ہوا تیرے دل کو لے کر دوسری طرف سے نکلے گا۔" اس نے غراتے ہوئے کہا اور دھماکے کی آواز کے ساتھ بلیڈ لیپ ٹاپ کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوا میز میں گھستا چلا

گیا۔ اس نے دایاں پاؤں میز پر رکھ کر بلیڈ کو واپس کھینچتے ہوئے میز کو دیوار کی طرف دھکیل دیا، بلیڈ میز سے نکل کر اس کے ہاتھ میں اور میز دیوار سے ٹکرائی۔ وہ تیزی سے دیوار کی طرف بڑھا اور مخصوص جگہ پر انگوٹھا رکھ کر کھڑا ہو گا۔ اس کے سامنے سرر کی آواز کے ساتھ دیوار سرک گئی اور وہ دوسری طرف نکل گیا۔

یہ ایک بڑا سا ہال تھا جسے گارڈین کسرت کے لئے استعمال کرتا تھا، ذاتی جم خانے کے علاوہ، اس ہال میں مارشل آرٹس کی پریکٹس کے لئے تمام لوازمات موجود تھے۔ ہال کے وسط میں تقریباً اڑھائی، تین مرلہ جگہ میں تو کارپٹ ڈالا گیا تھا جہاں شاید گارڈین اپنے ماتحتوں کے ساتھ لڑائی بھڑائی کی مشق کرتا تھا۔ وہ ہال کے وسط میں کارپٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ سامنے والی دیوار پھٹی اور رنگ برنگے لڑاکے من پسند ہتھیاروں کے ساتھ نمودار ہوئے جنہیں دیکھ کر اس کے لب یوں پھیل گئے جیسے محبوب کو دیکھ کر با نہیں۔

"خوش آمدید صاحبان۔" اس نے اتنے پیار سے کہا کہ آنے والوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا ہی تھا کہ شائیں کی آواز کے ساتھ دہلا دینی والی چیخ کی آواز سن کر ان کے پھیپھڑے بھی ساکت ہو

گئے۔ وہ شخص جو لوہے کا لمبا سا پائپ تھامے، پہلے نمبر پر کھڑا تھا، بلیڈ اس کے چہرے میں گھس گیا تھا۔ اس نے پہلا وار کر دیا تھا اور اس کا بلیڈ، دشمن کے چہرے میں گھستا، پیشانی چیرتا ہوا دشمن سر کے وسط میں رکا تھا، باقی بچنے والے نو افراد نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ایک ساتھ، ورنہ چیر کر رکھ دے گا یہ۔" درمیان میں کھڑے شخص نے کہا۔" ابھی ہے بھی خالی ہاتھ۔" اس کے کہتے ہی سب نے جھرجھری لی اور اس کے اشارہ کرنے پر ایک ساتھ اس کی طرف دوڑ لگا دی۔ انہیں اپنی طرف دوڑتا دیکھ کر وہ زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ الٹے قدم تیزی سے پیچھے کو دوڑتا چلا گیا، اِدھر وہ کارپٹ سے اترا، اُدھر وہ سب کارپٹ پر پہنچ گئے، چند لمحے وہ انہیں گھورتا رہا، جیسے ہی وہ وسط سے آگے نکلے اس نے جھک کر کارپٹ پکڑا اور پوری قوت سے کھینچا، کارپٹ تو وہ نہ کھینچ سکا لیکن آنے والے نو افراد میں سے تین چار، جو آگے آگے تھے، وہ لڑکھڑا کر ضرور گرے، ایک منہ سے چیخ بھی نکلی، پچھلے ان سے ٹکرا کر گرتے چلے گئے، وہ تیزی سے کارپٹ کے کونے کی طرف بڑھا اور کارپٹ کو پکڑے ان کی طرف ہی بڑھتا چلا گیا۔ ابھی

وہ سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ کارپٹ ان پریوں گرا جیسے لحاف۔

کارپٹ چھوڑتے ہی وہ تیزی سے اس شخص کی طرف بڑھا جس کے چہرے میں اس کا بلیڈ محو تماشہ تھا، اس نے شکار کی گردن پر پاؤں رکھ کر بے دردی سے بلیڈ کھینچا لیا، بلیڈ کے ساتھ ہی خون کا فوارہ اچھل کر اس کے چہرے کی طرف بڑھا، اس نے چہرہ ہٹانے کی بجائے آنکھیں بند کرتے ہوئے سانس روک لی، چہرے پر خون کی گرمی محسوس کرتے ہی اس کے وجود نے جھٹکا کھایا اور وہ تیزی سے مڑا۔

کارپٹ آدھا ہٹ چکا تھا اور اس میں سے دو تین سر نظر آ رہے تھے، وہ غرا کر ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے وہاں پہنچنے تک تین افراد کارپٹ سے نکل آئے تھے، باقی رستے میں تھے۔ اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما گیا اور زن کی آواز کے ساتھ بلیڈ گھومتا ہوا سامنے کھڑے شخص کی گردن کی طرف لپکا، وہ برق رفتاری سے جھک کر خود کو بچا کر قدموں پر گھوم گیا لیکن اس کا ساتھ بروقت سنبھل نہ سکا اور بلیڈ اس کی کہنی پر لگ کر، آدھے سے زیادہ بازو کاٹتا ہوا واپس مڑ گیا، وہ شخص چیختا ہوا کارپٹ میں لپٹے ساتھیوں پر گرا جبکہ تیسرے کا راڈ گھومتا ہوا نوجوان کی طرف بڑھا۔

گھوسٹ کا بلیڈ، جو ایک کہنی کو شکار کر کے مڑا تھا، برق رفتاری سے پلٹا اور لوہے سے لوہا ٹکرانے کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنی طرف بڑھتے راڈ کو بلیڈ پر روکا اور اس کی لات حملہ آور کے پیٹ میں گھستی چلی گئی، وہ چیخ کر رکوع کے بل جھکا ہی تھا کہ سنسناتا ہوا بلیڈ اس کی گردن سے ٹکرایا اور گردن اچھل کر وجود سے یوں دور ہوئی جیسے وجود بجلی کی ننگی تار ہو۔

اسی وقت گھوسٹ کے منہ سے چیخ نکل گئی، ایک راڈ گھومتا ہوا اس کے سینے سے ٹکرایا تھا اور وہ اچھل کر پشت کے بل کارپٹ پر گرا، کارپٹ پر گرنے کی وجہ سے چوٹ تو نہ لگی لیکن سینے پر لگنے والے راڈ نے اس کے حواس پر pause کا بٹن دبا دیا، اس نے میکانکی انداز میں جسم کو سینے کی طرف سمیٹا اور الٹی قلابازی لے کر دشمن سے دور ہو گیا، یہ اس کے وجود اور دماغ کی لاشعوری حرکت تھی جو اسے بچا گئی ورنہ دو راڈ بالکل اسی جگہ ٹکرائے، جہاں کچھ دیر پہلے اس کی رانیں تھیں، اگر وہ بروقت پیچھے نہ ہو گیا ہوتا تو ہڈیاں ٹوٹ ہی جاتیں۔

قلابازی مار کر کھڑا ہوتے ہی اس نے سر جھٹک کر سامنے دیکھا۔ سات افراد کینہ توز نظروں سے اسے گھور رہے تھے۔ دو کو تو وہ مار چکا تھا

، تیسرا پاؤں پکڑے بیٹھا تھا، کارپٹ کی وجہ سے گرتے ہوئے شاید موچ آگئی تھی۔ اس نے دو تین بار سر جھٹکا۔

"تمہارے پاس آخری موقع ہے، ہتھیار ڈال دو۔" ان ساتوں میں سے ایک نے بڑے پھل والا چھرا گھماتے ہوئے کہا۔

"ہتھیار تو میں ڈالوں گا بھوتنی کے۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان کے جسم ڈھیلے پڑ گئے۔ "لیکن تم میں سے ہر ایک کے وجود میں۔" اس کی مسکراہٹ، چہرے پر چمکنے والے خون کی وجہ سے بھیانک لگ رہی تھی۔

ادھر ان سب کے دلوں میں اس کا خوف بڑھتا چلا جا رہا تھا، اس نے دو افراد کو جس سفاکیت سے مار ڈالا تھا، وہ قدم بڑھانے کی سوچنے کی بھی جرات نہ کرتے اگر مجبور نہ ہوتے۔ ان کی حالت ایسی ہی تھی جیسے استاد صاحب کی چھڑی ایک طالبعلم کی خاطر داری کر رہی ہو تو اس سے اگلے طالبعلم کی حالت ہوتی ہے۔

"دیکھو، ہم سات ہیں اور تم اکیلے۔" ایک نے آواز کو سخت بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"چند منٹ پہلے تم لوگ دس تھے۔" وہ غرایا اور بلیڈ کو اٹھایا۔ "چلو،

جلدی کرو۔"

"یہ باز نہیں آئے گا، سنبھل کر۔ اس کی کھوپڑی کو راڈ مار مار کر ہزار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں گے ہم۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ "اگر ہم پیچھے ہٹے تو موت ہے، آگے بڑھو، مل کر حملہ کرو۔ یہ ہمارے لئے پہلا موقع نہیں کہ قتل کرنے لگے ہیں۔"

"قتل تو ہم نے کئے ہیں، ایسا موقع پہلی بار ہی ملا ہے۔" ایک نے گھوسٹ کی طرف دیکھ کر دھیمی آواز میں کہا۔

"جو مرنا چاہتا ہے، لرزتا رہے خوف سے، باقی بڑھو آگے۔" پہلے والے نے تلخ لہجے میں کہا اور آگے قدم بڑھایا۔

اس کے آگے بڑھتے ہی باقی افراد بھی سنبھل کر، پھیل کر اور پھر اس گھوسٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے بلیڈ آنکھوں کے سامنے کیا۔

"تیار ہو جا، کھانا کھانے کا وقت ہو گیا۔" کہتا ہوا وہ آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر ان کی رفتار غیر ارادی طور پر کم ہو گئی، ایک تو پیچھے کو چل دیا تھا۔ چلتے چلتے اچانک ہی وہ ان کی طرف دوڑا، اس کے دوڑتے ہی دو اور پیچھے کو دوڑ پڑے۔ دوڑتے ہی

شائیں کی آواز سنائی دی اور پھر ایک چیخ۔ بلیڈ نام نہاد لیڈر کی ران سے ٹکرایا تھا اور پھر اسی کا ہو رہا۔

لوتھر اپنے تیئں یہ مانے بیٹھا تھا کہ جن افراد کو مار کر اس نے میز پر لاشیں سجا رکھی تھیں وہ تو عام لوگ تھے، اس میں سکیورٹی کے تربیت یافتہ پانچ چھ افراد ہی تھے اس لئے آسانی سے اس کے ہاتھ لگ گئے۔ اب کے، اس نے دس تربیت یافتہ افراد بھیجے تھے جن کے لئے کسی انسان کو قتل کرنا ایسے ہی تھا جیسے جام پینا۔ وہ ایسے افراد تھے جو پیشہ ور قاتل رہ چکے تھے اور لوگوں کے خون سے اپنی کامیابی کی سیڑھیاں لال کر چکے تھے، اس ایک شخص کو قتل کرنا ان کے لئے کون سا مشکل ہوتا۔

اسی سوچ کے ساتھ وہ پورے اہتمام سے سکرین کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے چائے اور دیگر لوازمات سجے تھے، اس نے قاتلوں کو ہدایت کی تھی کہ اس کا کام تمام ہی کر دیں۔ گارڈین والے کمرے سے

جیسے ہی گھوسٹ اندر داخل ہوا، لوتھر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بسکٹ اٹھایا اور بڑے انداز سے منہ میں رکھ کر توڑا جیسے گھوسٹ کی گردن توڑ رہا ہو۔ گھوسٹ چلتا ہوا کمرے کے وسط میں پہنچا، تبھی دوسری طرف دیوار میں سے اس کے ماتحت سامانِ حرب تھامے نکلے۔

اس کے ماتحت، اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے تھے اور ان کی ضد تھی کہ وہ بھی اس نوجوان کو لوہے کے کسی نہ کسی اوزار سے ہی ماریں گے، اسلحہ استعمال نہیں کریں گے تاکہ برابری کی سطح پر بدلہ لیا جاسکے۔ لوتھر کو امید تھی کہ اس کے ماتحتوں کو دیکھ کر گھوسٹ کچھ نہ کچھ پریشان ضرور ہو گا لیکن جب اس نے مسکراتے ہوئے سب کو خوش آمدید کہا تو لوتھر بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گیا۔ گھوسٹ کی آواز سنتے ہی اس کے خون کی رفتار بڑھ جاتی تھی۔ ابھی وہ پہلو بدل ہی پایا تھا کہ سکرین میں جیسے بجلی چمکی ہو اور اگلے لمحے اس کے ماتحت کی دل دہلا دینے والی چیخ سے لوتھر کا کمرہ بھی ہل گیا، لوتھر کی نظر جیسے ہی اپنے ماتحت کے چہرے میں گھسے بلیڈ پر پڑی، اس کے ہاتھ اور منہ میں موجود بسکٹ چپکے سے فرش کی طرف کھسک گیا اور وہ منہ

کھولے سکرین کو تکے چلا گیا۔

اس کے بعد اس کمرے میں جو خون کا "ہُولا" کھیلی گیا، اس کے سامنے خون کی ہولی بھی ہیچ نظر آئی، گھوسٹ نے اپنی عقل اور بلیڈ کا استعمال کرتے ہوئے اس کے ماتحتوں کو اذیت ناک انداز میں مارنا شروع کر دیا۔ بلیڈ تک تو پھر بھی ٹھیک تھا، درمیان میں اس کے ہاتھ وہاں رکھے "ڈمبل" میں لگائے جانے والا لمبا، بھاری راڈ لگ گیا اور لوتھر کو یوں لگا جیسے وہ وار بھی اسی پر کر رہا ہو۔ گھوسٹ بہت ہی سفاک ثابت ہو رہا تھا، اس نے راڈ مار مار کر اس کے ماتحتوں کا بھرکس نکال دیا تھا۔

"بب۔۔باس۔۔بب۔۔"

کنٹرول روم میں لوتھر کا ایک ماتحت بے ہوش ہو چکا تھا، دوسرا رستے میں نظر آرہا تھا، وہ ہکلا کر اس سے مخاطب ہوا جبکہ لوتھر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔ جب لوتھر ساکت و جامد کھڑا ہی رہا تو ماتحت لڑکھڑاتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور بازو سے پکڑ کر ہلایا۔

"بب۔ب۔۔باس۔پ۔۔پلان۔ب۔بی۔۔بب۔۔باس۔۔پلیز۔"

کہتے ہوئے وہ بھی لہرایا اور منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔

"پپ۔۔پلان بی۔۔وہ۔۔کک۔۔کیا۔۔کیا تھا۔۔۔" لوتھر ہکلاتے

ہوئے ماتحت کی طرف مڑا لیکن تب تک وہ کسی اور جہان کی سیر کر رہا تھا۔ لوتھر کے جسم پر کپکپی طاری تھی ۔ اس نے خوش ہونٹوں کو تر کرنے کے لئے زبان پھیرنی چاہی لیکن تالُو نے زبان کو خوف کے مارے گلے لگا رکھا تھا، جدا کرنا لوتھر کے لئے ممکن نہ ہوا۔ اس نے سامنے میز پر رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا اور چند گھونٹ پینے کے بعد تیزی سے گلاس میز پر رکھا اور قدرے سنبھلے ہوئے انداز میں مائیک کی طرف بڑھ گیا۔ مائیک تک پہنچتے ہی اس نے بٹن دبا کر آن کیا۔

"لوتھر بول رہا ہوں۔" اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"بھاڑ میں جا بھوتنی کے۔۔" گھوسٹ کی پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی اور لوتھر ہکلا گیا۔

"ج۔۔جونی۔۔پپ۔پلان بی۔۔جج۔جلدی کرو۔" کہتے ہوئے وہ مائیک سے یوں پیچھے ہٹا جیسے نوجوان کو بلیڈ مائیک سے نکل کر اس کے منہ میں گھسنے لگا ہو۔ ادھر لوتھر کی آواز سن کر اس کے بچ جانے والے چاروں ماتحت چونک گئے۔ ایک کا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا، جب باہر نکلا تو اس میں پسٹل تھا۔ اس کو پسٹل نکالتے دیکھ کر ایک اور شخص نے پسٹل نکال لیا اور گھوسٹ کا ہذیانی قہقہہ بلند ہوا جسے سن کر اس

کے ماتحت تو ماتحت، خود لوتھر کو اپنا آپ بے وقوف لگنے لگا۔

"یہ جس کا کسرت کرنے کا کمرہ ہے وہ کیسے اجازت دے سکتا ہے کہ ہال میں اسلحہ کام کرے۔" گھوسٹ نے کہا تو لوتھر اپنے بال نوچنے لگا، یہ بات اس کے ذہن سے بالکل ہی محو ہو گئی تھی کہ گارڈین کے استعمال میں رہنے والے کمروں میں اسلحہ کام نہیں کرتا۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اتنے میں اس کا ایک ماتحت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح ہی پچک گیا تھا۔ اب دو باقی تھے، جو پسٹل تھامے نوجوان سے دور کھڑے تھے۔ لوتھر وہاں سے کام مکمل کرنے کے بعد مائیک کی طرف دوڑا۔

"جونی، دو قدم اور۔۔ سکیورٹی سسٹم بند کر دیا ہے گولی مار دو۔۔" لوتھر چیخا تو اس کے ماتحت نے پسٹل گھوسٹ پر تان کر ٹریگر دبا دیا، پسٹل سے تین چار بار ٹرچ ٹرچ کی آواز سنائی دی مگر گولی نہ چلی لیکن لوتھر کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔ گھوسٹ اس کے جھانسے میں آ گیا تھا، گولیوں سے بچنے کے لئے جمپ مارتا ہوا وہ عین وہاں رکا جہاں لوتھر چاہتا تھا۔ اچانک ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک لیور کھینچ دیا، زن کی آواز کے ساتھ گھوسٹ کے پاؤں کے نیچے سے زمین غائب ہوئی اور لوتھر

نے ہرا کا نعرہ لگایا۔

ادھر جیسے ہی وہ گھوسٹ کمرے سے غائب ہوا، وہاں موجود دونوں افراد نے بے یقینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسا اتنی آسانی سے جان چھوٹنے پر یقین نہ آرہا ہو۔ لوتھر ان کی حالت دیکھ کر مسکرانے لگا لیکن انٹر کام کی آواز سنتے ہی وہ اچھل پڑا، اسے یوں لگا جیسے گھوسٹ اس کے سر پر پہنچ گیا ہو۔ پھر منہ بناتے ہوئے انٹر کام کی طرف بڑھ گیا۔

"لوتھر بول رہا ہوں۔"

"باس، سکیورٹی سسٹم۔" دوسری طرف سے کسی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا تو لوتھر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پریشان مت ہو، سسٹم بند نہیں ہوا، دھوکہ دینے کے لئے کہا ہے بس۔" اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔ سارا سسٹم بند ہو گیا ہے۔"

"کیا؟۔۔" اس کے منہ سے کیا کی لمبائی شیطان کی آنت جیسے بڑھ گئی۔

"یس باس، پہلے ہمارے وِنگ کا بند ہو گیا ہے، اب تو دوسری طرف سے بھی یہی بتایا گیا ہے۔"

"اوہ، چیک کراؤ جلدی، ہری اپ۔" لوتھر نے تیز لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ کر خود بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"حیرت ہے، آج تک ایسا نہیں ہوا، اچانک سارا سکیورٹی سسٹم کیسے بند ہو سکتا ہے۔" وہ بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا مرکزی کنٹرول روم میں پہنچا۔ کنٹرول روم میں ہنگامی صورتحال دیکھ کر وہ بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"باس، کسی نے سسٹم ہیک کر لیا ہے۔" ایک ماتحت نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ، ایسا کون کر سکتا ہے ڈکسن؟۔"

"وہ باہر، کہیں قریب ہی موجود ہونا چاہیے باس۔ ہم لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ساتھ ساتھ سسٹم تک دوبارہ رسائی کی کوشش بھی جاری ہے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ سسٹم بند ہونے سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟۔"

"میں اس پر سوچ رہا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی۔ اگر دشمن حملہ کرنا چاہتا ہوتا تو دن میں کوئی نقل و حمل تو ہوتی، اس اڈے پر حملہ کرنے کے لئے بڑی فوج نہیں تو کم از کم بیس تیس افراد کی ضرورت تو ہو گی

ہی۔" ڈکسن نے جواب دیا۔

"اگر ایک شخص بھی ہو تو وہ کیسے یہاں پہنچ گیا اور ہمیں نظر بھی نہیں آیا؟ اگر اسی طریقہ کار پر زیادہ لوگ آ چکے ہوں تو پھر؟۔" لوتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"باس، دن میں تو یہاں چوری چھپے گھسنا آسان نہیں، حرکت مارک ہو ہی جاتی ہے۔ رات میں اگر زیادہ لوگ ہوں تو ان کے لئے ہیلی کاپٹر ہی تیز رفتار سواری ہے جو کہ سوغات سے بھی ہمارے لوگ مارک کر لیں گے اور ہم بھی مارک کر سکتے ہیں۔ ایک ہی آپشن ہے کہ دو تین افراد ہیں جو چھوٹے ہیلی کاپٹر میں یہاں پہنچے ہوں، پرواز اونچی نہ ہو تو مارک نہیں ہوں گے کیونکہ ہم نے ہر طرف تو اقدامات نہیں کئے ہوئے۔" ڈکسن نے کہا۔

"اگر یہ بات سچ ہے تو کوئی اندر کا آدمی ان سے ملا ہوا ہے تبھی وہ ایسے رستے سے گھس سکتے ہیں جہاں سے مارک نہ ہوں۔ پھر انہیں تلاش کرنا بھی مشکل ہو گا۔" لوتھر نے بے چینی سے چہل قدمی شروع کر دی تھی۔

"باس۔" ایک ماتحت نے دور سے آواز لگائی۔

"یس۔۔" ڈکسن نے کہا۔

"ہم نے سسٹم تک رسائی حاصل کر لی ہے، سکیورٹی سسٹم ایک منٹ میں ری بوُٹ ہو جائے گا۔" اس نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔۔ اور ہیکر کی لوکیشن؟۔" ڈکسن نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ لوتھر کے چہرے پر بھی اطمینان بھرے تاثرات پھیلنے لگے۔

"سوری باس، ابھی تک نہیں، ہم کوشش کر رہے ہیں۔" جواب ملا۔

"اوکے، تلاش جاری رکھو اور سسٹم ریبوُٹ ہوتے ہی اڈے کو سکین کرو ایک دفعہ۔" ڈکسن نے کہا۔

"کتنی دیر ہیک رہا ہے سسٹم؟۔" لوتھر نے پوچھا۔

"تقریباً دو منٹ۔"

"دو منٹ میں بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" لوتھر نے کہا۔

"باس۔۔۔ داخلی دروازہ نمبر پانچ میں کوئی ہے۔" ڈکسن کے ماتحت نے چیختے ہوئے کہا تو وہ دونوں اچھل پڑے۔

"میں نے کہا تھا ناں۔۔" لوتھر نے کہا اور تیزی سے سسٹم کی طرف بڑھ گئے۔

"یہ دیکھیں باس۔۔" ماتحت نے سکرین کی طرف اشارہ کیا ہی تھا کہ

جھماکے سے سکرین تاریک ہو گئی۔

"یہ کیا ہوا؟۔" لوتھر نے حیرت سے پوچھا۔

"سسٹم پھر ہیک ہو گیا۔" ڈکسن نے مردہ لہجے میں کہا تو لوتھر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ان کی حالت ایسی ہی تھی جیسے بڑی دور سے فلم دیکھنے آئے ہوں اور اچانک بجلی بند ہو گئی ہو۔

"کیا مطلب ہیک ہو گیا؟ یہ کیا گول گول کھیل رہے ہو۔پہلے ہیک ہوا، پھر تم لوگوں نے واپس لیا۔اب پھر ہیک ہو گیا۔ہو کیا رہا ہے یہ؟۔" لوتھر آپے سے باہر ہو گیا۔اسے سب سے زیادہ فکر اس شخص کی تھی جسے داخلی دروازہ نمبر پانچ کے قریب دیکھا گیا تھا۔

"بب۔باس۔" لوتھر کے رویے کی وجہ سے ڈکسن کا اعتماد بھی جاتا رہا۔

"ہری اپ۔مجھے سب کچھ ٹھیک چاہیے۔پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس، جلدی کرو۔ دروازہ نمبر پانچ کی طرف گارڈز کو بھیجو۔ جلدی۔" لوتھر حلق کے بل چیختا ہی چلا گیا اور ڈکسن کبھی اِدھر جا تو کبھی اُدھر جا۔پانچ منٹ سے پہلے ہی اس نے اور اس کی ٹیم نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔

"سوری باس، ہیکر نے شاید پہلی بار بھی جان بوجھ کر ہمیں سسٹم تک رسائی دی تاکہ ہم پوری طاقت سے سامنے آئیں،اس بار ہم کچھ نہیں کر

سکتے۔" ڈکسن نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو لوتھر دانت پیستا ہوا اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ دھماکے سے زمین ہل گئی، یوں لگا جیسے شدید زلزلہ آگیا ہو، ہال میں موجود لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور کمزور دل "کرسیاں، میز اور سامان" چیختا ہوا فرش بوس ہوتا چلا گیا۔

سپارک ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا جب اسے پہلا کاشن ملا اور اس نے دوڑ لگا دی۔ اب تک وہ سنبھل کر چل رہا تھا کہ اس کی موجودگی ظاہر نہ ہو لیکن جیسے ہی جبران کی طرف سے بلیوٹوتھ ڈیوائس پر کاشن ملا کہ سسٹم ہیک ہو گیا ہے، اس نے رفتار پکڑ لی اور جب تک جبران کی طرف سے دوسرا کاشن ملتا، وہ ایک غار میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ وہی غار تھی جسے اڈے میں داخل ہونے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، اسی غار کے ذریعے ساحر (بطوط خان کے روپ میں) اور ثانیہ کو زیر زمین اڈے میں لے جایا گیا تھا۔

وہاں پہنچتے ہی اسے جبران کا کاشن ملا تو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے پشت سے بیگ اتارا اور پھر اس میں سے چار انچ لمبے اور دو انچ چوڑے پیس نکالنے لگا۔ ان میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا اور غار میں خاص

سمت میں بڑھ گیا، تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو خالی ہاتھ تھا۔ وہ ٹکڑا اندھیرے حصے میں فکس کر آیا تھا۔ اس نے باقی ٹکڑے اٹھا کر اپنی کمانڈو طرز کی پینٹ کی جیبوں میں پھنسانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی وہ اس کام سے فارغ ہوا اور پھر بیگ پر جھک کر، اس میں سے چھوٹے چھوٹے ریموٹ نکال کر چست جیکٹ کی جیبوں میں رکھے اور پھر بیگ میں سے اسلحہ نکال کر جسم پر سجانے لگا۔

جبران کے تیسرے کاشن تک وہ حملہ کرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ کاشن ملتے ہی وہ اسی کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں کچھ دیر پہلے وہ ایک ٹکڑا چھپا کر آیا تھا۔ کونے میں پہنچتے ہی اس نے ٹارچ کی مدد سے دیوار دیکھتے ہوئے اس پر ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر مخصوص جگہ ملتے ہی اس پر ہتھیلی کا دباؤ ڈالتے ہوئے گنتی شروع کر دی۔ بیس سیکنڈ کے بعد اس نے دوبارہ دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور اس مقام کے مقابل، ایک اور جگہ پر ہاتھ رکھ کر دس سیکنڈ تک دبائے رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ پانچ سیکنڈ کے انتظار کے بعد گڑ گڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار میں شگاف پیدا ہوا، اسے وقت یوں لگا جیسے پرانے زمانوں کی ریل گاڑی چلتی آرہی ہو، یہ دراصل لفٹ تھی جو نیچے سے اوپر آرہی تھی۔

لفٹ سامنے آتے ہی وہ لفٹ میں سوار ہوا اور لفٹ خود کار انداز میں نیچے کو چل دی۔ جیسے ہی لفٹ نے زمین چھوئی، وہ تیزی سے لفٹ سے نکلا اور راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ تھوڑا فاصلہ ہی طے کر پایا تھا کہ ایک طرف سے ایک شخص نمودار ہوا اور اس سے ٹکرا کر دیوار سے ٹکرایا۔ سپارک کی گن کی نال اس کے چہرے کی طرف ہوئی لیکن اس کا سہما ہوا چہرہ دیکھ کر اس نے گن نیچے کر لی۔

"کون ہو تم؟۔" اس کی غراہٹ سن کر سامنے والا، جو پہلے ہی ٹانگیں لٹکانے کو قبر تلاش کر رہا ہے، کانپ کر رہ گیا۔

"فف۔۔فف۔۔فراست۔۔"

"یہاں کیا کر رہے ہو؟۔"

"مم۔۔میں۔۔وہ۔۔میں۔۔جن۔۔جنریٹر۔"

"یہاں ایک قیدی رکھا گیا ہے، وہ کہاں ہے؟۔"

"مم۔۔قی۔۔قیدی۔۔وہ۔۔وہ۔۔تو۔۔جانور۔۔۔"

"کہاں ہے وہ؟۔" سپارک نے جیسے ہی اس کی بات سنی، وہ اس کی بات کاٹتا ہوا تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"وہ۔۔وہ۔۔باس۔۔کے کمرے۔"

"مجھے وہاں لے چلو، جلدی کرو۔ ۔" سپارک نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا، وہ یوں کھنچا چلا آیا جیسے والد زبردستی بچے کو سکول لے جا رہا ہو۔

"وہ۔۔ وہ مار دے گا۔۔ وہ سب کو۔۔"

"جانتا ہوں میں اسے۔۔" سپارک نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا، وہ تقریباََ دوڑتے چلے جا رہے تھے۔

"تت۔۔ تتم۔ تم۔ اسے مارنے آئے ہو؟۔ وہ تمہاری کھوپڑی چیر دے گا۔" فراست نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ میرا دوست ہے، میں اسے یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

"واقعی؟۔" فراست کے لہجے میں کچھ عجیب تھا جسے محسوس کر کے سپارک بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"کیا تم اس کے ساتھ ہو؟۔" سپارک نے پوچھا۔

"ہاں۔۔" فراست نے مختصر سا جواب دیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے تھے؟۔"

"اسی کی ہدایت پر جنریٹر کا آئل ٹینکر لیک کرنے آیا تھا تاکہ آگ لگا سکوں۔" فراست قدرے حوصلے میں نظر آ رہا تھا۔

"تو؟ کیا آگ لگا دی ہے؟۔" سپارک نے رکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، تم نے اچھا کیا کہ باتیں کرتے ہوئے مجھے بھی یہاں تک کھینچ لائے۔ ایک لمبی ڈوری کو آگ لگائی تھی، اب جنریٹر تک پہنچ ہی گئی ۔۔۔" فراست نے کہا ہی تھا کہ زوردار دھماکہ ہوا، بند حصے میں دھماکے کی شدت بہت زیادہ محسوس ہوئی تھی۔ سپارک نے اس کی طرف دیکھا اور پھر اسے پکڑ کر کھینچ لیا۔

"نکلو راہداری سے، یہ بیٹھ بھی سکتی ہے۔" سپارک نے کہا اور وہ آگے پیچھے دوڑتے ہوئے ہال کی طرف بڑھ گئے۔

"اب کوئی بھی اس طرف آ سکتا ہے، ہال میں کئی جگہ خفیہ دروازے ہیں۔" فراست نے ہانپتے ہوئے ہانک لگائی کیونکہ سپارک اس سے بہت آگے نکل چکا تھا۔ فراست کی بات سنتے ہی اس نے گن کا منہ سیدھا کر لیا تھا اور پھر راہداری کے آخری کونے میں پہنچتے ہی وہ زنانہ انداز میں چیخنے لگا۔

"بچاؤ بچاؤ۔۔" یہ آواز سن کر فراست کا منہ تو حیرت کے مارے کھلا ہی، ساتھ ہی بے دھیانی میں اس کی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ سے معانقہ کر بیٹھی اور وہ چیخ کر منہ کے بل زمین پر آ رہا ہے۔ سپارک کی زنانہ آواز نے جیسے اسے بلندی سے زمین پر دے مارا تھا۔

ادھر جیسے ہی سپارک ہال میں داخل ہوا، ہال میں کھڑے چار پانچ مسلح افراد حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، انہیں بھی وہاں عورت کی موجوگی حیرت کے جوہڑ میں کھینچ لے گئی تھی اور یہی حیرت کا جہان سپارک پیدا کرنا چاہتا تھا جس وجہ سے اس نے زنانہ آواز نکالی تھی، سپارک کو دیکھ کر وہ چونک ہی سکے تھے کہ سپارک کی گن نے انہیں دیکھتے ہوئے طنزیہ قہقہے لگانے شروع کر دیئے اور وہ لوگ چیختے، ناچتے گولیاں کھا کر گرتے چلے گئے۔

سپارک کا ہاتھ، پینٹ کی جیب میں گیا اور ایک چھوٹا ٹکڑا نکال کر ہال کے دوسرے کونے میں اچھالنے ہی لگا تھا کہ ٹھٹک گیا۔ سامنے بڑی سی میز تھی جس پر ان گنت وجود ایک دوسرے کے اوپریوں پڑے تھے جیسے مر چکے ہوں، میز کی اطراف میں جما ہوا خون، اس کی تیز نظریں محسوس کر سکتی تھیں۔ اس کے وجود میں، یہ دیکھ کر بے چینی پیدا ہوئی اور ہاتھ بھی گھوم گیا، وہ چھوٹا سا باکس اڑتا ہوا ہال کے دوسرے کونے میں گرا۔

"وہ کس کمرے میں ہے؟۔" سپارک نے مڑ کر حیرت سے دیدے گھماتے فراست سے پوچھا تو اس کا ہاتھ خود بخود گارڈین کے کمرے کی

طرف اٹھ گیا۔

"چلو۔" سپارک نے اسے اشارہ کیا تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے میں گھستے ہی سپارک نے جیب سے دو ریموٹ نکالے اور سرخ بٹن دباتے ہی دونوں ریموٹ بھی کمرے سے باہر، ہال میں پھینک دیئے۔

"یہ کیا ہے؟۔" فراست نے پوچھا۔

"وہ یہاں تو نہیں ہے؟۔" سپارک نے فراست کی طرف گھومتے ہوئے پوچھا۔

"اس کمرے کی دوسری طرف باس گارڈین کا کسرت کرنے کے لئے ہال ہے، وہ اسی میں گیا تھا۔ اس نے خود سے لڑنے کے لئے دس لوگ مانگے تھے۔" فراست نے کہا تو سپارک نے اثبات میں سر ہلایا جیسے اسی کی امید کر رہا ہو۔

"اس کا دروازہ؟۔"

"وہ صرف باس گارڈین اور ان کی سکیورٹی ٹیم جانتی تھی۔ سکیورٹی کے افراد کو آپ کا ساتھی چیر پھاڑ چکا ہے۔" فراست نے جواب دیا۔

"یہ باہر جو قتل عام کیا گیا ہے؟۔" سپارک نے کہا ہی تھا کہ ایک ساتھ دو

دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ ایک تو نزدیک، جو ہال میں ہوا تھا، دوسرا دور۔۔ جو باکس اس نے داخلی دروازہ نمبر پانچ میں فکس کیا تھا، دونوں اپنا کام دکھا چکے تھے۔ دھماکوں کے ساتھ ہی کمرے میں رکھی ہر چیز اور دو دونوں حرکت میں آ گئے۔

"یہ۔۔ یہ۔۔" فراست چیخنے لگا۔

"چپ رہو۔۔" سپارک غرایا تو فراست نے ہونٹ دانتوں میں دبا لیے۔ اب تھوڑی تھوڑی دیر بعد چھوٹے بڑے دھماکوں کی آواز سنائی دینے لگی تھی، جہاں جہاں کوئی جلنے، پھٹنے والا سامان تھا، وہ کام آ رہا تھا۔

"کس طرف ہے وہ ہال؟۔" سپارک نے پوچھا تو فراست نے مشرقی دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ "اوکے، یہیں رکو۔" کہتا ہوا سپارک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر دیکھا اور پھر فراست کو اشارے سے پاس بلایا، وہ جھجکتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔

"باہر رکو، میں بھی آ رہا ہوں۔" کہتا ہوا سپارک تیزی سے مشرقی دیوار کے پاس پہنچا اور آخری کونے سے ذرا پہلے، اس نے جیب سے ایک اور باکس نکال کر اس کے پیچھے لگی ٹیپ اتار کر باکس کو دیوار سے چپکایا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی وہ دروازے سے باہر تھا۔ باہر

نکلتے ہی اس نے ایک اور ریموٹ نکال کر سرخ بٹن دبایا اور ریموٹ کو کمرے میں پھینک کر فراست کو اشارہ کرکے تباہ شدہ ہال میں پہنچا۔

"وہاں بھی بم لگا دیا؟۔" فراست نے پوچھا تو سپارک نے اثبات میں سرہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ " ہر بار ریموٹ کیوں ساتھ ہی پھینک دیتے ہو؟۔" فراست نے پوچھا۔

"یہ محض ریموٹ نہیں، یہ بھی بم ہی ہیں۔ پہلے دیوار سے چپکا بم پھٹے گا، ساتھ ہی

ریموٹ والا بم۔" سپارک نے کٹی پھٹی لاشیں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اسی وقت دھماکہ ہوا، غنیمت تھی کہ وہ گارڈین کے کمرے سے دور آگئے تھے کیونکہ ہال کی طرف والی دیوار بھی اڑکر ہال میں آگری تھی، اس کے ساتھ ہی کمرے سے گردو غبار کا طوفان مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا۔ سپارک اور فراست تیزی سے دور ہٹتے چلے گئے۔

"یہ سب لوگ اس نے نہیں مارے تھے۔" بم کی کاروائی مکمل ہونے کے بعد دونوں کھڑے ہرئے تو فراست نے کہا تو سپارک اچھل پڑا۔

"کیا مطلب؟ دور سے تو سب مردے ہی محسوس ہو رہے تھے۔"

سپارک کا چہرہ زلزلے کی زد میں محسوس ہو رہا تھا، اگر سب کو نوجوان نے نہیں مارا تھا تو سپارک کے بم کا ہی شکار ہوئے تھے۔

"وہ سفاک قاتل ضرور ہے لیکن اس نے قتل عام نہیں کیا۔ اس نے سکیورٹی کے افراد کو مارا، جو ان کے ساتھ وفادار تھے ان کو مارا۔ باقی سب کو بے ہوش کیا تھا بس۔۔ پھر سب بے ہوش افراد پر قتل کئے گئے افراد کا خون مل کر انہیں بھی لاشوں میں ڈال دیا تا کہ دشمن پر ہیبت طاری ہو سکے۔" فراست نے کہتا چلا گیا اور سپارک کی آنکھوں میں افسوس جھانکنے لگا۔ "یہ سب اس کا پلان تھا۔ جزیٹر اڑا کر وہ کھلبلی مچا کر فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اسے خون کی پیاس تنگ کرتی ہے لیکن یہ جگہ بھی تنگ ہے، یہاں سے نکل کر وہ خون کی ندیاں بہائے گا۔ وہ درندوں کا شکار کرنا چاہتا ہے۔" فراست پر جیسے دیوانگی طاری ہو رہی تھی۔

"وہ کہتا ہے کہ درخت تو کٹ رہے ہیں لیکن جنگل پھیل رہا ہے، چلتے پھرتے جنگل بڑھ رہے ہیں۔ معصوم بے گھر ہو رہے ہیں، ناپید ہو رہے ہیں لیکن درندے سر اٹھا چکے ہیں، یہ درندے معصوموں کو سسک سسک کر مرتا دیکھنا پسند کرتے ہیں، یہ انہیں نوچتے ہیں، ان کا خون

چوستے ہیں۔ ان کے وجود پر پل رہے ہیں۔ وہ ان خون آشام درندوں کو اپنے ہاتھوں سے چیرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہر درندے کو چیرنے کے بعد اپنے آپ کو بھی چیر دے تاکہ معصومیت کے علاوہ کچھ باقی نہ رہے۔"

"ہوش میں آؤ۔۔" سپارک نے ڈانٹا تو فراست نے گھور کر اس کی طرف دیکھا جیسے اس کی دخل اندازی پسند نہ آئی ہو۔

"جیسے تم بم پر بم گرا رہے ہو، تم بھی اس سے کم نہیں۔" فراست پہلی بار مسکرایا تھا۔ یکلخت کھٹکے کی آواز سنائی دی تو سپارک گھوم گیا۔

"نیچے۔" کہتے ہوئے اس نے فراست کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اسے سمیت دھڑام سے زمین پر گرا، تڑتڑاہٹ کی تیزی آواز کے ساتھ ان کے اوپر سے گولیوں کی بوچھاڑ گزرتی چلی گئی، سپارک کا جسم رول ہوا، سیدھا ہوتے وہ اچھلا اور عقبی دیوار سے نمودار ہونے والے دو افراد پر گرا، انہیں لیتے ہوئے وہ دیوار کی دوسری طرف گرا۔

گرتے ہی اس کی انگلیاں اکڑتی ہوئیں ایک حملہ آور کی آنکھوں میں گھستی چلی گئیں، اس کی چیخ کے ساتھ سپارک کا بھرپور مکا دوسرے شخص کی گردن پر لگا اور اس کے منہ سے غرغراہٹ کے علاوہ کچھ نہ

نکل سکا۔ اس کی گردن کی ہڈی دوسری طرف کو ابھر گئی تھی۔

وہ تیزی سے ان دونوں کی گنیں کھینچتا ہوا ان سے الگ ہوا۔ گنیں پکڑتے اس نے کمرے میں نظر دوڑائی۔ اسے دروازے سے دور دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی وہ اندھا ہو جانے والے چیختے ہوئے شخص کو چھوڑ کر دروازے کی طرف دوڑ گیا۔ ابھی وہ دروازے سے دور ہی تھا کہ زوردار آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور مشین گن کا دہانہ کھلا، سپارک چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرتا چلا گیا، اسے اپنے وجود پر بے پناہ دباؤ محسوس ہوا اور ایک بار تو دماغ پر اندھیرا جھپٹنے لگا۔ اسے اپنی طرف بڑھتے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن اس کے وجود نے حرکت سے انکار کر دیا تھا۔

"اس کے سر میں گولی مارو، یہ اسی کی طرح کا جانور ہے۔" اسے تحکمانہ آواز سنائی دی اور پھر جیسے دماغ سن ہو گیا ہو، سارے احساسات فنا ہونے لگے۔

جیسے اس کے قدموں تلے سے زمین نکلی، لاشعوری طور پر اس کے ہاتھ میں موجود بلیڈ حرکت میں آیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ کمرے کے فرش پر، خلا کی دونوں طرف ٹِک رہا، گھوسٹ خلا میں لٹکا ہوا تھا، اس کا ایک ہاتھ بلیڈ تھامے ہوئے تھے جس کے سہارے وہ لٹک رہا تھا اور دوسرا خالی۔ اس نے پیروں کی جانب دیکھا تو اندھیرے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ وہ تیزی سے بازو کی مدد سے اوپر اٹھنے لگا تاکہ خلا بند ہونے سے پہلے نکل سکے، عام طور پر ایسے خلا خود بخود اور فوری بند ہو جاتے تھے لیکن اسے حیرت تھی کہ ایسا کیونکر نہ ممکن ہو سکا؟۔ وہ اسے غیبی مدد سمجھتے ہوئے بازوؤں کے بل پر اوپر اٹھتا چلا گیا اور سر نکال کر ہال میں دیکھا تو وہ دونوں جو اس پر گولیاں چلانے کی اداکاری کرتے ہوئے

اسے مخصوص جگہ لائے تھے، اپنے ساتھیوں کی لاشیں کھینچ کھینچ کر اکٹھی کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ اس نے باری باری دونوں ہاتھ فرش پر رکھ کر خود کو کھینچ کر باہر نکالا اور پھر انگڑائی لیتے ہوئے بلیڈ کی طرف جھکا۔ اگلے لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ان دونوں میں سے ایک کی ادھوری چیخ بھی سنائی دی ، بلیڈ اس کے کندھوں کو چیرتا ہوا دل تک پہنچ گیا تھا، اس کی چیخ سنتے ہی اس کا ساتھی جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کی پشت میں جانا مانا بلیڈ دیکھ کر وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ اس بالکل سامنے گھوسٹ کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا، گھوسٹ نے ایک ہاتھ سے اس کا سر تھاما اور دوسرا مکا برق رفتاری سے چلنے لگا جیسے اس کے پیچھے سپرنگ لگے ہوں جن کی وجہ سے مکا رک نہ رہا ہو۔ دو منٹ بھی نہ لگے ہوں گے کہ اس شخص کی ناک اور چہرے کے خدوخال، کٹے پھٹے گوشت کی صورت اختیار کر گئے اور وجود لگاتار کانپنے لگا جیسے جاڑے کا بخار بھی بیمار ہو گیا ہو۔ گھوسٹ کا چہرہ ایسے بے تاثر تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے پنچنگ بیگ پر مکے برسا رہا اچانک ہی اس نے مضروب کا سر چھوڑا تو جھٹکے کھاتا اس کا وجود پلک جھپکتے ہی کارپٹ پر گرا، گھوسٹ نے آگے بڑھ کر اس کے

ساتھی کی پشت پر پاؤں رکھ کر بے دردی سے جھٹکا مار کر بلیڈ نکالا اور گھما کر مکے کھانے والے کی پیشانی پر دے مارا، اس کی پیشانی سر سے یوں الگ ہوئی جیسے سر سے ٹوپی اتاری گئی ہو۔

"اور بھیجو۔۔" اس نے چیخ کر دیواروں کی طرف نظر گھماتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

کافی دیر تک جب دوسری طرف خاموشی رہی تو اس کا موڈ بگڑنے لگا، ٹھیک تو پہلے بھی نہیں تھا لیکن اب۔۔۔ اسی وقت دھماکے کی آواز سن کر وہ چونک گیا اور پھر یوں سر ہلایا جیسے اب یاد آیا ہو کہ وہ کیا کرتا پھر رہا ہے لیکن دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی سرر سرر کی آواز کے ساتھ ، جہاں جہاں خفیہ دروازے ظاہر ہو سکتے تھے، دھاتی چادریں گرتی چلی گئیں، چادروں نے بائیو میٹرک ڈیوائسز کو بھی کور کر لیا تھا۔ اس نے غرا کر سامنے والی چادر پر بلیڈ دے مارا جو چادر سے ٹکرا کر "منہ" کے بل فرش پر گرا۔ اس نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دو تین بار لوتھر کو آوازیں بھی دیں لیکن خاموشی ہی چھائی رہی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دو دھماکے مزید ہوئے تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

اس نے فراست کو جنریٹر اڑانے کا ضرور کہا تھا اور پہلا دھماکہ ضرور جنریٹر کا ہی تھا کہ مزید دو دھماکے؟۔ یہ اس کی سمجھ سے بالاتر کام تھا۔ وہ وحشی جانور کی طرح بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ چکر لگاتے لگاتے وہ رک کر دیواروں کو گھورتا جیسے اسے کے گھورنے سے کوئی رستہ بن سکتا ہو۔ تیسرے دھماکے پر کیا حیرت ظاہر کرتا، وہ خود اڑتا ہوا دوسری دیوار سے ٹکرایا اور پھر پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے ہی اس کی نظر اٹھی، حیرت کے مارے وہ تھم کر ہی رہ گیا، غبار تیزی سے ہال میں داخل ہوا اور جیسے غبار کو پھیلنے کے لئے جگہ ملی اور اس کی شدت کم ہوئی، اس نے دیکھا کہ گارڈین والے کمرے کی دیوار اڑ چکی تھی، نہ صرف اس طرف والی بلکہ دوسری طرف کی بھی اور دونوں ہال اس کی نظروں کے سامنے تھے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اپنا بلیڈ تلاش کرنے لگا۔ اس کا ہاتھ جیسے ہی اپنے بلیڈ سے ٹکرایا، دوسرے ہال میں گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ بلیڈ کھینچتے ہوئے دوڑا، وہ ہال میں پہنچا تو فراست زمین سے اٹھ رہا تھا، اس کے عقب میں ایک خفیہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟۔" دوڑتے دوڑتے اس نے فراست سے پوچھا۔

"وہ تمہارے ساتھی کو لے گئے۔" فراست نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر سہم کر جواب دیا۔

"میرا ساتھی؟۔" کہتا ہوا وہ اس دروازے سے گزر کر دوسری طرف چلا گیا، فراست بھی اٹھ کر اس کے پیچھے لپکا۔ اسی وقت دوبارہ گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی تو دونوں دروازے میں ہی رک گئے، دوسری طرف سے کسی کے چیخنے کی آواز بھی سنائی دی تھی۔

"اس کے سر میں گولی مارو، یہ اُسی کی طرح کا جانور ہے۔" اسے تحکمانہ آواز سنائی دی، وہ آواز پہچان گیا تھا، یہ لوتھر ہی تھا۔ اس کی زبانی اپنے بارے میں ریمارکس سن کر اس کے چہرے پر ایسے چمک ابھری جیسے میڈل مل گیا ہو۔

"یس باس۔۔" اس کے ماتحت نے کہا۔

اس نے بلیڈ ہاتھ میں تولا اور قدم اٹھایا ہی تھا کہ کھٹک کی آواز کے ساتھ چیخ سنائی دی اور پھر۔۔۔ لوتھر کی "اوہ۔۔" نے اسے کچھ سمجھنے پر مجبور کر دیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم فرش پر جم گئے، اس کے پیچھے فراست اندر داخل ہوا اور وہ بھی وہیں کا وہیں تھم گیا۔

ایک سیاہ لباس والا شخص گن کو نال سے ہاتھوں میں پکڑے، اس کے دستے سے لوتھر کے تین ساتھیوں پر چڑھ دوڑا تھا۔ اس نے پہلا وار خود پر گن تاننے والے شخص کے گھٹنے پر کیا تھا، دوسرا وار اس کے جھکے ہوئے سر پر اور سر پھٹ گیا۔

وہ شخص اچھلا اور لوتھر کے منہ پر دستہ مارتے ہوئے مڑا، مڑتے ہی اس نے پنکھے کی طرح مشین گن کو سر سے بلند کر کے گھمایا، ساتھ ہی دو تین قدم دائیں بائیں ہوا اور دو افراد چیختے ہوئے دیوار سے جا ٹکرائے، اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا، مشین گن سیدھی ہوئی، اس کا دہانہ کھلتے ہی دیوار سے ٹکرانے والے دونوں افراد کے منہ بھی کھل گئے اور چیخوں کے ساتھ ہی ناچتے ہوئے دوبارہ دیوار سے ٹکراتے، لہراتے زمین پر گرتے چلے گئے۔

اُدھر لوتھر، جو منہ پر دستہ کھا کر ایک قدم پیچھے ہٹا تھا، بھاگنے کو ہی تھا کہ گھوسٹ نے دیکھ لیا، اس نے نفرت سے ہونٹ سکیڑتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔

اسی وقت گولی چلنے کی آواز سنائی دی اور لوتھر چیخ مار کر منہ کے بل زمین پر آ رہا، یہ گولی سپارک نے چلائی تھی مگر دشمن پر حملہ آور سپارک، اس

گھوسٹ کو دیکھ نہ پایا تھا، اپنے عقب میں دوڑتے قدموں کی آواز سن کر وہ بیٹھا اور پھر الٹی قلابازی مارتے ہوئے اس کی دونوں پیر جڑے، اور دروازے کی طرف بڑھتے گھوسٹ کے سینے سے ٹکرائے، وہ غرا کر اڑتا ہوا عقبی دیوار سے جا ٹکرایا، بلیڈ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا۔ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور گھوسٹ نے اسے گھور کر دیکھا جبکہ سپارک اسے دیکھتے ہی ٹھٹک گیا۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی تھی۔

"تم۔۔"

"تمہاری وجہ سے لوتھر میرے ہاتھ سے نکل گیا۔" گھوسٹ نے غرا کر سپارک کی بات کاٹتے ہوئے کہا، وہ سپارک پر نظریں جمائے اپنے بلیڈ کی طرف جھک گیا تھا۔

"اسے بھی پکڑ لیں گے۔" سپارک نے ٹھنڈے لہجے میں کہا، اس کا ہاتھ پہلو پر تھا، جہاں شاید گولی لگی تھی۔

"پکڑ لیں گے؟ تم ہو کون؟" گھوسٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا، وہ اپنا بلیڈ اٹھا کر اسے ہاتھ میں تول رہا تھا۔

"میں تمہارا ساتھی ہوں، تمہیں یہاں سے لے جانے آیا ہوں۔"

سپارک نے کہا۔

"ابھی نہیں، تم انتظار کرو، پہلے میں شکار کھیلوں گا، پھر تم سے بات ہو گی۔" گھوسٹ نے کہا اور پھر سپارک کی طرف بڑھا کیونکہ وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر سپارک چپ چاپ ایک طرف ہٹ گیا اور گھوسٹ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے دروازے سے نکلنے لگا۔

"سنو۔" سپارک کے آواز میں کمزوری کی آمیزش تھی، اس کی آواز سن کر گھوسٹ رک گیا۔

"میں نے حکومت کو اس اڈے کی خبر دے دی ہے، اب کاشن بھی دے چکا ہوں، وہ لوگ مختلف رستوں سے اڈے میں داخل ہوں گے اور ہر شخص کو قید کر لیں گے۔" سپارک نے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"تو؟ میں جب تک حرکت کر سکتا ہوں، خون میں کھیلنا پسند کروں گا۔" گھوسٹ نے لاپرواہی سے کہا۔

"اس طرح تمہارا مقصد فوت ہو جائے گا۔" سپارک نے کہا۔

"کون سا مقصد؟۔" گھوسٹ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"بھول کیسے سکتے ہو تم؟۔ ہم اس دنیا کو درندوں سے پاک کر کے اپنی قربانی دینا چاہتے ہیں، اس اڈے سے باہر ان سے بھی بڑے درندے ہیں، ان کا باس یہاں سے بہت دور بیٹھا معصوموں کا شکار کھیل رہا ہے۔" سپارک نے گہرے سانس لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"گارڈین۔۔" گھوسٹ غرایا، اس کے تصور میں لیپ ٹاپ میں سامنے آنی والی تصویر ابھر آئی۔

"ہم ایک ہی ٹیم میں ہیں۔ ہمارا ایک ہی مقصد ہے، ابھی یہاں سے نکل چلو، اصل درندے کو ختم کریں گے پھر خود کو۔" سپارک نے کہا۔ اس کے ہاتھ سے گن نکل گئی تھی اور ہاتھ فرش پر ٹیکے مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اس کے پہلو سے بہنے والا خون فرش پر نظر آنے لگا تھا۔

"اوہ، تم زخمی ہو دوست۔۔۔۔" گھوسٹ نے پہلی بار نرم لہجے میں کہا تو سپارک کی آنکھوں میں امید کی کرن نظر آئی۔

"میری جیب میں ایک ٹریکر ہے، یہ تمہیں رستہ بتائے گا کہ کہاں سے نکلنا ہے، جلدی کرو۔" سپارک نے کہا تو نوجوان سر ہلاتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

"یہ پکڑو۔" اس نے فراست کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

خود وہ تیزی سے سپارک کی طرف بڑھا جو اس وقت حواس سے بیگانہ ہو رہا تھا۔ گھوسٹ نے اسے لٹایا اور پھر پہلو سے جیکٹ اور شرٹ ہٹا کر دیکھا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے حیرت سے سپارک کے چہرے کی طرف دیکھا، پھر پہلو کو دیکھا۔

"اسے دو گولیاں لگی ہیں۔ تم کیسے جانتے ہو اسے؟۔" گھوسٹ فراست کی طرف مڑا تو فراست نے اب تک پیش آنے والے سارے واقعات اختصار کے ساتھ بتا دیئے۔

"تو یہ واقعی میرے لئے آیا ہے؟۔" گھوسٹ کے چہرے پر عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔ "میرے لئے گولیاں کھائی ہیں۔ فراست، ہمیں نکلنا ہو گا اب۔" سپارک کو لٹا کر گھوسٹ نے آس پاس دیکھا، اپنے عقب میں حرکت محسوس کر کے وہ برق رفتاری سے پلٹا مگر زخمی لوتھر کو اپنا وجود گھسیٹتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر "قاتلانہ" مسکراہٹ ابھر آئی۔

"میں ابھی آیا دوست۔۔" اس نے آنکھیں موند کر لیٹے سپارک سے کہا اور مشین گن اٹھا کر لوتھر کی طرف بڑھ گیا۔ لوتھر کے پاس پہنچتے ہی

اس نے لوتھر کی پنڈلی پر، جہاں سپارک نے گولی ماری تھی، پاؤں رکھ کر دبایا تو لوتھر تڑپ کر چیخا۔

"مم۔ مجھے گولی۔ مم۔۔ مت۔ مارنا۔"

"گولی ویسے بھی نہیں ماروں گا ۔" گھوسٹ غرایا اور مشین گن کو نال سے پکڑ کر لوتھر کے چہرے کے سامنے لہرایا۔ "جب لکڑی کام کر سکتی ہے تو مشینوں کی کیا ضرورت۔" کہتے ہوئے اس نے مشین گن کا دستہ لوتھر کے منہ پر دے مارا اور پھر اس کا ہاتھ تب تک نہ رکا جب اس کے دوست (سپارک) نے آخری بار پوری قوت سے چیخ کر اسے پکارا۔

تب تک لوتھر کا چہرہ "لوتھڑا" بن چکا تھا اور گھوسٹ کے چہرے پر خون کے چھینٹوں کے علاوہ بے انتہا سکون۔

حصہ دوم

ڈرونز

پاکسٹیٹ کے وزیرِ دفاع حسن امیر اس وقت اپنے سٹڈی روم میں موجود تھے، ان کے سامنے فائلوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ حسن امیر درمیانے قد کے صحتمند شخص تھے۔ بالوں میں سفیدی غالب آ رہی تھی۔ مزاج کے ٹھنڈے ضرور تھے لیکن جب تک بات دل کو نہ لگتی تھی تب تک ان کے لئے کانٹے کی حیثیت رکھتی تھی جس وجہ سے بعض اوقات وہ الٹا سیدھا بول یا کر جاتے تھے لیکن انہیں جاننے والے ان کی حب الوطنی اور ملک کے لئے سر توڑ محنت کی قدر کرتے ہوئے ان یہ خامی نظر انداز کر جاتے تھے۔ ان کی اس ایک خامی کو، جو کبھی کبھار مشکل حالات بھی پیدا کر دیتی تھی، پسِ پشت ڈال کر انہیں اس اہم عہدے پر بٹھایا گیا تھا کیونکہ وہ اس کے اہل بھی تھے۔ وہ راتوں کو جاگ کر بھی دفاع

پراجیکٹس میں سر کھپاتے رہتے تھے، اس وقت بھی یہی حالت تھی کہ وہ کھٹکا سن کر چونک گئے۔

انہوں نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا جو کہ بدستور بند تھا۔ وہ چند لمحے دروازے کو گھورتے رہے جیسے دروازے کے اس پار بھی دیکھ رہے ہوں اور پھر سر جھٹک کر وہم کو چار سناتے ہوئے دوبارہ فائل میں ڈوبنے کے لئے پر تولنے لگے۔ فائل پر نظریں جمائے ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہو گا کہ پھر سے کھٹکا ہوا اور اس بار آواز کافی اونچی تھی۔

"کون ہے بھئی؟۔" انہوں نے اونچی آواز مگر ناگوار لہجے میں پوچھا لیکن جواب ندارد۔ انہوں نے دوبارہ آواز دی اور جواب نہ پا کر انہوں نے طویل سانس خارج کیا اور کرسی کے بازوؤں کا سہارا لیتے ہوئے کھڑے ہوئے۔

"ہزار بار منع کیا ہے کہ ڈسٹربنس نہیں ہونی چاہیے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔ سٹڈی روم، ان کے بیڈ روم سے ملحقہ ہی تھا، دروازہ کھول کر انہوں نے قدم اٹھایا ہی تھا کہ ایک پسٹل کی نال بے تابی سے ان کے سینے سے آ لگی جیسے برسوں کی بچھڑی ہوئی ہو۔

"واپس اندر چلو ورنہ گولی اندر چلی جائے گی۔" کسی نے ریوالور پر دباؤ ڈالتے ہوئے سرگوشی کی۔

"تت۔۔ تم اندر کیسے؟۔"

"منہ بند اور اندر چلو۔" کسی نے اس بار انہوں دھکا دیتے ہوئے کہا اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو دوڑتے چلے گئے۔ یہ تو خیر ہوئی کہ وہ سنبھل گئے ورنہ گر ہی گئے ہوتے۔ سنبھلتے ہی انہوں نے سامنے دیکھا۔ سٹڈی روم کا دروازہ بند ہو چکا تھا اور ایک سیاہ پوش ان کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

"کرسی پر وزیر صاحب۔" اس نے زہریلے لہجے میں پسٹل سے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا چاہتے ہو؟۔" حسن امیر تھوک نگل کر رہ گئے۔

"فی الحال تو یہی چاہتا ہوں کہ تم بیٹھ جاؤ۔" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو حسن امیر یوں تیزی سے کرسی پر گرے جیسے موت کا فرشتہ دیکھ لیا ہو۔

نقاب پوش انہیں نظر انداز کر کے سٹڈی روم کو دیکھنے لگا جیسے آیا ہی کمرہ دیکھنے ہو۔ سٹڈی روم کا جائزہ لینے کے بعد وہ حسن امیر کی طرف پلٹا اور فائلوں پر نظر پڑی تو چونک کر ان کی طرف بڑھا۔

"خبر دار، فائلوں کو چھونے سے پہلے تمہیں مجھ سے نپٹنا ہو گا۔" اچانک حسن امیر کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"موت آئی ہے کیا؟۔ بیٹھ جائیں حسن صاحب۔" اس نے پسٹل تانتے ہوئے کہا۔

"فائلوں کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا۔" بجائے کرسی پر بیٹھنے کے وہ تیزی سے اس شخص اور میز کے درمیان آ رکے۔ نقاب پوش بھی ٹھٹک گیا۔

"ابھی تو پسٹل دیکھ کر میمنے کی طرح ہکلانے لگے تھے، یہ یکلخت سوپر مین کیسے بن گئے؟۔" نقاب پوش نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچے؟۔" حسن امیر نے سنجیدگی سے پوچھا، وہ اب کافی حد تک سنبھلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" نقاب پوش نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"سوری، میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا، جو کہنا ہے کہہ ڈالو۔" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"حیرت ہے، ایک طرف تو تمہارے بھائی بند چار پیسوں کی خاطر ملک بیچ رہے ہیں دوسری طرف تمہارے جیسے لوگ ہیں جو چند ایک کاغذات کی خاطر موت کے سامنے ڈٹ جاتے ہو۔" نقاب پوش نے

پسٹل والا ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"میرا کسی سے کیا سروکار، تم اپنی بات کرو۔" انھوں نے لاپرواہی سے کہا۔

"سنا ہے پراجیکٹ عقاب کی فائل چوری ہو گئی ہے تمہارے دفتر سے۔" نقاب پوش نے کہا تو حسن امیر کو جھٹکا لگا۔ ان کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔

"تت۔ تمہیں کیسے پتہ؟۔"

"مجھے نہیں تو کسے پتہ ہو گا بھلا، ارے میں نے ہی تو چرائی ہے۔" نقاب پوش نے دبا دبا قہقہہ لگایا تو حسن امیر کا جیسے کسی نے pause کا بٹن ہی دبا دیا ہو۔ وہ انسان کی بجائے پتلا محسوس ہونے لگے تھے جو معمولی سی حرکت کرنے سے بھی معذور ہو۔ ان کی حیرت بجا تھی، چور ان کے سامنے خود چوری کا اعتراف کر رہا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ اس وقت کوئی بھی ان کے کمرے کے آس پاس نہ ہو گا کہ مکالمہ بازی سن کر اس طرف کو آئے، کوئی گواہ بن سکے۔ الٹا انہیں شک تھا کہ شاید نووارد ان کے ملازموں پر ہاتھ صاف کر آیا ہو گا، لیکن اتنے محافظ، لان میں گھومنے والے کتے اور بنگلے کے اندر کے ملازمین۔۔ سب کو کیسے؟۔۔

فائل کا چور ان کے سامنے کھڑا تھا جس کے لئے انٹیلی جنس ہر کنویں میں بانس ڈالنے کے بعد نئے بانس منگوانے کے فراق میں تھی۔

"تت۔۔ تم۔۔۔ تم۔ پراجیکٹ عقاب۔۔"

"دیکھا، تم پھر ہکلانے لگے اور اگر میں فائلوں کی طرف بڑھا تو پھر شیر ہو جاؤ گے۔" اس نے ایک قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو حسن امیر جیسے ہوش کے دائرے میں داخل ہوئے، ان کا جسم دوبارہ تن گیا۔

"یہی تو میں کہہ رہا تھا۔" اس نے دبا دبا قہقہہ لگایا۔ "اب سنجیدگی سے میری بات سنو۔ ایک فائل کی چوری سے تم میری مہارت اور رسائی کے گواہ ہو۔ اسی طرح میں تمہارے بہت سے اداروں کے رازوں میں شریک ہونے کے قابل بن چکا ہو۔ میری ایک آواز پر تمہارے گھناؤنے راز شہریوں کے سامنے ہوں گے، تمہارے اداروں کے سیاسی راز، سیاسی فیصلے، وہ فیصلے جن سے عوام مشتعل ہو سکتی ہے، جن سے مار دھاڑ ہو سکتی ہے ، میری ایک آواز سے سامنے آسکتے ہیں۔ تم اور تمہارے ادارے کبھی جان بھی نہیں سکیں گے کہ کس نے، کیسے اور کیوں یہ سب کر دیا؟۔ میں تمہارا دفاع تمہاری ہی مدد سے برباد کر سکتا ہوں۔ میں تمہارے اداروں کی مدد سے تمہارے سربراہوں کو مروا

سکتا ہوں۔ یہ جو فائلیں تم مجھ سے بچا رہے ہو، میں چاہوں تو تم خود مجھے ہدیہ کرو۔"

"بکواس بند کرو اپنی۔" حسن امیر کی برداشت شاید جواب دے گئی تھی۔

"میں وہ ہوں جس کا انسانیت کو برسوں سے انتظار تھا، میں تم سب کی رگوں میں دوڑنے والا ہوں، جسے چاہوں موت سے ہمکنار کروں گا، جس سے جو چاہا چھین لوں گا۔"

نقاب پوش جیسے کہیں دور سے بول رہا تھا۔ اس کی آواز پر سکون تھی لیکن اس کی باتیں سن سن کر حسن امیر کے جسم میں چیونٹیاں رینگنے لگی تھیں، ان پر عجیب سی گھبراہٹ طاری ہو رہی تھی، انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی پاگل کے ساتھ پنجرے میں بند ہو گئے ہوں۔

"میں وہ چابی ہوں جو سارے تالوں میں سے یوں گزر جائے گی جیسے سوراخ میں سے ہوا۔ تم لوگ اسی زعم میں رہو گے کہ سب مقفل ہے اور میں سوراخوں میں سے تمہارے راز، تمہارا دفاع، تمہارا سکون اور تمہارا ملک لے اڑوں گا۔"

"دفع ہو جاؤ پاگل انسان۔"

حسن امیر حلق کے بل چیخے۔ ان کے چیخنے میں ان کی گھبراہٹ کے علاوہ ایک موہوم سے امید تھی کہ کوئی ملازم ان کی آواز سن کر وہاں پہنچ جائے اور اس پاگل سے چھٹکارہ پا سکیں۔ ادھر وہ پاگل اچانک چپ ہو گیا تھا۔

"میں بھی کس جاہل سے بات کر رہا ہوں۔" وہ سر جھٹک کر بڑبڑایا۔" سنو، مجھے تمہاری ایٹمی تنصیبات پر مبنی فائل چاہیے ورنہ۔۔ورنہ ایک ایک کر کے ہر شخص مرے گا، ایک ایک کر کے۔" وہ چبا چبا کر لفظ اگلنے لگا۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟۔" حسن امیر بدستور غصے میں تھے۔

"میرا دماغ ہی تو ٹھیک ہے۔ ہاہاہاہا۔ باقی سب کے خراب ہیں اور جن کو لگتا ہے کہ ان کے دماغ ٹھیک ہیں اصل میں انہی کے خراب ہوتے ہیں۔" وہ ہذیانی انداز میں کھل کر قہقہے لگانے لگا اور حسن امیر کو یقین ہو گیا کہ وہ کوئی دیوانہ ہی ہے۔

" تمہیں لگ رہا ہو گا کہ میں پاگل ہوں، ٹھیک سمجھے۔ اگر میری بات نہ مانی گئی تو میرا پاگل پن تم دیکھ ہی لو گے۔" دھاڑتے ہوئے وہ حسن امیر سے ٹکرایا اور انہیں لیتا ہوا میز سمیت دوسری طرف جا گرا، حسن امیر

کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی، نقاب پوش نے پسٹل کی نال ان کے منہ میں گھسیڑ دی۔

"میری پیشکش پر غور کرو، فائل مجھے دو، جان بچاؤ اور ملک چلاؤ تم سب لوگ، ورنہ زلیل ہو کر مرو گے۔ تمہارے اپنے ہی تمہیں مار ڈالیں گے۔" اس نے حسن امیر کے چہرے پر جھکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ان سے الگ ہوا۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر دبانے لگے، ان کا چہرہ تکلیف کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔

"چلو میرے ساتھ، ایک نمونہ دکھاؤں تمہیں۔" اس نے پسٹل سے حسن امیر کو اشارہ کیا تو وہ چونک گئے، وہ خود انہیں باہر لے جا رہا تھا، ان کے پاس موقع تھا کہ ملازمین کے ہاتھوں اس پکڑا سکیں، یہ سوچتے ہی انہوں نے قدم بڑھایا۔ آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ سٹڈی سے نکل کر بیڈروم اور وہاں سے راہداری میں نکلنے۔ راہداری بالکل خالی تھی۔ وہ چلتے ہوئے ہال میں پہنچے، وہاں پہنچتے ہی حسن امیر کے قدم جیسے فرش سے لپٹ کر رہ گئے۔ ان کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ انہوں نے ہال کی طرف اور پھر نقاب پوش کی طرف دیکھا۔

"میرا نام یاد رکھنا، گارڈین۔ میں تم سب کو گود لے کر تمہارا ابھی

گارڈین بنو گا، ہاہاہا۔" وہ ان کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے قہقہے لگانے لگا، حسن امیر کی زبان جیسے تالو سے چمٹ چکی تھی۔

"ابھی باہر اور بھی نظارے ہیں۔" نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن حسن امیر کا دماغ تو سائیں سائیں کر رہا تھا۔ انہوں نے دوبارہ ہال میں نظر دوڑائی۔ ان کے ملازمین ٹی وی لگائے، صوفوں پر لیٹے انگریزی فلم دیکھ رہے تھے۔ حسن امیر اور نقاب پوش کے آنے پر انہوں نے سر موڑ کر دونوں کو دیکھا اور پھر ٹی وی کی سکرین پر متوجہ ہو گئے جیسے ان کی اوقات مچھر برابر بھی نہ ہو۔

"اا۔۔اسلم۔۔تت۔تم لوگ کیا۔۔" ان کے منہ سے بمشکل ہی الفاظ نکلے تھے۔ اسلم نامی ملازم نے مڑ کر ناگواری سے ان کی طرف دیکھا اور پھر باہر کی طرف اشارہ کیا، جیسے کہہ رہا ہوں کہ منہ بند کر کے باہر نکل جاؤ۔

"مالک تمہیں باہر نکلنے کا کہہ رہے ہیں۔" نقاب پوش نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا تو حسن امیر میکانکی انداز میں خارجی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے سے نکل کر وہ لان میں پہنچے تو نقاب پوش نے سیٹی بجائی۔ اسی وقت دور سے دو شخص دوڑتے ہوئے

ان کی طرف بڑھتے ہوئے آئے۔ پاس آتے ہی انہوں ایڑیاں بجائیں اور نقاب پوش کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یس سر۔" انہوں نے نقاب پوش سے پوچھا اور حسن امیر کا دماغ چکرا گیا، وہ لہرائے اور دھڑام سے زمین پر گرے۔

"ہاہاہاہاہاہاہا۔۔" ابھی تو بہت کچھ باقی تھا۔" نقاب پوش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جبکہ حسن امیر کا سکیورٹی سٹاف چپ چاپ کھڑا تھا۔

"اسے اندر بیڈ روم میں لٹا کر باندھ دو، خبر دار، رات کو کوئی بھی اس کی نہ سنے۔" اس نے محافظوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" دونوں نے سلام کرتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ کر حسن امیر کو یوں اٹھایا جیسے وہ مردہ جانور ہوں اور تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

نواز پبلک سیکریٹریٹ کی پارکنگ میں چمکتی ہوئی سفید کار رکی۔ کار کی نمبر پلیٹ کا رنگ اس کے سرکاری ہونے کی چغلی کر رہا تھا۔ ڈرائیور پھرتی سے نکلا اور دوسری طرف کا دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر سنجیدہ شخصیت بر آمد ہوئی۔ سر کے بال اڑنے کے قریب تھے، تنومند وجود اور درمیانہ قد۔ چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور آنکھوں میں نظر آنے والی نرمی میں انیس بیس کا فرق محسوس کیا جا سکتا تھا۔ وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس، کوٹ کا بٹن لگاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ پر شکوہ عمارت کو دیکھ کر اس کی طبیعت میں بے چینی پیدا ہونے لگی اور اس کا سر لاشعوری طور پر انکار میں ہلنے لگا، ساتھ ہی ساتھ سنجیدگی کی تہہ گہری ہوتی چلی گئی۔

"اس طرف جناب۔۔" ایک کمرے سے جن کی طرح نمودار ہونے والے ملازم نے مسکرانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

وہ شخص کوئی جواب دیئے بغیر اس کمرے میں گھس گیا جس کی طرف ملازم نے اشارہ کیا تھا۔ اس کے عقب میں اسی ملازم نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ کمرے کی شمالی دیوار کے ساتھ نفیس مگر مہنگے صوفے اس کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے البتہ صوفوں پر تشریف فرما افراد اسے عجیب سی نظروں سے گھورنے میں مصروف نظر آ رہے تھے، ان میں سے ایک نوجوان جلدی سے کھڑا ہوا۔

"آیئے خالد صاحب۔۔ آیئے۔" نوجوان نے نووارد کو ایک صوفہ کی طرف بلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ عدیل صاحب۔" خالد نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا اور پھر اس صوفہ کی طرف بڑھ گیا۔ عدیل نے سائیڈ تپائی پر رکھا نفیس سا بٹن دبا دیا۔

"یہ ہیں ہمارے خالد صاحب، کسٹم کے اعلی افسر۔" نوجوان کے قریب بیٹھے ادھیڑ عمر نے مسکرا کر خالد کا تعارف باقی حاضرین سے کروایا۔ "اور

خالد صاحب، ان سے ملئے، یہ مسٹر نِک، اکرام صاحب اور ان کے ساتھی۔"

"شکریہ نواز صاحب، یہ میٹنگ آپ کی محنت کا ہی ثمر ہے۔" نِک نامی غیر ملکی نے روانی سے اردو میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ذرہ نوازی ہے آپ کی ورنہ ملنے والوں کو کون روک سکتا ہے۔" نواز نے کھیسیں نکالتے ہوئے کہا۔

"سیاسی افراد ہی ملکی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔" نِک کے ساتھی اکرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ملکی تباہی کا بھی۔" خالد بھی مسکرایا تو نواز کی مسکراہٹ گہری ہو گئی جیسے اس نے بات سے لطف اٹھایا ہو جبکہ باقیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"درست کہہ رہے ہیں آپ خالد صاحب۔ اب دیکھئے ہم ایک ایسے کام کی پیشکش کر رہے ہیں جس سے ملک کی ترقی بھی ہے اور آپ کی بھی۔" نواز نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں؟۔"

"آپ سمجھیں گے کیسے جب بغیر کچھ بتائے بلوائے گئے ہیں۔" عدیل نے کہا۔

"بیٹا، تم چپ رہو۔" نواز نے عدیل کو ڈانٹ دیا۔ "ابھی تک خالد صاحب کے لئے چائے نہیں آئی۔"

"ان کے آتے ہی میں نے آرڈر کر دی ہے۔" عدیل نے تپائی پر پڑے بٹن سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نواز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"خالد صاحب، مسٹر نِک کا کچھ سامان کسٹم کلیئر کروانا ہے۔" نواز نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کروائیں، روکا کس نے، ہمارا تو کام ہی سامان کلئیر کرنا ہوتا ہے۔" خالد کے چہرے پر مسکراہٹ ہی تھی۔

"لیکن یہ سامان چیکنگ کے بغیر کلئیر کروانا ہے۔" نواز نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا جیسے بات میں وزن پیدا کرنا چاہ رہا ہو۔

"اس کی کیا وجہ ہے؟۔" خالد نے چونک کر پوچھا۔

"وجہ کوئی خاص نہیں، بس ہم نہیں چاہتے کہ یہ بات پھیل جائے۔" اکرام نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہے کیا کہ بات نہ پھیل جائے؟۔" خالد نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"ارے کچھ عام سا سامان ہے یار۔" نواز نے چڑ کر کہا۔ "کچھ بھی ہو ہمیں تو ترقی سے مطلب ہے۔" اس پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"نواز صاحب، ہمارے ادارے میں آپ کے بہت سے پر خلوص دوست ہیں پھر اس مہربانی کے لئے مجھے ہی کیوں چُنا گیا ہے۔" خالد نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ سے بھی تعارف ہو ہی جائے، کیا برائی ہے کہ ہم بھی پر خلوص دوست بن جائیں۔" نواز نے کہا۔

"مسٹر نِک، جب تک سامان کی نوعیت معلوم نہ ہو، میں کچھ نہیں کر سکتا۔" خالد نے اس بار نِک کی طرف دیکھتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا

، اُس کے اِس کے انداز سے نواز کا مزاج بگڑنے لگا۔

"مسٹر نواز۔" نِک نے مدد طلب نظروں سے نواز کی طرف دیکھا۔

"خالد صاحب، ہم سگریٹ بھیجنا چاہ رہے ہیں، بہت بڑی کھیپ ہے۔" نواز نے کہا۔

"سگریٹ، پھر تو آپ نے مجھے بلوا کر غلطی کی ہے، یہ کام میں نہیں دیکھتا، میرا کام آئی ٹی کی چیزوں سے متعلق ہے۔" خالد نے جلدی سے کہا تو نواز نے قہقہہ لگایا۔

"اجی آئی ٹی سے تھا، آج شام سے آپ بھی اسی شعبے میں جائیں گے جہاں سے ہم مال نکالنا چاہتے ہیں۔" نواز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تبادلے کی خبر مجھ سے پہلے آپ تک۔۔۔"

"بہت کچھ ممکن ہے، ہاتھ تو بڑھائیں ہماری طرف۔ آئی ٹی میں آپ کما ہی کیا رہے تھے، اصل کمائی تو اب شروع ہو گی۔" نواز نے کہا۔

"ان سگریٹوں میں ایسی کیا بات ہے کہ کھل کر اس طرح مجھے پیشکش دے رہے ہیں آپ۔" خالد نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"سگریٹوں میں تو تمباکو ہی ہوتا ہے۔" اکرام نے کہا۔

"اور تمباکو کے لئے کسی سفارش یا رشوت کی ضرورت نہیں، کیا ایسا ہے کہ اس میں تمباکو کے علاوہ کچھ ہو؟۔" خالد نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں خالد صاحب، سب میں تمباکو ہی ہے، آپ بس ڈیل کریں ہمارے ساتھ۔" نواز نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری نواز صاحب، جب تک مجھے مکمل معلومات نہیں ہوں گی، میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔" خالد نے کہا تو نِک اور اکرام نے نواز کی طرف دیکھا جو خود کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"دیکھو خالد، معاملے کی نزاکت سمجھو، ہم سب کا بھلا اسی میں ہے کہ تم بات مان جاؤ۔" نواز نے کہا۔

"نواز صاحب، آپ جس درجے کے سیاسی لیڈر ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھیل بھی بڑا ہے، اس میں اگر کمائی زیادہ ہے تو رسوائی بھی بہت ہو گی اور یقیناً یہ رسوائی صرف مجھ تک محدود نہیں رہے گی، اس میں ملک بھی شامل ہو گا۔" خالد نے کہا۔

"بات کو سمجھو، تم پہلی بار تو ایسا کام نہیں کر رہے۔" نواز نے آگے جھکتے ہوئے کہا۔

"جانتا ہوں، میرے ہاتھ پہلے بھی صاف نہیں لیکن جو بھی غلط کام کیا ہے اس کے بارے میں آگاہی رکھتا ہوں۔ میں نے آج تک ایسے کسی کام میں حصہ نہیں لیا جس کی وجہ سے ملک کی بدنامی ہو۔ مجھے شک ہے کہ آپ جس کام کا کہہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے کہ ملک کی بدنامی ہو سکتی ہے۔"

"ایسا کیوں لگتا ہے تمہیں کہ یہ کام ملک کی بدنامی کا باعث ہو گا؟" نواز نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"آج کل حالات کچھ ایسے ہی چل رہے ہیں، کوئی نیا نشہ ہے جو مارکیٹ میں عام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور افواہ کی حد تک یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ وہ نشہ ہمارے ملک میں ہی تیار کیا جا رہا ہے۔" خالد نے کہا تو نواز سمیت تمام لوگ چونک گئے، صرف عدیل کے چہرے پر حیرت ظاہر ہوئی جیسے وہ اس بات سے واقف نہ ہو۔

"خالد صاحب کافی باخبر محسوس ہوتے ہیں۔" نِک نے بے چینی سے

پہلو بدلا۔

"ہماری فیلڈ ہی ایسی ہے کہ بہت سے معاملات سے آگاہی رکھنی پڑتی ہے۔" خالد مسکرایا۔

"میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا اس سلسلے سے کوئی تعلق نہیں۔" نِک نے کہا۔

"تو پھر کس سلسلے سے ہے؟۔" خالد نے پوچھا تو نک نے نواز کی طرف دیکھا۔

"اگر ہم آپ کو مال کا معائنہ کروا دیں تو؟۔" نواز نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا تو نک نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا لیکن نواز، خالد کی طرف متوجہ تھا۔

"پہلے بھی معائنہ کیا جائے گا اور جس دن مال بھیجا اس دن بھی۔" خالد نے کہا۔

"اور اگر اس سے ملکی بدنامی نہ ہوتی ہوئی تو تم مال کو اوکے قرار دو گے بغیر کاغذی جانچ پڑتال کے۔" نواز نے تصدیق طلب انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔ اور اس کام کی قیمت مال کا پہلی بار معائنہ کرنے کے بعد بتاؤں گا۔" خالد نے کہا۔

"ٹھیک ہے، ہمیں منظور ہے۔" نواز نے کہا۔

خالد نے گفتگو کے دوران آئی چائے کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور بات طے ہونے کے بعد وہ فوری اٹھ گیا تھا، اس کے نکلتے ہی عدیل کو بھی باہر بھیج دیا اور پھر نِک اور اس کے ساتھی نواز پر برس پڑے۔

"ہم اسے معائنہ کیسے کروا سکتے ہیں؟۔ یہ کیا معاہدہ کر لیا آپ نے؟۔"

"رکو ذرا۔۔۔" نواز نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا، اسی وقت انٹر کام کی گھنٹی بجی اور اس نے مسکراتے ہوئے ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔۔"

"کام ہو گیا سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔" نواز نے کہا اور ریسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے سب کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسی کام کے لئے پیدا ہوا ہو۔

"کیا؟۔" نِک نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"خالد اس وقت ساتھ والے کمرے میں بندھا ہوا ہے، چلو، دیکھیں تو کہ اس تک نئے نشے کی بات کیسے پہنچی۔" نواز نے دانت نکوستے ہوئے کہا تو باقی سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئ اور انہوں نے خوشگوار حیرت سے نواز کو دیکھا۔

"اس کمرے میں کوئی ہنگامہ مجھے پسند نہیں اس وجہ سے خالد کو ٹال دیا تھا۔" نواز نے قہقہہ لگایا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا، اس کے کھڑے ہوتے ہی باقی افراد اس کے ساتھ ہو لئے، ان کا رخ اس کمرے کی جانب تھا جہاں خالد کو رکھا گیا تھا۔

گارڈین سر جھکائے، لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا، بادی النظر یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ لیپ ٹاپ میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے بشرے پر سنجیدگی مکھیاں مارتی نظر آ رہی تھی۔ کام کرتے کرتے وہ بلاضرورت منہ چلائے جا رہا تھا جیسے چیونگم چبا رہا ہو جبکہ اس کا منہ خالی ہی تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی نے لیپ ٹاپ کے بٹنوں پر مہربانی کی ورنہ جس رفتار سے گارڈین کام میں جتا ہوا تھا، امید تھی کہ تھوڑی دیر تک بٹنوں سے دھواں ہی نکل آتا، اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔"

"باس، اڈے کے حوالے سے بہت رازداری برتی جا رہی ہے، باس لوتھر کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں مل رہی لیکن یہ ضرور بتایا جا رہا

ہے کہ بڑے پیمانے پر قتل و غارت ہوئی ہے۔ وحشت بھری خبر یہ ہے کہ ہمارے بہت سے تجربہ کار لڑاکے کٹی پھٹی حالت میں پائے گئے بلکہ اگر میں کہوں کے انہیں چیر پھاڑ کر مارا گیا ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو گارڈین کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرنے لگے۔

"کیا مطلب چیر پھاڑ کر؟ میں سمجھا نہیں۔"

"انہیں تلوار یا اس طرح کی کسی چیز سے مارا گیا۔ کسی کا سر دو حصے کیا گیا ہے، کسی کی گردن کے آرپار تلوار ماری گئی ہے، کسی کے سینے سے آرپار کی گئی، کسی کا سر اس طرح پھاڑا گیا ہے کہ بھیجہ تک باہر نکل آیا ہے، کچھ کے منہ پر مسلسل ضربیں لگا کر شکل ہی بگاڑ دی گئی ہے، کسی کی ٹانگ کاٹ ڈالی تو کسی کا بازو ہی ساتھ نہیں تو کسی کے کندھے بھی چیر ڈالے ہیں۔" دوسری طرف سے بتانے والے بتاتے ہوئے سہما ہوا تھا۔

"اوہ، ایسا جانور ۔۔" گارڈین کے منہ سے بے اختیار نکلا اور ساحر کا مسکراتا ہوا چہرہ، بطور بطوط خان اس کی معصومیت اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر گئی۔ "نہ صرف جانور بلکہ منافق بھی ہے، اوپر سے کچھ

اور اندر سے کچھ اور۔" گارڈین بڑبڑایا۔

"کچھ کہا آپ نے باس؟۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"اب کہنے کا بچا ہی کیا ہے، کوشش کرو کے لوتھر کے بارے میں کچھ جان سکو، وہی ہے جو مقامی افسران سے اصل بات نکلوا سکتا ہے ورنہ تو اڈہ گیا ہاتھ سے۔" گارڈین نے حسرت بھرے لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"بیچارے لوتھر نے کہا بھی تھا کہ بطوط خان مشکوک ہے اور میں ساحر کو معصوم اور سادہ لوح سمجھ کر وہاں چھوڑ آیا کہ میری واپسی تک پھنسا رہے، اس سے پہلے کہ میں اسے بلیک میل کرتا اس نے تو اڈے میں ہی "وائٹ واش" کر دیا۔" گارڈین بڑبڑانے لگا۔

"اب وہ سیدھا میرے پیچھے آئے گا اور مجھ تک پہنچنے کے لئے وہ تفتیش کرتا ہوا جینی تک پہنچے گا اور اس سے میرے بارے میں پوچھے گا۔" وہ خود سے ہی باتیں کرنے لگ گیا تھا۔" تو اگر میں اس کی چال کامیاب ہونے دوں تو کھیل دلچسپ ہو جائے گا، جینی بہت سے معاملات میں مشکوک ہو چکی ہے اور بیوقوف مجھ سے محبت کی وجہ سے میرے سامنے

کمزور بھی ہے، اسے چارے کے طور پر استعمال کرنا بہتر رہے گا، اس سے جان بھی چھوٹ جائے گی اور ساحر بھی الجھ جائے گا، جینی کو اپنی طرف کرنا ہوگا جیسے بھی ممکن ہو۔"

فون کی گھنٹی بجتے ہی وہ چونک گیا اور ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"یس۔۔"

"وولف بول رہا ہوں باس۔" وولف کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے؟۔"

"باس، مادام جینی پہلی رہائش گاہ کے آس پاس، مادام جینی کا سب سے قریبی شخص ڈینورس دیکھا گیا تو اسے پکڑ لیا گیا۔ اس سے پوچھ گچھ پر پتہ چلا ہے کہ مادام جینی نے اسے ہماری نگرانی کے لئے بھیجا ہے۔" وولف نے کہا تو گارڈین کی پیشانی پر بل بڑھ گئے۔

"جینی نے، کیوں؟۔ اسے کیا ضرورت یہ سب کرنے کی؟۔" گارڈین نے پوچھا۔

"اس بارے میں ڈینورس کچھ نہیں بتا رہا۔" وولف نے جواب دیا۔

"اسے چھوڑ دو، ہمارے لئے اہم نہیں۔" گارڈین نے منہ بنایا۔

"یس باس۔"

"حملہ آوروں کی کیا پوزیشن ہے اب؟۔"

"سپیشل لیب میں پہنچ چکے ہیں وہ سب۔" وولف نے کہا۔

"اوکے، گڈ۔ ڈاکٹر سے کہو کے ان کا چیک اپ کرتا رہے، ضروری ہو تو مجھے رپورٹ دے۔" گارڈین نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"یہ جینی کو کیا مسئلہ ہے کہ نگرانی کروانے لگی؟۔" وہ سوچ میں ڈوبتے ہوئے بڑبڑایا۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے خلاف کچھ سوچ یا کر رہی ہو؟۔" وہ چونک کر سوچوں سے نکلا ہی تھا کہ دوبارہ فون کی گھنٹی بجی تو اس نے کھا جانے والی نظروں سے سیٹ کو دیکھا۔

"کیا ہے؟۔" ریسیور اٹھاتے ہی اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بب۔ باس۔" اس کا لہجہ سن کر دوسری طرف موجود شخص گھبرا گیا۔

"کیا ہوا؟۔" گارڈین قہقہہ لگاتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔

"باس، وزیرِ دفاع نے آج صدر مملکت سے وقت لیا ہے ملنے کے لئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ملنا بھی چاہیے، میں نے اسے دھمکایا ہی اتنا ہے گزشتہ رات کہ ملے بغیر سکون نہیں مل سکتا اسے۔" گارڈین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس، ہم ان کی میٹنگ کی رپورٹ حاصل نہیں کر سکیں گے کیونکہ اس صدر کے آفس میں ہوگی، وہاں تک رسائی مشکل ہے۔"

"میرے لئے وہاں تک رسائی مشکل نہیں، لیکن مجھے ضرورت نہیں کاروائی سننے کی، میں وہ کروں گا جس سے وہ ویسے ہی بوکھلا جائیں گے۔" اس نے غرا کر کہا۔

"یس باس۔"

"پراجیکٹ عقاب کی فائل انٹیلی جنس آفس پہنچا دو اور یوسف حقانی کے کیس میں جینی کلب کے ملوث ہونے پر چھوٹی سے رپورٹ بنا کر وہ بھی ساتھ چھوڑ دو۔ اس پر فواد لکھ دینا تاکہ انہیں لگے کہ ان کی ٹیم پسِ پردہ رہ کر کام کر رہی ہے۔" گارڈین نے کہا۔

"یس باس۔۔"

"یہ کام وزیرِ دفاع کی میٹنگ سے پہلے ہونا چاہیے۔" گارڈین نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر نمبر ملایا۔

"وولف بول رہا ہوں۔"

"ڈینورس کو ابھی چھوڑا تو نہیں؟۔" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"چھ۔۔ چچچھو۔۔ چھوڑ دیا باس۔" وولف اس کے لہجے سے گھبرا گیا۔

"اوکے۔" اس نے کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھتے ہی ہذیانی انداز میں قہقہے لگانے لگا۔ "ناٹی گارڈی۔" اس نے سر کے عقب میں خود ہی چپت رسید کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

نواز، نِک اور اکرام اپنے ساتھیوں سمیت اس کمرے میں پہنچ گئے تھے جہاں خالد نامی کسٹم آفیسر کو بے ہوش کر کے کرسی سے باندھا گیا تھا۔ نواز کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی لیکن نِک ابھی تک الجھا ہوا ہی تھا کیونکہ وہ جو کرنا چاہتا تھا ابھی تک اس کام کے لئے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔

"اس بے عزتی کی وجہ سے افسر کا دماغ ہی نہ الٹ جائے۔" اکرام نے بندھے ہوئے خالد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"افسر کی کوئی عزت نہیں ہوتی، خاص طور پر ایماندار افسر کی، یہ لوگ قربانی کے لئے پالے گئے بکرے ہوتے ہیں، جب ان کا وقت آجائے۔" نواز نے جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں؟۔" نِک نے الجھی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہر ادارے کو شہداء کی ضرورت ہوتی ہے، شہدا کے بدولت اداروں کی پیشانی چمکتی ہے، ایماندار افراد کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ شہید ہو سکیں اور خالد کو یہی موقع ملنے جا رہا ہے۔" نواز نے کہا تو اکرام نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میری مانو تو اسے کھول دو، اگر بات نہ مانا تو پھر بھی تمہاری ہی کوٹھی میں ہے، باندھ کر تشدد کر لینا۔" نِک نے اسے سمجھایا۔

"نرمی سے پہلے بھی بات کی تھی۔" نواز نے منہ بنایا۔

"لیکن یہ طریقہ خالد کے دل میں ہمارے لئے نفرت بھر دے گا، عین وقت پر دھوکہ دے گیا تو کیا کرو گے، ایماندار لوگ سر پھرے ہوتے ہیں۔" اکرام نے کہا۔

"اس کے گھر والوں کی سرپرائز ویڈیو بھی ہے اسے رام کرنے کے لئے۔" نواز نے انہیں یاد دہانی کروائی۔

"اسے کھول دو، ویڈیو دکھا دینا۔ نہ مانا تو پھر یہ بھی کر لیں گے۔" نِک نے

ضد کرتے ہوئے کہا تو نواز نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے اپنے ماتحت کو اشارہ کیا اور جلد ہی خالد بندشوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

"اسے ہوش میں لا کر باہر نکل جاؤ۔" نواز نے ماتحت سے کہا تو ماتحت نے ایک طرف چھوٹی میز پر رکھے پانی کے دو بڑے جگ اٹھائے اور باری باری خالد کے منہ پر یوں پانی مارا جیسے تھپڑ مار رہا ہو۔ اس "حرکت" کے بعد وہ کمرے سے نکل گیا اور دو سے تین منٹ کی خاموشی کے بعد کمرے میں خالد کی کراہ سنائی دی۔

"ہوش میں آؤ آفیسر۔" نواز نے سخت لہجے میں کہا تو خالد جو سر جھٹک کر سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا، چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"یہ کیا فضول حرکت ہے؟۔" خالد غرایا۔

"یہ فضول نہیں، فضول تو اب دیکھو گے۔" نواز مسکرایا اور مخصوص انداز میں تالی بجائی تو چند لمحوں بعد، خالد سے تھوڑی فاصلے پر، دیوار پر نصب LCD آن ہوئی۔ آن ہوتے ہی اس پر ایک ویڈیو چلنے لگی۔ جیسے جیسے ویڈیو آگے بڑھتی چلی گئی، خالد کے چہرے کے تاثرات بدلتے چلے گئے، پہلے تو شرمندگی ظاہر ہوئی اور پھر اس کا مزاج برہم محسوس ہونے

لگا جس پر نواز نے مسکراتے ہوئے دوبارہ تالی بجائی اور سکرین تاریک ہو گئی۔

"ہماری پیشکش اب بھی وہی ہے۔ مال گزر نے دو اور مال بناؤ، ہم اس ویڈیو کو بھول جائیں گے۔" نواز نے کہا۔

"مجھے امید نہیں تھی نِک کہ تم اتنی جلدی سامنے آجاؤ گے۔" چند لمحوں بعد خالد نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی نگاہوں کا مرکز نِک تھا۔

"کیا مطلب؟۔" نِک نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا کیونکہ نِک کی خالد سے یہ پہلی ملاقات تھی لیکن خالد کا انداز چغلی کھا رہا تھا کہ وہ نِک کو پہلے سے جانتا ہے۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا کہ جہاں میں مارکیٹ سنبھال لوں وہاں مت آیا کرو۔" خالد نے سخت لہجے میں کہا۔

ان کے مکالمے اور انداز کو دیکھ کر نواز اور اکرام حیرت سے دونوں کو دیکھنے تک محدود تھے، خود نِک بھی حیرت کی نالیوں میں گرتا چلا جارہا تھا۔ اسے شاید خالد میں اچانک ظاہر ہونے والی تبدیلی کی سمجھ نہیں

آ رہی تھی۔

"مسٹر خالد، میں سمجھ نہیں پا رہا کہ تم کیا بات کر رہے ہو۔" نِک نے کہا۔

"کیا تم گارڈین کو بھول گئے؟۔" خالد نے عام سے لہجے میں کہا لیکن نِک یہ نام سن کر یوں اچھلا جیسے پاؤں کڑکی میں آ گیا ہو۔

"گگ۔۔ گارڈین۔۔"

"ہاں، اس نے تمہیں منع کیا تھا کہ جہاں اس کی موجودگی ہو وہاں تم نظر نہیں آنے چاہییں۔"

"تت۔۔ تو۔۔ یہ۔ یہاں۔۔ پاک۔۔ پاکسٹیٹ میں گ۔ گگا۔۔" نِک کی بوکھلاہٹ نے نواز اور اکرام کے چہرے بھی مسخ کر دیئے تھے۔

"تمہیں موقع دے رہا ہوں، اپنے ارادے سے باز آ جاؤ، اپنا مال مجھے بیچ کر نکلتے بنو۔" خالد نے طنزیہ لہجے میں کہا تو نِک کا چہرہ سرخ ہو گیا، اس نے نواز اور اکرام کی طرف دیکھا اور پھر خالد پر متوجہ ہوا۔

"اگر میں ایسا نہ کروں تو؟۔"

"جان بھی جائے گی اور مال بھی۔" خالد غرایا۔

"تم لو گے میری جان مسٹر خالد؟۔" نِک نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا اور اسی وقت جیسے بجلی کوند گئی ہو، خالد اچھل کر کرسی سے کھڑا ہوا، کرسی تیزی رفتاری کے نئے ریکارڈ بناتے ہوئے نواز کے سینے سے ٹکرائی اور وہ چیخ کر اکرام سے ٹکرایا جبکہ خالد کا جسم گیند کی طرح سمٹ کر نِک سے ٹکرایا اور کرسی سمیت، وہ چاروں ایک ہی وقت میں دیوار سے ٹکرا کر چیختے ہوئے نیچے گرے۔ صرف خالد تھا جس کے منہ سے چیخ نہیں نکلی تھی کیونکہ دیوار سے تو نِک ٹکرایا تھا، خالد کا وجود نِک کو ڈھال بنائے ہوئے تھا۔

خالد پھرتی سے پیچھے ہٹا اور کرسی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پوری قوت سے اکرام کے سر پر، پھر نواز کے سر پر دے مارا، پچک پچک کی آواز کے ساتھ ان کے سر کھل گئے اور جسم ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اسی وقت نِک، خالد سے ٹکرایا اور اسے لیتا ہوا مخالف سمت میں دوڑتا چلا گیا، خالد نے بازو موڑ کر کہنی کی ضرب نک کی کمر پر لگائی تو اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور خالد پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی، گرفت ڈھیلی

پڑتے ہی خالد نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نِک کو یوں اٹھایا کہ نِک کی ٹانگیں آسمان کی جانب اور سر فرش کی طرف۔

"مم۔ مجھے چھوڑ دو پلیز۔۔ مم۔ مسٹر خالد۔۔ مم۔۔ مجھے۔۔ چھچھ۔۔"

"خالد نہیں نِک، یہ میں ہی ہوں، گارڈین۔" خالد نے سخت لہجے میں کہا۔

"تت۔۔ تتم۔۔ نہیں ہو۔۔ یہ۔۔ یہ ججھ۔۔ جھوٹ۔۔"

"نہیں نِک، مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ میں اب انسانی ڈرونز بنانے کے قابل ہوں، یہ خالد نہیں ہے، خالد کو تو کب کا مروا چکا ہوں، اس کا نام فواد ہے، انٹیلی جنس کا جانا مانا ایجنٹ، اس کی گرفت سے بچ نہیں سکو گے جبکہ یہ میرا "ڈرون" ہے۔" خالد نے جواب دیا تو نِک کا جسم جھولے کی طرح آگے کو گیا اور پھر وہ رول ہوتا ہوا پوری قوت سے خالد کی رانوں سے ٹکرایا تو خالد کے ہاتھ سے نِک نکل کر دھڑام سے فرش پر گرا۔

"ایسے جان خلاصی نہیں ہو گی نِک۔" خالد نے دانت پیستے ہوئے کہا

اور پھرتی سے آگے بڑھ کر پوری قوت سے لات، نِک کے دے ماری، نِک چیخ کر سمٹ گیا۔

خالد کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا، جب ہاتھ باہر آیا تو اس میں چپٹا سا پسٹل تھا، اس کا رخ نِک کی طرف کیا۔

"پپ۔ پلیز۔۔ گار۔۔ گارڈین۔۔ پپ۔۔۔"

چٹ کی آواز کے ساتھ نِک کی کھوپڑی میں سوراخ ہو گیا اور زبان بند۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔۔

"ایک کاروباری حریف ختم، ایک سرکاری افسر خالد کبیر کے ہاتھوں ختم، سیاسی لیڈر نواز اور ساتھ ہی کاروباری مافیا کا لیڈر اکرام۔۔ گارڈی تم بہت خوش قسمت ہو کہ پاکسٹیٹ کے سرکاری ایجنٹ تمہارے لئے کام کر رہے ہیں۔" خالد نے اپنے سر پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر سر جھٹک کر باہر کو لپکا۔

دارالحکومت کی صدر مارکیٹ میں دوپہر کے وقت اتنے سر نظر آرہے تھے جیسے مارکیٹ ہی "سَروں" کی ہو۔ ہر طرف بے ہنگم شور، جہاں سائیکل کے گزرنے کی جگہ نہ تھی وہاں سے آٹو رکشے تک گزر رہے تھے، کبھی کبھار کار بھی بازار میں گھس آتی اور پھر سَروں کی حرکت کم اور زبان کی حرکت زیادہ ہو جاتی، جن کے پاس ہارن کی سہولت نہیں تھی وہ زبان سے "گالیاتی ہارن" بجانے لگتے اور کار والا جانے انجانے میں اپنے خاندان کی عزت تار تار کروا کر نکل لیتا۔

مارکیٹ کے درمیان میں ایک فوارہ لگا کر چوک بنایا گیا اور فوارے کے ساتھ خوبصورتی قائم رکھنے کے لئے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت

دائرے میں ہی مختلف چیزوں کی ریڑھیاں لگا رکھی تھیں۔ ایک پولیس والا گاہے بگاہے دائرہ ٹھیک کروانے آجاتا تھا جس وجہ سے "فوارہ چوک" کی خوبصورتی برقرار تھی۔

چوک کی دائیں جانب، ایک سنیار کی دکان تھی، دکان کی بجائے پلازہ کہا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس تین منزلہ عمارت میں ایک ہی سنیار کی شکار گاہ تھی جہاں سونے بیچنے والوں کو ذبح کیا جاتا اور خریدنے والوں کا دماغی آپریشن۔ سیٹھ ارشاد شہر کا جانا مانا سنیار تھا اور پشتوں سے یہ "حرکت" کرتا چلا آرہا تھا جس کا ثمرہ یہ تھا کہ چھوٹی سی دکان سے پلازہ تک کا سفر طے کیا گیا۔ سیٹھ ارشاد ظاہری طور پر عمر آخری اننگ کھیل رہا تھا لیکن کاروباری اطوار میں وہ ابھی تک جوان تھا۔ دکان پر دوپہر تک رش لگ جاتا جو رات گئے تک لگا رہتا تھا، دکان اور سیٹھ ارشاد کی حفاظت کے لئے ریٹائرڈ فوجیوں کی خدمات لی گئیں تھیں جو کہ فرض شناسی سے جاری تھی۔

ارشاد جیولرز کے سامنے ایک بکتر بند گاڑی رکی، اس گاڑی میں سیٹھ کی کیش بینک لے جائی جاتی تھی۔ گاڑی رکتے ہی اس میں سے حفاظتی کمپنی

کے آخری سانسیں لیتے محافظ اتر کر پھیل گئے، ان کے ہاتھوں میں "مصری ریوالور" تھے جو فرعون نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر اپنے پاس چھپا رکھے تھے اور اس سکیورٹی کمپنی کو وراثت میں ملے تھے۔ دو محافظ خالی تھیلا تھامے پلازہ میں داخل ہوئے، ان کے اندر داخل ہوتے ہی خلافِ معمول پہرے پر کھڑے محافظوں میں سے دو مزید اندر چلے گئے اور تین گاڑی کے پاس رک گئے۔

تھوڑی ہی دیر بعد اچانک پلازہ میں فائرنگ کی آواز سنائی دینے لگی تو بازار میں بھی ہڑبونگ مچ گیا۔ دو منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ پلازہ سے کمپنی کے محافظ بڑے بڑے تھیلے اٹھائے باہر نکلے، ابھی وہ گاڑی تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ ان کے سریوں پھٹتے چلے گئے جیسے تربوز ہوں۔ ان کے پھٹتے سر دیکھ کر، لوگ جو پلازہ سے فاصلے پر کھڑے موبائلوں پر ویڈیو بنا رہے تھے، چیخ اٹھے، اس سے پہلے کہ سب لوگ کچھ سمجھتے، ان کے درمیان کھڑے لوگوں کے سر پھٹنے شروع ہو گئے اور یوں لگا جیسے ایک قطار میں کوئی غبارے پھوڑتا چلا جا رہا ہو، جن کے سر پھٹ رہے تھے، ان کے قریب موجود افراد بھی شکار ہو رہے تھے۔

ارشاد جیولرز سے سر پھٹنے کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ اس مارکیٹ تک ہی محدود نہ رہا تھا، گھنٹے بھر میں شہر کی مختلف گنجان آباد جگہوں پر یہی کچھ دیکھنے کو ملا اور حکومتی مشینری بوکھلا اٹھی۔ شہر، عام لوگ، دکاندار، کاروباری لوگ تو دور، سرکاری افسران کے سر پھٹنے لگے اور جابجا ریٹائرڈ پولیس افسران کو ڈکیتیوں اور دنگوں میں ہراول دستے کی حیثیت سے دیکھا گیا۔

ایک طرف یہ پراسرار انداز میں ہونے والی اموات اور دوسری طرف ریٹائرڈ افراد کا جرائم میں شامل ہونا، بلکہ جرائم پیشہ افراد کی سربراہی نے حکومت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ پولیس اور فوج کے جوان سرکاری ریٹائرڈ افراد پر چھاپہ مارتے بھی تذبذب کی حالت میں نظر آتے تھے لیکن جلد ہی چھاپے مارنے سے روک دیا گیا کیونکہ جہاں جہاں چھاپا مارا گیا، وہیں نہ صرف مجرم سر پھٹنے سے مر گیا بلکہ چھاپہ مارنے والے افراد بھی مرنے لگے تو چھاپہ مار ٹیموں میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی۔ اب تو یہ صورتحال بن گئی تھی کہ دوست دوست کو مشکوک نظروں سے دیکھتا، رشتہ دار ایک دوسرے سے دور ہونے لگے تھے جیسے دوسرا

شخص کرونا کا شکار ہو جبکہ اصل خطرہ یہ تھا کہ سامنے والے کی کھوپڑی ہی نہ پھٹ جائے۔

شام تک بازاریوں ویران ہوئے جیسے چٹکی بجا کر بازاروں کو قبرستان میں بدل دیا گیا ہو۔ لوگ گھروں میں دبک رہے، آدھی سے زیادہ دکانیں کھلی ہی چھوڑ بھاگے تھے اور وہ ابھی تک کھلی ہی تھیں لیکن کوئی گھر سے نکل کر چوری کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔ اکثریت استغفار کا ورد کرتے ہوئے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنے میں لگی ہوئی تھی۔ اچانک ہی شہر کا ماحول "مذہب پسند" ہو گیا تھا۔

حکام ابھی تک پریشان تھے کہ ان حالات کو سنبھالنے کے لئے میٹنگ بلائی جائے یا نہیں کیونکہ میٹنگ کے شرکا اس بات کی وجہ سے کہ میٹنگ میں کسی کا بھی سر پھٹ سکتا ہے، میٹنگ کے حق میں نظر نہیں آ رہے تھے اور آن لائن میٹنگ کو محفوظ نہیں سمجھا جا رہا تھا۔ شہر کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہونے کی توقع کی جا رہی تھی۔

روشنیوں کے جگ مگ کرتے ہال میں نفاست و خوبصورتی کے ساتھ ایک خاص ترتیب سے کرسیاں لگائی گئی تھیں جن پر اس وقت سوٹوں میں ملبوس افراد براجمان تھے۔ سب نے سیاہ رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے اور بشروں پر سنجیدگی دیکھ کر لگتا کہ قوم بہت تیزی سے "mature" ہونے لگی ہے۔

کرسیوں کے سامنے، زمین سے دو فٹ اونچا سٹیج تھا جس کے وسط میں ایک ڈائس اور باقی سٹیج خالی تھا۔ سٹیج کی پچھلی جانب ایک بڑی سی تصویر تھی جس میں ایک بڑا سا ہاتھ تھا، ہاتھ کے نیچے چھوٹی سے زمین نظر آرہی تھی۔ تصویر کو دیکھ کر یہ خیال ابھرتا تھا کہ ہاتھ سائبان کی طرح زمین پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اچانک ہال میں مترنم گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور سٹیج کی بائیں طرف دیوار میں جگہ بنی۔ اس جگہ سے ایک نوجوان نمودار ہوا، وہ متانت سے چلتا ہوا سٹیج کی طرف بڑھنے لگا۔ اس

کے پیچھے باری باری نوجوان بر آمد ہونے لگے، ان میں دو لڑکیاں بھی شامل تھیں۔ مرد لمبے تڑنگے اور قابلِ رشک صحت کے مالک تھے جیسے ماڈلز ہوں۔ لڑکیوں کے چہرے میک اپ سے عاری ہونے کے باوجود پر کشش تھے لیکن ہال میں موجود تمام افراد سنجیدہ نظروں سے ڈائس کو ہی گھورے چلے جا رہے تھے۔

پہلا نوجوان ڈائس کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس کے پیچھے آنے والے، سٹیج پر ایک قطار میں ہاتھ سینوں پر باندھے چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ ان کی نظریں ہال میں بیٹھے لوگوں کا جائزہ لینے لگیں اور ڈائس کے سامنے کھڑے نوجوان نے مائیک پر انگلی مار کر چیک کیا کہ مائیک آن ہے یا آف، مائیک آن ہونے کی تصدیق کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ویلکم برادرز۔۔" اس نے بانہیں کھولتے ہوئے کہا تو شرکاء کے چہروں پر پہلی بار خوشی کے تاثرات ابھرتے نظر آئے۔

"بھائیو، آپ اِس قوم کے وہ سپاہی ہیں جو کبھی ناکارہ نہیں ہو سکتے، ناکارہ صرف سسٹم ہوتا ہے، لوگ نہیں۔ اگر سسٹم نے تمہیں ناکارہ سمجھ لیا

ہے تو یہ سسٹم کی خرابی ہے۔ سسٹم جو چند سر پھروں کی ایماء پر دم ہلاتا ہے، ہم ایسے سسٹم پر لعنت بھیجتے ہیں۔" نوجوان نے جذباتی انداز میں بات شروع کی۔

"ہم لعنت بھیجتے ہیں۔"

"ہم لعنت بھیجتے ہیں۔"

"ہم لعنت بھیجتے ہیں۔"

ہال کی ایک طرف سے "لعنتی ٹرین" چلی اور دوسرے کونے کی طرف بڑھتی چلی گئی، شرکاء کا جوش وخروش دیکھ کر ایسا ہی لگ رہا تھا کہ ان کی طرف سے بھیجی گئی "لعنت" ہی کافی تھی، عمل کی ضرورت نہیں رہی۔

"بھائیو، اپنی لعنت اس طرح ضائع مت کرو، مناسب وقت کے لئے روک رکھو۔" نوجوان نے بوکھلا کر دونوں ہاتھوں سے اسے روکتے ہوئے کہا لیکن ہجوم کہاں مانتا تھا، من چلوں کی اس قوم میں قدم اٹھانے کی دیر تھی، "کارواں بنتا چلا گیا"۔

"ہیکر۔۔۔" نوجوان نے سخت لہجے میں ایک کیمرے کی طرف دیکھتے

ہوئے کسی سے کہا اور اچانک ہی ہال میں خاموشی چھا گئی اور ہر ایک شخص یوں سنجیدہ نظر آنے لگا جیسے میٹنگ شروع ہونے سے پہلے تھا۔

"میں تم لوگوں کو دوبارہ فعال کر رہا ہوں، ہم اس کرپٹ، ناپسندیدہ، ظالم اور فضول سسٹم کو ٹھیک کریں گے۔ ہم اپنے جیسے تشنہ افراد کے لئے آب حیات بنیں گے، ہم سب کو راہ دکھائیں گے، ایسی راہ جس پر چل کر کوئی بھی، کبھی بھی ناکارہ نہ ہو۔"

"باس گارڈین زندہ باد۔۔باس گارڈین زندہ باد۔۔" ہال میں دوبارہ سے "ٹرین" چل پڑی لیکن اب کے جلد ہی منزل مقصود پر پہنچ کر رک گئی۔

"اگر تمھیں مال چاہیے تو میری دولت حاضر ہے، اگر تمھیں حفاظت کی فکر ہے تو میرا اسلحہ خانہ حاضر ہے، اگر تم سکون چاہتے ہو تو میرے ماتحت حاضرِ خدمت ہیں، اگر تم حکومت چاہتے ہو تو میں حاضر ہوں۔ تم جہاں چاہو، ہم آباد ہو سکتے ہیں لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تم کسی اور محتاج رہو، میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک آزاد حکمران کی حیثیت سے زندگی گزارے، آزادی تمہارا حق ہے۔" گارڈین کا چہرہ

جذبات سے سرخ ہو رہا تھا اور شرکا کے خون کی رفتار بلندیوں کو چھو رہی تھی۔

"ان ظالم، کرپٹ لوگوں کو چھوڑ کر اس کی غلامی میں آؤ جو تمہیں عزت دیتا ہے۔" گارڈین نے چیخ کر سٹیج کے عقب میں نصب تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس آزادی کے لئے تمہیں میرا غلام ہونا ہو گا، گارڈین کا غلام، جو تمہاری دھرتی کی حفاظت کے لئے پیدا ہوا ہے، تمہیں میرے سامنے جھکنا ہو گا۔" اس نے مزید کہا ہی تھا کہ شرکا اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اگلے ہی لمحے وہ رکوع کے بل گارڈین کے سامنے جھک رہے تھے۔ یہ دیکھ کر گارڈین کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری اور وہ اپنے پیچھے کھڑے افراد کی طرف مڑا۔

"کیا گرین سروس اور سیکشن فور کے ہونہار ایجنٹس نہیں جھکیں گے؟۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اگلے لمحے وہ سب بھی احتراماً اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے یہ دیکھ کر گارڈین نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتا ہی چلا گیا۔۔

"گارڈی۔ دیکھ تیرے دیوانے ڈرونز۔۔ تیرے غلام۔۔"

جینی اپنی تیسری مگر خفیہ رہائش گاہ، جس کا انتظام گارڈین نے ہی کیا تھا ، کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ اس نے ڈینورس، جو کہ اس کا وفادار اور سب سے قریبی ملازم تھا، کو جینی کلب اور اس کی اپنی دونوں رہائش گاہوں کی نگرانی کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ جینی کو والدین کا سایہ تو نصیب نہ ہوا تھا جس وجہ سے دربدر رہی تھی۔ اسی کٹھن وقت میں گارڈین کی تنظیم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ اس تنظیم کے نام تک سے وہ واقف نہ تھی، بس ٹیلی فونک رابطہ ہی تھا۔ تنظیم کے لئے اس کا کام جرائم کی لسٹ میں نہیں آتا تھا۔ شروعات میں اس کی ذمہ داری پارسلز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا، مہمانوں کی حفاظت اور خیال رکھنا تھا۔

جب وہ پہلی بار گارڈین کے ساتھ ایک عملی کام میں شامل ہوئی تو گارڈین کو پسند کرنے لگی، مشن کے دوران گارڈین نے بھی محدود دائرے میں اس کی حوصلہ افزائی کی لیکن جیسے ہی کام مکمل ہوا، گارڈین کا رویہ بدل گیا۔ اس کا رویہ بدلتے ہی جینی کا دماغ بھی گھوم گیا۔ جینی کا دماغ گھوما تو اس نے روانی میں گارڈین کی اچھی خاصی لفظی خدمت کر دی جس پر گارڈین بھڑک اٹھا۔ وہ دن اور آج کا دن، گارڈین اسے کھینچتا چلا آرہا تھا۔ چڑنے اور بے عزتی سہنے کے باوجود وہ گارڈین کے علاوہ کسی میں دلچسپی بھی نہ رکھتی تھی، وہ یہی مانتی تھی کہ گارڈین کا ہم پلہ کوئی نہیں اور اس سے کم کو پسند کرنا اس کی محبت اور اب۔۔ بڑھتی ہوئی نفرت کے شایانِ شان نہیں۔

جینی کے دل میں اس کے لئے ابھی بھی محبت کی زیادہ نہیں تو ایک آدھ "ریڑھی" لگی ہوئی تھی لیکن گارڈین ہر بار اس ریڑھی کے پہیے پھاڑ کر بھاگ جاتا تھا جس وجہ سے جینی اسے ناپسند کرنے لگی اور "محبت کی ریڑھی" پر "نفرت کی چھابڑی" حاوی ہونے لگی۔ یہ نفرت ہی تھی جس کی وجہ سے جینی متنفر ہو گئی تھی اور گارڈین کی حرکتوں پر ہی

ڈینورس کو نگرانی کے لئے بھیج دیا حالانکہ وہ جانتی تھی یہ غداری کے مترادف ہے۔

نفرت کے علاوہ، اسے اپنی موجودہ مالی و معاشرتی حالت نے بھی سہارا دیا تھا۔ اب وہ پہلے والی جینی نہ رہی تھی جس کے لئے عزت سے زیادہ پیٹ کی اہمیت، یا غیرت سے زیادہ بھوک فعال ہوتی تھی۔ اب وہ معاشرے میں اونچا مقام اور خاطر خواہ دولت جمع کر چکی تھی، اس کے پاس ذرائع تھے جن کی مدد سے وہ گارڈین کو نقصان پہنچا سکتی تھی۔ وہ جانتی اور مانتی تھی کہ گارڈین کو ہرانا اس کے بس میں نہیں، وہ عفریت تھا جو دو قدم آگے کی سوچ کر بر وقت قدم اٹھانے کی قابلیت رکھتا تھا اور جینی۔۔ اس کے لئے موجود حالات میں چلنا ہی مشکل سے ممکن تھا کیونکہ اس کے اپنے گروپ میں گارڈین کی تنظیم کے وفادار موجود تھے۔ لے دے کر بھروسا تھا تو ڈینورس پر اور دل پر پتھر رکھ کر اس نے ڈینورس کو گارڈین کے پیچھے لگانے کا سوچا تھا کیونکہ اگر گارڈین کو بھنک لگتی تو نہ ڈینورس بچتا نہ ہی جینی، اس کے باوجود جینی نے ایسا قدم اٹھایا کیونکہ اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔

"آجاؤ۔" دروازے پر دستک سن کر وہ خیالات کی منجدھار سے باہر نکلی ۔ دروازہ کھلا اور ڈینورس اندر داخل ہوا، اس نے جھک کر احترام سے جینی کو سلام کیا تو جینی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا، ساتھ ہی صوفہ کی طرف اشارہ کیا تو ڈینورس صوفہ کی طرف بڑھ گیا۔

"کوئی کام کی بات معلوم ہوئی ہے شاید؟۔" جینی اس کا چہرہ دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"یس مادام، کام کی بھی ہے اور خطرناک بھی۔" ڈینورس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جینی کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"آپ کی دونوں رہائش گاہوں پر دو مختلف گروپوں نے حملہ کیا تھا اور دونوں میں سے ایک آپ کی دوسری رہائش گاہ میں قید رہا تھا، میری معلومات اور اندازے کے مطابق پہلا گروہ تو سرکاری ادارے سے متعلق ہے اور امید ہے کہ دوسرا بھی ایسے ہی ہو گا۔" اس نے کہا تو جینی حقیقتاً اچھل پڑی۔

"سرکاری ادارے اور میری رہائش گاہ پر اس طرح رات کو چھاپے۔" جینی کی آواز کہیں دور سے آرہی تھی۔

"آپ کو سامنے رکھ کر کوئی بہت بڑا کھیل کھیلا گیا ہے۔" ڈینورس نے تشویش بھری نظروں سے جینی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یوسف حقانی کو تو ہم نے مارا ہے، وہ اہم سائنسدان تھا لیکن حکومت سے اس کا کوئی تعلق بھی نہیں تھا۔" جینی نے کہا۔

"بظاہر کوئی تعلق نہیں تھا، ہو سکتا ہے درپردہ ہو۔ ایک لمحے کے لئے فرض کریں کہ حکومت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، پھر بھی وہ اہم شخصیت تو تھا۔" ڈینورس نے کہا۔

"میرے لوگوں پر شک کیا گیا ہے لیکن ابھی تک کوئی گرفتاری نہیں ہوئی، یہ سب عجیب لگ رہا ہے۔ میرے دفتر میں سپیشل پولیس کے وہ اہلکار آئے تھے، پولیس تو پولیس ہوتی ہے چاہے سپیشل ہی سہی۔ وہ لوگ گرفتاریاں کرتے، یوں رات کو چھاپے مارنا تو۔۔۔"

"انٹیلی جنس یا کوئی اور خفیہ ادارہ۔" ڈینورس نے اس کی بات مکمل کی تو جینی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یا پھر انہیں میری تلاش نہیں، وہ کسی اور کو تلاش کرنے کے لئے

خاموشی سے کام کرنے رہے ہیں۔" جینی نے پریشانی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے باس حکومت کو مطلوب ہیں۔" ڈینورس نے کہا۔

"باس کا تو جو ہو گا سو ہو گا، حکومت، انٹیلی جنس، خفیہ ادارے، یہ تو ہمیں روند کر نکل جائیں گے، ہم خواہ مخواہ مارے جائیں گے۔" جینی کے چہرے پر رنگ آ جارہے تھے جیسے رنگوں کی خالہ جی کا گھر ہو۔"یوسف حقانی کیس میں میرے لوگ سامنے ہیں، چھاپے میری دونوں رہائش گاہوں پر مارے گئے، سرکاری افراد وہاں سے اغواء ہوں گے تو پھنسوں گی تو میں۔"

"معاملہ گھمبیر ہے۔"ڈینورس نے گلا صاف کرتے ہوئے بات شروع کی۔"آپ کی پہلی رہائش گاہ کو بم سے اڑا گیا تھا،اس کے آس پاس بہت سے افراد نگرانی پر موجود تھے، انہی کو دیکھ کر اور اب تک ہونے والی تفتیش سے میں اندازہ لگا سکا کہ یہ خفیہ ادارے کے لوگ ہیں۔" ڈینورس نے کہا۔

"باس نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی۔ مم۔ مجھے مجرم بنا دیا۔" جینی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"معذرت کے ساتھ، مادام، یا تو آپ کے باس کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ وہ آپ کو بچانے کی قابلیت رکھتے ہیں یا پھر آپ کی قربانی دی جا رہی ہے۔" ڈینورس نے کہا، جینی کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اندھے کنویں میں گرتی چلی جا رہی ہو، اسے یہ باتیں ڈراؤنا خواب محسوس ہو رہی تھیں، اسے یقین نہیں آ رہی تھا کہ گارڈین اس طرح سے اس کے لوگوں اور وسائل کو استعمال کرے گا کہ جینی مجرم سمجھی جائے۔

"پہلی رہائش گاہ تباہ ہونے سے اس پر چھاپہ مارنے والا گروپ بھی مارا گیا ہو گا اور سرکاری عتاب سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔" ڈینورس نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی۔" جینی پریشانی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا آپ کو ان معاملات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا؟۔"

"نہیں ڈینورس، ورنہ میں تمھیں کیوں نگرانی کا کہتی، ہر طرف سے میں

پھنس گئی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ اس کے نجی دشمن ہوں گے جن کی وجہ سے میری رہائش گاہ کو استعمال کیا گیا اور پھر تباہ کر دیا گیا۔ میرے کلب میں ہی خفیہ اڈہ ہے جہاں باس بیٹھتا تھا، کسی نہ کسی طریقے اس اڈے کو ہٹانا ہو گا، اگر باقی جگہوں پر مجھے سامنے رکھ کر کام کیا جا رہا ہے تو وہ خفیہ دفتر بھی میرے خلاف شہادت کے لئے تیار کیا گیا ہو گا۔" اس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے میڈم؟۔" ڈینورس بھی جینی کے کھڑے ہوتے ہی کھڑا ہو گیا تھا۔

"مجھے تو خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا، تمہیں کیا بتاؤں۔ میں کیسے اداروں کو یقین دلاؤں گی کہ میرے پیچھے کون ہے جبکہ میں خود اب اسے تلاش نہیں کر سکتی جب تک وہ خود نہ چاہے۔" جینی نے بے چینی سے چہل قدمی شروع کر دی تھی۔

"آپ کو اپنے باس کی تنظیم کا نام وغیرہ تو پتہ ہو گا۔" ڈینورس نے تصدیق طلب نگاہوں سے جینی کی طرف دیکھا۔

"نہیں، آج تک تنظیم کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا، کام اور دام تک

ہی بات رہی ہے۔" جینی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو تم میرے خلاف ہو گئی ہو۔"

اچانک ڈینورس کے منہ سے گارڈین کی آواز نکلی اور جینی جہاں تھی، وہیں رک گئی، گارڈین کی آواز سنتے ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے اور یوں لگا جیسے وہ زندہ ہی نہیں رہی۔

"تت۔۔تم۔۔ت۔۔" خوف کی شدت سے الفاظ منہ سے نکلنے سے انکار کر رہے تھے۔

"مجھے اپنے کام کے علاوہ کچھ پیارا نہیں، تم جیسی تھرڈ کلاس عورت بھی نہیں جو ہاتھ پکڑانے پر سر پر سوار ہونے کی کوشش کرے، تمہاری اوقات ہی کیا ہے میرے سامنے۔" گارڈین کا لہجہ سختی سے سفاکی کی طرف مڑنے لگا تھا۔" میں ابھی تمہارے ٹکڑے کر دیتا لیکن اپنا کام زیادہ پیارا ہے اس لئے زندہ رکھنے پر مجبور ہوں۔"اس نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔

"پپ۔۔پلیز۔۔مم۔۔۔۔"

"یہ ہے تمہاری اوقات۔ ہکلاتے ہوئے بھیک مانگو، اور تم میرے خواب دیکھنے لگیں۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں، میں تمہاری نگرانی کروا رہا ہوں، میں بہت پہلے ہی محسوس کر چکا تھا کہ تم ہمارے کام کی نہیں رہیں اور امید کر رہا تھا کہ بغاوت کرو گی اس وجہ سے میں نے تمہیں اذیت میں رکھا تا کہ اصل رنگ دکھا سکو۔ میں چاہوں تو اب بھی اس جھنجٹ سے تمہیں نکال سکتا ہوں لیکن تنظیم خون مانگتی ہے اور وہ بھی تمہارا۔" گارڈین کا ہاتھ جیب کی طرف رینگ رہا تھا لیکن جینی کو جیسے ہوش ہی نہ تھی۔ "تمہیں استعمال کرنے کے لئے تنظیم میں شامل کیا گیا تھا اور تم اونچے خواب دیکھنے لگیں۔"

"نفرت۔۔۔ میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں، اگر میں بچ گئی تو پاتال سے بھی کھینچ نکالوں گی تجھے اور تیری لاش کے ٹکڑے کر کے گٹر میں نہ بہایا تو میرا نام بھی جینی نہیں۔" وہ جھرجھری لے کر جیسے بیدار ہوئی۔

"شیرنی۔" گارڈین نے ہذیانی قہقہہ لگایا۔ "مگر بے عزت اور بے وقعت۔" اس نے تھوکتے ہوئے کہا اور جینی چیختی ہوئی اس کی طرف دوڑی۔ اس کے دوڑتے ہی گارڈین کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں عجیب

ساخت کا پسٹل تھا، اس سے پہلے کہ جینی پسٹل دیکھ کر رکتی یا شاید اس کی دماغی حالت نے حالات سمجھنے کی اجازت ہی نہ دی تھی کہ گارڈین نے ٹریگر دباد دیا۔ بھک کی آواز کے ساتھ جینی کے پیشانی سے کچھ ٹکرایا اور وہ چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل زمین پر گری، گرتے ہی اس کے جسم کو دو تین جھٹکے لگے اور پھر ساکت ہو گئی۔

"کیڑے کو کیڑا ہی رہنا چاہیے۔" گارڈین نے کہا اور پھر یوں قہقہے لگانے لگا جیسے بڑی ہی مزاحیہ بات کی ہو، یہاں تک کہ وہ پیٹ پکڑے، جھک کر قہقہے لگاتا رہا اور پھر کچھ دیر بعد سنبھل گیا۔

"کوئی ہے؟۔" اس نے ہانک لگائی۔

"یس باس۔" سیاہ پوش نے اندر جھانکتے ہوئے جواب دیا۔

"محترمہ کو ان کے ملازم کے پاس لے جاؤ، دھیان رہے، میری محبوبہ ہے، بے حرمتی ضرور ہونی چاہیے۔" اس نے پاگلوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے کہا اور سیاہ پوش الجھن بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے بات نہ سمجھا ہوا اور گارڈین اس کی حالت دیکھ کر قہقہے لگانے لگا۔

وزیرِ دفاع، حسن امیر سر جھکائے بیٹھے تھے۔ کمرے میں ان کے علاوہ تمام بے جان چیزیں موجود تھیں جو کمرے کی سنجیدگی میں اضافہ کر رہی تھیں۔ کمرے کا دروازہ کھلا تو سر حسن نے سر اٹھا کر دیکھا، پھر یکلخت کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھے رہیں پلیز۔" آنے والی بارعب شخصیت نے کہا۔ ان کے پیچھے بھی ایک باوقار شخصیت ظاہر ہوئی اور دونوں چلتے ہوئے میز کے قریب پہنچے، انہوں نے سر حسن سے مصافحہ کیا اور پھر پہلا شخص، میز کی اس جانب، مرکزی کرسی پر جا بیٹھا جبکہ دوسرا سر حسن کے ساتھ موجود خالی کرسی پر، ساتھ ہی سر حسن بھی بیٹھتے چلے گئے۔ تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

"حالات بہت نازک ہیں، میٹنگ میں زبردستی کسی کو بلا نہیں سکتے، سب سہمے ہوئے ہیں۔" دوسری طرف اکلوتی کرسی پر بیٹھے شخص نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"جنابِ صدر، پریشانی بہت بڑی ہے، ایسی صورتحال پہلے کبھی پیش نہیں آئی اور ہے بھی عجیب، سر پھٹ کر مرنا۔ چلتا پھرتا، صحتمند شخص اگر اس طرح مر جائے، پھر ایک نہیں، ان گنت لوگ اب تک ایسی دردناک موت کا شکار ہو چکے ہیں۔" صدر کے ساتھ آنے والے شخص نے کہا۔

"ایسی ہی ایک پریشانی مجھے بھی ہے، میں رات بھر بے ہوش بھی رہا ہوں اس وجہ سے۔" سر حسن نے جواب دیا تو وہ دونوں چونک گئے۔ مرکزی کرسی پر صدر براجمان تھے جبکہ سر حسن کے ساتھ والی کرسی پر وزیرِاعظم۔

"کیا مطلب بے ہوش رہے؟ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟۔" وزیرِاعظم نے پوچھا۔ ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا، شاید انہیں امید لگ گئی تھی کہ جناب حسن صاحب کا بھی سر پھٹنے والا ہے۔

"میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔" سر حسن نے کہا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے انہوں نے گزشتہ رات ہونے والے واقعہ کی تفصیل من وعن بیان کر دی، اس تفصیل نے صدر اور وزیراعظم کے چہروں پر بھی تشویش کی لہریں دوڑا دی تھیں۔ وہ حیرت سے ایک دوسرے کی طرف تو کبھی سر حسن کی طرف دیکھتے رہے تھے۔

"آپ کو چاہیے تھا کہ ہوش میں آتے ہی رابطہ کرتے، اگر آپ کے ملازمین آپ کو نقصان پہنچاتے تو پھر؟۔" وزیراعظم نے کہا۔

"اگر نقصان پہنچانا ہوتا تو وہ شخص اس طرح کی کاروائی نہ کرتا۔ وہ دراصل دھمکانے آیا تھا۔" صدر صاحب نے کہا۔

"سوال تو یہ ہے کہ اتنی آسانی سے یہ سب کیسے ممکن ہوا؟ اور ان کے برسوں پرانے وفادار ملازم اس طرح کیسے بدل سکتے ہیں؟۔" وزیراعظم نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

"حالات کچھ ایسے ہیں کہ میرے دفتر سے ایک فائل چوری ہوئی تھی جس کی رپورٹ میں دے چکا ہوں، پراجیکٹ عقاب کی فائل مصنوعی ذہانت سے متعلق تھی۔ اس میں ڈاکٹر یوسف حقانی کے بارے میں بھی

درج تھا، فائل چوری ہونے کے بعد ان کو بھی مار دیا گیا ہے۔ یوسف حقانی اور پراجیکٹ عقاب کی فائل پر انٹیلی جنس کام کر رہی ہے لیکن کوئی ابھی تک کچھ سامنے نہیں آیا۔ فائل بھی چوری ہو گئی، ڈاکٹر بھی مارے گئے اور اب یہ دھمکی۔" سر حسن نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"ایٹمی اثاثوں پر تو ہر دشمن کی نظر ہے، ہر کوئی اس کے اثاثوں کی تفصیل جاننا چاہتا ہے، نہ تو آج تک کوئی جان سکا ہے اور نہ ہی جان سکے گا۔" صدر مملکت نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس کی دھمکی واضح ہے کہ وہ بہت سے اہم افراد کو مار ڈالے گا۔ اس نے گزشتہ دنوں ڈسٹرکٹ کمپلیکس میں ہونے والے سانحہ کا ذکر بھی کیا تھا، وہ واقعہ بہت ہی عجیب ہے، ایک جج اور بزنس مین گلے ملتے ہوئے اسی طرح سر پھٹنے سے مر گئے۔ یہ شاید اسی مجرم کی کارستانی ہے، وہ ہمیں خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔" حسن امیر نے کہا۔

"اس کی تحقیقات جاری ہیں، ایک ایسا ہی واقعہ سوغات میں پیش آیا ہے، سر پھٹ کر مرنے والا۔ یہاں بھی دو اہم لوگوں کو نشانہ بنایا گیا وہاں بھی ایک اہم سرکاری ملازم ہی نشانہ تھا۔" صدر نے کہا۔

"وہ حملہ آور، جس نے عجیب سے طریقے سے اتنے افراد کا سر پھاڑ کر مار دیا جبکہ نہ گولی چلی، نہ کسی نے ضرب لگائی، دوسرے افسران پر حملہ آور ہوا تو کیسے روکیں گے؟۔" حسن امیر نے کہا۔

"اس مجرم کا مقصد تو ہم جانتے ہی ہیں، پہلے تو یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ ایسے قتل کیونکر ممکن ہے پھر ہی سدباب کر سکیں گے۔" وزیر اعظم نے کہا۔

"پریشانی کی بات تو ہے طریقہ واردات، کیا جادو کا سہارا لیا جا رہا ہے؟۔" حسن امیر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔" وہ ملازم بالکل ہی اجنبی محسوس ہو رہے تھے۔ ان کی جرات نہیں کہ میرے سامنے اونچی آواز میں بات کر سکیں، وہ صوفوں پر لیٹے فلم دیکھ رہے تھے اور مجھے دیکھ کر ناگواری سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔"

"ہپناٹزم ایسا علم ہے جس سے کسی کو تابع کیا جا سکتا ہے۔" وزیر اعظم نے کہا۔

"کچھ پڑھا ہے اس بارے میں لیکن یہ اس سے مختلف ہے، پھر اتنے لوگوں کو کب ہپناٹائز کیا گیا ہو گا؟۔" حسن امیر نے کہا۔

"ظاہر ہے جس طرح سے بھی ہے ان کے دماغ قابو کئے گئے ہیں اور یہ اب نہیں کیا گیا، بہت عرصے سے جاری ہے، ظاہر اب کیا گیا ہے جب سب کچھ تیار ہے۔" صدر نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلائے۔

"یہ بات باعث تشویش ہے، نجانے اسی طرح باقی افسران کے ملازمین بھی ٹریپ ہو چکے ہوں گے۔" صدر نے بے چینی سے پہلو بدلا تو باقی دونوں بھی اپنے ہونٹ کاٹنے لگے۔

"کرنل عابد سے رپورٹ لینی چاہیے کہ پراجیکٹ عقاب اور یوسف حقانی کے قتل کے بارے میں اب تک کیا پیش رفت ہوئی۔" وزیر اعظم نے کہا تو صدر نے سر ہلاتے ہوئے ریسیور اٹھا کر نمبر ملایا۔ وہ ہاٹ لائن استعمال کر رہے تھے جس سے براہِ راست رابطہ کیا جاتا تھا۔

"کرنل عابد بول رہا ہوں۔" کال ملتے ہی دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کرنل، موجودہ صورتحال کے حوالے سے آپ کیا کر رہے ہیں؟۔" صدر نے پوچھا۔

"جناب، میری ایک ٹیم تو پراجیکٹ عقاب پر کام کر رہی ہے، دوسری

ٹیم کو اب میں نے شہر میں پھیلا دیا ہے، ہم آج ہونے والی قتل و غارت کے پیچھے موجود مجرم کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" کرنل نے جواب دیا۔

"پراجیکٹ عقاب کی فائل اور یوسف حقانی کا قتل۔۔ دونوں پر آپ کی ٹیم کام کر رہی تھی۔" صدر نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جی سر، فائل مل چکی ہے، تھوڑی ہی دیر پہلے میرے دفتر میں آئی ہے اور یوسف حقانی کے قتل میں ملوث کچھ لوگ سامنے آئے ہیں، ٹیم ان کے خلاف کام کر رہی ہے۔" کرنل عابد نے مودبانہ لہجے میں کہا تو صدر کی آنکھیں چمک اٹھیں، یہ چمک وزیرِ اعظم اور حسن امیر سے چھپی نہ رہ سکی۔

"گڈ، فائل میرے آفس بھجوا دیں اور اگر ممکن ہو تو یوسف حقانی کیس کے متعلق کیا پیش رفت ہوئی ہے؟۔" صدر نے نرم لہجے میں کہا، وہ جانتے تھے کہ خفیہ اداروں کا اپنا انداز اور اپنے اصول ہیں، اگر ممکن ہوا تو کرنل خود ہی تفصیل بتا دے گا ورنہ انکار دے گا۔

"ضرور سر، ایک کلب ہے درالحکومت میں، اس کی مالکہ جینی کے ماتحت

اس قتل میں ملوث ہیں اور اسی پر ٹیم کام کر رہی ہے۔" کرنل عابد نے جواب دیا۔

"میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں، اللہ حافظ۔" صدر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"فائل مل گئی ہے، تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائے گی، یوسف حقانی کیس میں ملوث لوگوں کی نشاندہی ہو گئی ہے، ٹیم اس پر کام کر رہی ہے۔" ریسیور رکھ کر صدر باقی دو افراد سے مخاطب ہوئے۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔" وزیر اعظم نے کہا۔ "میرے خیال سے دوسرے مسئلے کی تفتیش کا آغاز آپ کے ملازمین سے کرنا چاہیے۔" وزیرِ اعظم نے کہا۔

"بالکل، سب سے اہم اور نازک معاملہ یہی ہے، اگر سارے مسائل کے پیچھے ایک ہی مجرم ہے تو ان ملازمین کے سر بھی پھٹ سکتے ہیں، ایسے میں کس طرح یہ تفتیش شروع کریں اور کون کرے؟۔" صدر نے کہتے ہوئے غیر محسوس انداز میں میز کے کونے پر لگا بٹن دبا دیا۔

"جی سر، میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ یہ کام کرنے میں بہت خطرہ ہے، مجرم تفتیش کا آغاز کرتے ہی ہوشیار ہو جائے گا اور اس کے قبضے میں جتنے افراد ہیں، ان کی مدد سے وہ افسران کو قتل کر دے گا۔" حسن امیر نے کہا۔ "کام رفتار، رازداری اور مہارت سے کرنا ہو گا، اس لئے سوچ سمجھ کر ٹیم کا انتخاب بہت ہی ضروری۔۔" حسن امیر کہتے کہتے رک گئے کیونکہ انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تھی، صدر نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔"

"اوکے۔" دوسری طرف سے بات سن کر انہوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"آپ کو مرکزی ہال میں بلایا جا رہا ہے۔" صدر نے وزیرِ اعظم سے کہا۔

"اوکے، مجھے بھی بتایئے گا کہ اس سلسلے میں کون سے لوگ کام کریں گے، کافی دلچسپ کیس ہے۔" وزیرِ اعظم نے کہا اور سلام کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے کمرے سے نکلنے تک خاموشی رہی جیسے ہی کمرے کا دروازہ بند ہوا، صدر نے حسن امیر کی طرف دیکھا۔

"بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں۔" انہوں نے کہا تو حسن امیر نے الجھی ہوئی نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔"وزیر اعظم صاحب کو جان بوجھ کر باہر بھیجا ہے تاکہ کھل کر بات کر سکیں، میں گرین سروس کی بات کر رہا ہوں، آپ ان کے ڈائریکٹرز میں سے ایک ہیں، آپ نے ان سے کیوں نہیں رابطہ کیا ابھی تک؟۔" صدر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ تو نئی تنظیم ہے، یہ کام تجربہ کار لوگوں کا ہے۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ میرے ذہن میں ان کا خیال ہی نہیں آیا۔" حسن امیر نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ادارہ نیا ہے، لوگ نئے نہیں۔ بہت ہی تجربہ کار اور تیز رفتار ٹیم ہے۔ ذہانت میں ثانی نہیں رکھتی۔ میں ان کے لیڈر کو جانتا ہوں، وہ آندھی کی طرح کام کرتا ہے۔" صدر نے میز پر جھکتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب، یہ کام بہت حساس نوعیت کا ہے، ایک نئے ادارے پر اتنا انحصار بہتر ہو گا؟۔" حسن امیر نے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایک اہم بات بتاتا ہوں۔ آپ کے دفتر سے جو پراجیکٹ عقاب کی فائل چوری ہوئی وہ نقلی ہے۔" صدر نے کہا تو حسن امیریوں

اچھلے جیسے ابھی تک کرسی پر نہیں، سپرنگوں پر تشریف فرما ہوں۔

"کک۔۔ کیا مطلب؟۔" حیرت کے مارے ان کی آنکھیں حسبِ استطاعت پھیل رہی تھیں۔

"گرین سروس پہلے سے ہی اس کیس پر کام کر رہی ہے۔" صدر نے اگلا بم چلایا۔

"یہ۔۔ یہ کیسے۔ ممکن ہے؟۔" وہ اب سنبھل رہے تھے۔

"بہت کچھ ممکن ہے، انہوں نے بہت عرصہ پہلے ہی اس کیس کو سونگھ لیا تھا اور تب سے خاموشی سے اس پر کام کر رہے ہیں۔ پراجیکٹ عقاب کی اصل فائل کہاں ہے، یہ صرف گرین سروس کا چیف لارڈ جانتا ہے۔" صدر نے کہا۔

"اور میرے آفس میں یہ فائل کب بدلی گئی؟۔" حسن امیر نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا، چیف نے اجازت مانگی تو میں نے دے دی۔ آپ کے ملازمین کا رویہ واقعی پریشان کن ہے اس لئے میں چیف تک بات پہنچا دوں گا۔ بظاہر ہم کسی اور ادارے کو یہ کیس سونپ دیں گے لیکن آپ

پر لازم ہے کہ جہاں گرین سروس کو کوئی نمائندہ آپ تک پہنچے، اس سے تعاون کیجئے۔ مجرم کی وجہ سے آپ براہِ راست اس میں شامل نہ کر لئے گئے ہوتے تو اب بھی یہ راز آپ کو نہ بتایا جاتا۔" صدر نے کہا۔

"جیسے آپ کہیں سر۔ لیکن اگر وہ کیس پر کام کر ہی رہے ہیں تو یہ سب کیوں ہوا؟ اتنا نقصان، جانی و مالی نقصان کے علاوہ خوف و ہراس۔" حسن امیر نے ناگواری سے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"گرین سروس کی کارکردگی پر مجھے شک نہیں، نہ ہی ان کے جذبہ حب الوطنی پر، یقیناً کچھ ایسا ہے جو ہم نہیں جانتے، میں کوشش کر رہا مسٹر لارڈ سے بات کرنے کی لیکن ابھی تک رابطہ نہیں ہو سکا۔ خیر، آپ خیال رکھئے گا۔" صدر کے چہرے پر پریشانی دوبارہ پھیلنے لگی تھی۔

"جی جناب۔۔"۔ حسن امیر نے کہا لیکن ان کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ انہیں یہ طریقہ پسند نہیں آیا نہ ہی وہ گرین سروس کو اس طرح فرنٹ پر کھل کر کھیلنے کا موقع دینے کو اچھا سمجھ رہے تھے لیکن صدرِ مملکت پر ان کا اختیار نہیں تھا لہذا اپنے ہونٹوں پر اختیار استعمال کرتے ہوئے انہیں بے چینی سے کاٹنے لگے۔

یہ درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کی عقبی دیوار سے کچھ فاصلے پر ایک کرسی رکھی گئی تھی، کرسی پر جینی کو باندھا گیا تھا، اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور پونی ٹیل انداز میں باندھے گئے بال "سر کی دُم" بنے لٹک رہے تھے۔ کرسی سے تھوڑے فاصلے پر اس کا ماتحت ڈینورس ہاتھ پاؤں ایک ساتھ بندھوائے، فرش پر لیٹا تھا۔ وجود پر صرف ایک نیکر تھی، جسم پر نظر آنے والے نشانات ظاہر کر رہے تھے کہ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ بے چینی سے اپنے وجود کو جھٹک رہا تھا لیکن باندھنے والوں نے اسے "پیار کے کچے" دھاگے سے باندھا ہوا تھا جس سے وہ چاہ کر بھی نہ کھل پا رہا تھا۔ منہ پر ٹیپ ہونے کی وجہ سے وہ بول بھی نہ سکتا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر موڑا۔ کمرے میں اس کا ہمشکل داخل ہوا، اس ہمشکل نے لباس بھی اسی کا پہن رکھا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا

کمرے کے وسط میں پہنچا، اس کے عقب میں دو افراد داخل ہوئے جنہوں نے لکڑے کے موٹے ڈنڈے پکڑ رکھے تھے، ایک نے پلاسٹک کی کرسی بھی اٹھا رکھی تھی جو اس نے ڈینورس کے ہمشکل کے لئے رکھی اور دونوں پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"اس لڑکی کو ہوش میں لاؤ۔" نقلی ڈینورس نے کہا تو ایک ڈنڈا بردار آگے بڑھا۔

"ذرا پیار سے، میری محبوبہ ہے۔" نقلی ڈینورس نے عجیب سے لہجے میں کہا تو ماتحت نے سر ہلاتے ہوئے ڈنڈا دیوار سے ٹکایا، ایک ہاتھ سے جینی کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر کیا اور دوسرا ہاتھ چلا دیا۔ زناٹے دار آواز کے ساتھ تھپڑ جینی کے چہرے پر اپنے نشان چھوڑتا گیا اور ڈینورس تڑپ کر رہ گیا۔

"محبوبہ میری ہے، تڑپ یہ رہا ہے۔" نقلی ڈینورس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "جلدی ہوش میں لاؤ، ملاقات کے لئے دل تڑپ رہا ہے۔" اس نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور ماتحت کا ہاتھ پھر سے گھومنے لگا، چوتھے پانچویں تھپڑ میں ہی جینی کا جسم جھٹکے کھانے لگا تو ماتحت نے اسے

بخشتے ہوئے ڈنڈا سنبھال لیا۔ پھر نقلی ڈینورس کے اشارے پر وہ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔

جینی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو تکلیف سے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کے کے ہونٹوں سے خون کی لکیریں نکلنے لگی تھیں اور خوبصورت گال اس وقت روندی ہوئی پتیوں جیسے لگ رہے تھے۔

"تت۔ تم گھٹیا انسان۔۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا۔" جینی نے کراہتے ہوئے کہا، اس کے لہجے میں ضربوں کی تکلیف سے زیادہ کوئی اور تکلیف شامل تھی، آنکھوں میں پانی جھلملا رہا تھا اور دل میں عجیب سا دکھ انگڑائیاں لینے لگا تھا۔

"ابھی تو شروعات ہے، تم نے مجھ سے نفرت تو کی ہی، غداری بھی کر بیٹھیں۔ اگر میں محبت کی اجازت نہیں دیتا تو نفرت کی کیسے دے سکتا ہوں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا لیکن اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ نفرت اور محبت کی باتیں وہ جینی کو تکلیف دینے کے لئے کر رہا ہے۔

"تمہارے منہ سے یہ الفاظ اچھے نہیں لگتے۔ تم نہ محبت کے قابل ہو نہ نفرت کے۔" نقلی ڈینورس جو کہ گارڈین یہ سن کر قہقہے لگانے لگا۔ جینی

اس کی توقع کے مطابق ہی بولی تھی۔

"کمزور انسان قہقہے ہی لگا سکتا ہے۔" جینی نے جل کر کہا۔

"تم نے آج تک میرے مقابلے کا کوئی دیکھا ہے کیا؟۔ کوئی نہیں ہے، میرا نام ہی گارڈین نہیں، میں سب کا گارڈین ہوں بھی۔ سب میرے ہاتھ کے نیچے رہتے ہیں۔" اس نے رک کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"موت تو تمہیں بھی آئے گی۔" جینی نے کہا۔

"اب تم کمزور لوگوں والے ڈائیلاگ بول رہی ہو۔" گارڈین نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "مجھے تم سے ضروری کام ہے۔"

گارڈین نے کہا تو جینی نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا، اس کا جی چاہ رہا تھا کہ گارڈین کو چیر کر رکھ دے۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھے انکار نہیں کرو گی، آخر میری محبوبہ جو ہوئیں۔" اس کی آنکھوں میں تڑپتی نفرت کو دیکھ کر گارڈین کو اچھالگ رہا تھا۔ "تم بس اتنا کام کرو کہ اس کیس میں اب تک جن جرائم میں ہم دونوں ملوث رہے ہیں، ان کا اقرار کر لو حکومت کے سامنے۔"

"بھاڑ میں جاؤ تم۔" جینی حلق کے بل چیخی۔

"میں نے کہا تھا کہ میری محبوبہ ہے، آسانی سے نہیں مانے گی، چلو کام کرو اپنا۔" گارڈین نے مڑ کر ماتحتوں سے کہا تو وہ تیزی سے زمین پر لیٹے ڈینورس کی طرف بڑھ گئے۔

"تت۔۔ تم۔۔ تم کک۔۔ کیا کرنے لگے ہو۔" جینی نے ہکلاتے ہوئے کہا جبکہ ڈینورس اپنے طرف بڑھنے والے لوگوں کو دیکھ کر تیزی سے پیچھے کو کھسکا۔

"کچھ نہیں، ڈرائی کلیننگ۔" گارڈین نے کہا اور اسی وقت ڈینورس پر ڈنڈے برسنے لگے، پہلے تو اس نے ضبط کیا لیکن کب تک۔۔ آخر کمرہ ڈینورس کی چیخوں سے کانپنے لگا۔ ڈنڈے برسانے والے سفاکیت کا مظاہرہ تو کر ہی رہے تھے، گارڈین کے چہرے پر خوشی یوں چمک رہی ہو جیسے بچے کو پسندیدہ کار مل گئی ہو جبکہ جینی چیخ چیخ کر انہیں روک رہی تھی، اس کے منہ سے رالیں بہنے لگی تھیں اور آنکھیں ابل کر باہر نکلتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"مم۔۔ میں۔۔ میں تیار ہوں، مم۔ میں تیار ہوں۔۔" جینی ہذیانی انداز

میں چیخنے لگی تھی۔

"رکو یار، میری محبوبہ کچھ کہہ رہی ہے۔" گارڈین نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اس کے ماتحت رک گئے۔ "ہاں تو میری جان، کیا کہہ رہی تھیں؟۔"

"تت۔۔ تم جو کہو گے میں کروں گی، اسے چھوڑ دو۔" جینی نے روتے ہوئے کہا۔

"ہائیں، یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ محبت تو مجھ سے تھی، اس سے تمہارا کیا چکر ہے جو اسے بچا رہی ہو؟۔" گارڈین نے کولہوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تت۔۔ تم۔۔ حیوان ہو، کک۔۔ کاش میں۔۔۔" وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"تمہیں اوقات میں رہنا چاہیئے تھا جینی۔ اپنے نقصان کی تم خود ہی ذمہ دار ہو۔" گارڈین نے چند لمحے چپ رہنے کے بعد سخت لہجے میں کہا اور پھر دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے چونک کر کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر ماتحتوں کی طرف مڑا۔

"اس کی خدمت تو ہو گئی، جیسا کہ تم جان ہی چکے ہو کہ یہ میری محبوبہ ہے، لہٰذا تمہارا اس پر حق ہے۔ اسے زندگی کی حقیقت سے روشناس ہونا چاہیے، جیسے تم کر سکو لیکن مجھے زندہ چاہیے۔ میں ذرا اڈے میں چکر لگا آؤں، کچھ لوگوں سے ملنا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اس وقت وہ منجھا ہوا دلال نظر آ رہا تھا۔ اس کی بات سن کر دونوں ماتحتوں کے چہرے کھل اٹھے۔ "میری بات ماننے والے ہمیشہ خوش اور کامیاب رہتے ہیں۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے دونوں ماتحتوں کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔ مم۔۔" جینی برداشت اور حواس کے آخری درجے پر تھی، ہکلاتے ہوئے اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا اور گارڈین کا چہرہ بھی بجھ گیا جیسے محبوب سے جدا ہو گیا ہو۔

"بے چاری، میری محبت میں بے ہوش ہو گئی۔" وہ بڑبڑایا۔ "ہوش میں لے آؤ، مگر پیار سے۔" اس نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

اس کے نکلتے ہی دونوں نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں نے ڈنڈے وہیں چھوڑ دیئے۔ ایک آگے بڑھ کر جینی کو

ہوش میں لانے لگا۔

" اکمل، کبھی سوچا نہ تھا کہ ایسے مال سے باس ہم جیسوں کو نواز دیں گے۔"

"کاش باس اتنے تھپڑ مارنے کو نہ کہتے، دیکھو تو بیچاری کا گال خراب کر دیئے تم نے ہیری۔" جینی کو ہوش میں لانے والا بولا۔

"باس کا حکم آخری حکم ہے، اور ہمیں کونسا اسے پاس رکھنا ہے، آج ہی باس واپس لے جائیں گے۔"ہیری نے کہا۔" اگر یہ باس سے محبت کرتی ہے تو باس ایسے کیسے کر سکتا ہے کہ ہمیں دے دے، کچھ تو مان رکھا ہی جاتا ہے محبت کا، باس کی جگہ میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔"ہیری نے کہا۔

"باس کی باس جانے، اگر دکھ ہو رہا ہے تو کمرے سے نکل جاؤ، میرا ہی فائدہ ہو گا۔" اکمل نے اوباشانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔

"جب باس نے حکم دیا ہے تو میں بھی عمل کروں گا۔"ہیری نے مڑ کر بے غیرتی سے دانت نکالتے ہوئے کہا، جینی اب ہوش میں آنے لگی تھی۔

"کھول دو اسے۔" اکمل نے کہا تو ہیری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جینی کی بند شیں کھولنی شروع کر دیں۔ بند شیں کھلنے تک وہ ہوش میں آچکی تھی اور خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی جیسے یاداشت کھو بیٹھی ہو۔

"جانے دو مجھے۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری ہنی، اپنا انعام تو لیں گے ہم۔" اکمل نے کہا۔

"ابھی لو۔" جینی نے کہا اور جمپ مار کر اکمل سے ٹکرائی اور اس کی آنکھوں میں انگلی گھسانے کی کوشش کی لیکن تب تک ہیری پہنچ گیا تھا، اس نے تیزی سے ہاتھ چلایا تو جینی کے بال اس کے ہاتھ میں آ گئے، اس نے بال ہی کھینچ لیے جس سے جینی پیچھے کو الٹی تو اکمل نے گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں دے مارا، وہ چیخ کر پیچھے کو دوڑتی چلی گئی، پیچھے ہیری کھڑا تھا، اس نے عقب سے اسے گرفت میں لے لیا، جینی کے دونوں بازو بھی اب ہیری کی بانہوں نے گھیر رکھے تھے، جبکہ جینی کے چہرے پر پیٹ میں گھٹنا لگنے کی وجہ سے تکلیف ابھر آئی تھی۔

"توڑ پھوڑ کے بعد بھی وہی ہو گا جو ہم چاہتے ہیں۔" جینی نے منہ اس

کے کان کے پاس لا کر کہا تو جینی نے اس کے منہ پر سر دے مارا۔ ہیری گالیاں دیتا ہوا پیچھے ہوا، اسکی جینی پر گرفت ڈھیلی پڑی تو جینی نے آگے جھکتے ہوئے ہیری کو سامنے اچھال دیا، ابھی وہ کھڑی نہیں ہوئی تھی کہ اس کی پنڈلی پر ڈنڈے کی ضرب لگی اور وہ دردناک چیخ مار کر گھٹنوں کے بل زمین پر گی، دوسری ضرب اس کی کمر پر پڑی اور وہ چیختی ہوئی منہ کے بل زمین پر آرہی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے پنڈلی سے اس کی ٹانگ ہی کاٹ ڈالی ہو اور کمر کا درد تو برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ ہیری اور جینی کی لڑائی کے دوران اکمل ڈنڈا اٹھالایا تھا اور اس نے بلا تفریق صنف، پوری قوت سے ڈنڈا استعمال کیا تھا۔

"تت۔۔ تم لوگ۔۔۔ پپ۔۔ پلیز مجھے جانے دو۔" جینی نے تڑپتے ہوئے کہا، اس کی نظریں ڈینورس پر جمی ہوئیں تھیں جو بے حس پڑا تھا، نجانے مر گیا تھا یا بے ہوش تھا۔

"جانے دیں گے، پہلے دعوت ہو گی۔" اکمل نے ہیری کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

بہتر یہی ہے کہ ہم میں سے ایک اس کے ماتحت پر ڈنڈا پکڑ کر کھڑا رہے

، تبھی قابو رہے گی ورنہ یہ جینی کلب کی مالکہ ہے، ہاتھ نہیں آئے گی۔" اکمل نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے، تم ہی کرو یہ پہلے پھر۔" ہیری نے کہا، اسی وقت دروازہ کھلا اور دو افراد اندر داخل ہوئے، ایک نے مشین گن پکڑ رکھی تھی جبکہ دوسرا خالی ہاتھ تھا۔

"تم دونوں؟۔" پہلے سے موجود ماتحتوں نے نئے افراد سے پوچھا۔

"باس نے ہمیں بھی دعوت دی ہے۔" نئے آنے والوں کے چہروں پر عجیب سی چمک تھی۔ جینی نے تکلیف کے مارے پہلے ہی اٹھنے میں ناکام ہو رہی تھی، ان کی تعداد بڑھتے دیکھ کر اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اس نے تکلیف اور مایوسی کے مارے آنکھیں بند کر لیں۔

"پھر مشین گن والے کو پہلے جینی کے ماتحت کے قریب کھڑا کر دو۔" اکمل نے آہستگی سے ہیری سے کہا۔

"تم دونوں پھر انتظار کرو، اس کے ماتحت کو کھینچ کر دروازے کے قریب لے جاؤ اور مشین گن کے نشانے پر رکھو تب یہ قابو آئے گی

۔" ہیری نے کہا تو دونوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈینورس کی طرف بڑھ گئے۔ شاید ہیری ماتحت تھا یا پھر اس گھٹیا کام نے انہیں متحد ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تمہیں باس کی بجائے ہم میں سے کسی سے محبت کرنی چاہیے تھی۔ تمہارا حسن دیکھ دیکھ کر تو آہیں بھرتے ہیں ہم جینی ڈارلنگ، آج تمہارے ساتھ کی خواہش بھی پوری ہو گئی۔" ہیری نے مسکرا کر کہا اور پھر جینی کی طرف بڑھا۔

"مم۔۔ مجھ سے دولت لے لو، چاہے جتنی بھی، لیکن مجھے جانے دو۔" جینی نے جسم سمیٹتے ہوئے کہا۔

"مادام، تم جاؤ گی تو باس کے پاس، آزادی نہیں ملے گی۔ باس کی بات نہ ماننے والے کا جو حشر ہوتا ہے وہ تم دیکھ ہی رہی ہو۔" ہیری نے جھک کر اس کی ٹانگ پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی کہ جینی کی دوسری ٹانگ حرکت میں آئی اور ہیری کے منہ پر لگی، وہ چیخ کر دو قدم پیچھے ہٹا۔

"گولی مار دو اس کے ماتحت حرامزادے کو۔ گولی مار دو۔" اس نے چیختے ہوئے کہا تو جینی تڑپ کر رخ بدلا، دروازے کے پاس مشین گن بردار

نے گن کی نال بے حس لیٹے ڈینورس کی طرف کی اور ٹریگر پر انگلی رکھی۔

"مم۔ مت مارو۔۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔۔ مت مارو۔" جینی نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں گولی مار دو اسے۔" ہیری نے چیخ کر اپنے ساتھی سے کہا تو ساتھی نے فیصلہ کن انداز میں سر ہلایا، اسی وقت گولی چلنے کی آواز کے ساتھ چیخیں بلند ہوئیں۔

ایک چیخ جینی کی تھی تو دوسری اس شخص کی جس نے گولی چلائی تھی، اس کے ہاتھ سے گن نکل کر دور جا گری تھی اور اس کے ساتھی اس کی حالت دیکھ کر یکدم سن ہو گئے تھے۔ خاموشی محسوس کرتے ہوئے جینی نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کے جسم کو بھی جھٹکا لگا۔

گن بردار شخص دیوار سے لگا کھڑا تھا، اس کا سر دو حصوں میں تقسیم اور گردن میں لوہے کا تلوار نما بلیڈ نظر آرہا تھا۔ دروازہ پورا کھلا اور ایک سفاک چہرے والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے کمرے موجود ساکت اجسام کی طرف دیکھا اور پھر اپنے شکار کی طرف۔ وہ آگے بڑھا

اور بڑی بے دردی سے اس کی گردن میں سے بلیڈ کو کھینچ لیا۔ بلیڈ کھینچتے ہی وہ وہیں سے گھوما اور اگلی چیخ دوسری شخص کی تھی جو دروازے کے پاس کھڑا تھا، بلیڈ اس کی گردن کے آر پار ہوا اور نوجوان نے بلیڈ کو گھما کر باہر نکالتے ہوئے مڑ کر کمال اور ہیری کی طرف دیکھا جن کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں جبکہ جینی۔۔۔ بے جان سی پڑی اسے گھورے جا رہی تھی جیسے نئ مصیبت آنے پر حواس کھو بیٹھی ہو۔

"بھوتنی کے۔۔" نوجوان غرایا۔

حصہ سوم

گھوسٹ ان ایکشن

روشن پیلس کے میٹنگ روم میں سپارک مخصوص لباس اور نقاب میں موجود تھا، اس کے سامنے فاکس بیٹھا تھا۔

"کتنا نقصان ہو چکا ہے؟۔" اس نے فاکس سے پوچھا۔

"چیف، مختلف بینکوں میں ڈکیتیاں ہوئی ہیں، بڑے شاپنگ مالز میں جہاں کافی رش رہتا ہے، لوگ اچانک سر پھٹنے سے مرنے لگے ہیں۔ راہ چلتے پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہوا اور ایک کا سر پھٹتے وقت اگر زیادہ نزدیک کوئی دوسرا شخص بھی تو وہ بھی زخمی ہو جاتا ہے۔ ان کاروائیوں میں زیادہ تر ریٹائرڈ پولیس آفیسر شامل ہیں۔ چھ سرکاری افسران اسی طرح سر پھٹنے سے مر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے خودکشی کی کوشش

کی ہے وہ بھی ہنستے ہنستے اور اگر انہیں مرنے میں ناکامی ہوئی ہے تو سر پھٹنے سے مر گئے۔ ایک اہم وزیر کے سٹاف نے انہیں زبردستی گھیرے میں لے لیا اور اسی دوران گھیرے میں لینے والے تمام افراد کے سر پھٹ گئے، ان کے ساتھ ساتھ وزیر صاحب بھی مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے افسران اب نہ صرف اپنی فیملی سے بھاگ رہے بلکہ سکیورٹی اور دیگر سٹاف سے بھی یہاں تک کہ خود سے بھی خوفزدہ ہیں۔" فاکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"جس شخص کا حلیہ بتایا تھا اس کی کوئی خبر؟۔" لارڈ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ابھی تک وہ ٹریس نہیں ہوا، بس جینی تک ہی ہم لوگ پہنچ سکے ہیں۔" فاکس نے جواب دیا۔

"وہ تو میں جانتا ہوں، جینی کے ذریعے اس شخص تک پہنچنے کا انتظام ہو چکا ہے اس لئے اس سائیڈ سے ہمیں بے فکر رہنا چاہیے۔" لارڈ نے کہا تو فاکس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا کہ پورے وِنگ کو پیچھے ہٹا کر کسے جینی کے پیچھے لگایا جارہا ہے، کیا ایک آدمی یا کوئی پورا وِنگ؟۔

"کیا جینی کے خلاف ماسٹر زِ ونگ حرکت میں آنے والا ہے باس؟۔" فاکس پوچھ ہی بیٹھا اور جواباً لارڈ کی نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں۔

"سس۔۔سوری چیف۔" فاکس فوراً گھبرا گیا۔

"زیادہ سوالات جان لے لیتے ہیں، جتنا ضروری ہو گا خود ہی بتا دیا جائے گا۔" لارڈ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سوری چیف۔ غلطی سے منہ سے نکل گیا، مجھے حیرت تھی۔" فاکس نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ماسٹر زِ ونگ کے بارے میں تم جانتے ہو کہ آدھا غائب ہے، باقی افراد ساحر کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے، ہاں جبران کی بہت ضرورت پڑے گی کیونکہ یہ اسی کی فیلڈ سے متعلق کام ہے۔" لارڈ نے کہا تو فاکس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا لیکن اس بار اس کی زبان بند ہی رہی۔

"یہ کیس بہت پرانا ہے، یوسف حقانی، مصنوعی ذہانت کا سائنسدان، جس کے ڈرائیور کے میک اپ میں تم رہے ہو اور جسے تم نے چھپا رکھا

ہے، وہ بھی اسی کیس کی ایک کڑی ہے۔ اسی طرح پراجیکٹ عقاب کی فائل جو ہم نے تبدیل کی تھی وہ بھی اسی کیس کی ایک کڑی ہے۔" لارڈ نے دھیمی آواز میں کہا۔ " کیس کی شروعات سوغات سے ہوئی تھی، جہاں کچھ عرصہ پہلے ایک شخص سر پھٹنے سے مرا تھا، اس کے بعد ساحر اور ٹیم کو وہاں بھیجا گیا تھا۔ ساحر کے وہاں رہتے ایک اور شخص، ضمیر کی سر پھٹنے کی وجہ سے موت ہوئی اور ساحر لوتھر سے ٹکرایا اور ٹیمیں اسے سے پہلے ہی وہاں قائم زیرِ زمین اڈے میں قید تھی، ساحر بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہ کیس مصنوعی ذہانت کی ایک نئی دریافت کے گرد گھومتا ہے، گارڈین جو دشمن ٹیم میں مرکزی کردار کے طور پر سامنے آیا ہے، اس کی بہت سی خوبیاں قدرتی طور پر ساحر سے ملتی ہے، ذہانت میں وہ بھی ثانی نہیں رکھتا لیکن ہے الجھے ہوئے مزاج کا شخص۔ وہ اس پراجیکٹ کا ہیڈ ہے۔ یہ لوگ مصنوعی ذہانت میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ ہیں مجرم۔ یہ جو قتل و غارت تم بتا رہے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حکومت سے اپنی بات منوانا چاہ رہے ہیں۔ جب بات ماننے میں سستی کی گئی ہے تو انہوں نے کھل کر دھمکانا شروع کر دیا ہے جس وجہ سے کام کی رفتار بڑھانی ہو گی ورنہ بہت نقصان ہو گا۔ گارڈین

کی قابلیت ہماری تیز رفتاری میں رکاوٹ کھڑی کر سکتی ہے اس لئے ہم دو طرفہ کاروائی کریں گے۔ ایک تو جینی ہے لیکن اس پر کسی اور کو لگا چکا ہوں، وہ بہت تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے، دوسرا۔۔۔ ماسٹر ز وِنگ کے جو ایجنٹس بچے ہیں، جبران کے علاوہ دونوں کو چھپے ہی رہنا ہے، لہٰذا ہم باقی ایجنٹس کو تلاش کریں گے۔ ساتھ ساتھ ہمیں تھرڈ آئی کو اچھی طرح استعمال کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سکے، سرکاری افسران کی نگرانی کرنی ہے، کوئی نہ کوئی ایسا ضرور ملے گا جو دشمن سے ملا ہوا ہو۔ کہیں سے ڈور کا سرا گارڈین کے ہاتھ لگا ہے تو اس نے کام شروع کیا ہے، ہم بھی وہ سرا تلاش کریں گے۔" لارڈ نے کہا۔

"چیف ایک اور سوال۔۔ اگر اجازت ہو تو۔" فاکس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"پوچھو۔۔"

"جب جبران صاحب سوغات سے آپ کو لے کر آئے، آپ کافی زخمی تھے، اب اچانک ٹھیک کیسے ہو گئے؟۔"

"میں زخمی نہیں تھا، بلٹ پروف جیکٹ اور پہلو پر زخموں کے میک اپ

کی مدد سے خود کو زخمی ظاہر کیا تھا۔ "لارڈ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو فاکس نے عجیب سی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جیسے لارڈ کی اس حرکت کو سمجھ نہ پایا ہو لیکن لارڈ بھی کوئی جواب دیئے بغیر کمرے سے نکل کر ماسٹر روم کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے نقاب اتار کر ایک طرف میز پر رکھا اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھ رہا۔

"تمہیں بتا دوں کہ کس کے لئے زخمی ہونے کا ڈرامہ کیا تھا تو ساحر کو سمجھنے لگو، اسے ٹھنڈا کرنے کے لئے ضروری تھا۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔

"یس۔۔۔"

"جنابِ صدر، لارڈ بول رہا ہوں۔" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اوہ، آپ۔ میں نے آپ سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا، حالات کا اندازہ تو ہو گا ہی آپ کو۔" صدر کے لہجے میں تلخی کا عنصر محسوس ہو رہا تھا۔

"جی جناب، میں جانتا ہوں، میری ٹیم اس پر کام کر رہی ہے۔" لارڈ نے

پرسکون لہجے میں جواب دیا۔ صدر کے لہجے میں موجود تلخی نے اس پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔

"اگر ٹیم کی یہی کارکردگی رہی تو دو چار شہر اور تباہ ہونے کے بعد ہی کچھ ہو سکے گا۔" صدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب، مجرم کو تلاش کرنے کے لئے چارا ڈال دیا گیا ہے۔" لارڈ نے جواب دیا۔

"اور مجرم وزیرِ دفاع تک پہنچ چکا ہے۔" صدر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تو لارڈ چونک گیا۔

"اوہ۔۔۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اب وہ صدر کو کیا بتاتا کہ مجرم تو اسے بھی نچا چکا ہے، مجرم نے لارڈ کی ٹیم توڑ دی تھی، لارڈ کو دھوکہ سے شہر سے باہر، سوغات جانے پر مجبور کر دیا تھا اور لارڈ ابھی تک کچھ بھی نہیں کر سکا تھا تو بے چارے وزیرِ دفاع کیا چیز تھے۔

"جی، اور آپ کی ٹیم ابھی چارا ہی ڈال رہی ہے۔" صدر کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"مجرم کی کیا مانگ ہے؟" لارڈ نے پوچھا۔

"مانگ؟۔۔ آپ کو کیسے علم ہوا کہ اس کی کوئی مانگ ہے؟۔" صدر نے چونک کر پوچھا۔

"جناب، مجرم کی وزیرِ دفاع سے ملاقات کی وجہ کوئی مانگ ہی ہو سکتی ہے، انہیں مارنا ہوتا تو حسن امیر صاحب آپ کو یہ احوال بتانے کے لئے زندہ نہ چھوڑے جاتے۔" لارڈ نے کہا۔

"گڈ، آپ کی ذہانت مجھے پسند ہے۔" صدر کے لہجے میں قدرے نرمی تھی اور پھر انہوں نے حسن امیر سے ہونے والی ساری بات بتادی۔

"ایک حفاظتی قدم اٹھایا جائے تو میرے خیال سے بہتر رہے گا۔" لارڈ نے کہا۔

"کون سا؟۔۔"

"تمام اداروں کو تا حکم ثانی بند کر دیں، کوئی بھی ملازم دفتر نہیں جائے گا حتیٰ کہ صفائی والا عملہ یا سکیورٹی کے افراد بھی۔ سکیورٹی کے لئے انٹیلی جنس کے وہ افراد جو دور دراز کے بڑے شہروں میں فارغ ہیں، انہیں بلا کر لگایا جائے اور یہ کام فوری ہو تو بہتر ہے۔" لارڈ نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا؟۔" صدر نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ میں جلد ہی آپ کو بتا دوں گا لیکن پلیز۔ یہ فوری کیجئے۔" لارڈ نے کہا۔

"اوکے، ابھی اعلان کر دیتے ہیں۔" صدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر، حسن امیر صاحب کے سٹاف سے ہی ہم تفتیش شروع کرتے ہیں، آپ یقین رکھیں کہ ہم جلد ہی کامیاب ہوں گے۔" لارڈ نے کہا۔

"ان شاءاللہ۔" صدر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"اللہ ہی مہربان ہے، جب تمام رستے بند ہوئے تو نیا کلیو مل گیا۔" وہ بڑبڑایا۔ اس نے سفید رنگ کے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ملایا۔

"یس۔۔"

"لارڈ بول رہا ہوں جبران، کوڈ ڈبل جی۔ موبائل لیب تیار کرو، ایک کلیو ہے اور تم ہاشم کے ساتھ مل کر اس کی جانچ کرو گے۔" لارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔" دوسری طرف سے مختصراً کہا گیا اور لارڈ نے ریسیور رکھا اور اٹھ کر میک اپ روم کی طرف چل دیا تاکہ ہاشم کا روپ دھار سکے لیکن ابھی وہ میک اپ روم کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ سفید فون کی گھنٹی بجنے لگی، وہ منہ بناتا ہوا واپس مڑا۔

"یس۔۔"

"فاکس بول رہا ہوں چیف۔"

"کیا بات ہے؟۔"

"چیف، ماسٹر زونگ کے جو ممبران غائب تھے ان میں سے دو مل گئے ہیں۔ کبیر صاحب اور میڈم ثانیہ۔" فاکس نے پرجوش آواز میں کہا۔

"کیسے؟۔" لارڈ نے سخت لہجے میں کہا، اس کی پیشانی پر شکنیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

"چیف، نمبر بارہ کو ملے ہیں۔ دونوں بے ہوشی کی حالت میں جنرل بس سٹینڈ کے ویٹنگ ایریا میں تھے، کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی، نمبر بارہ دو ممبران کے ساتھ پولیس کی وردی میں پہنچا اور انہیں اٹھا کر

سیف ہاؤس لے آیا ہے۔"

"اوکے، انہیں بے ہوش ہی رکھو اور خود گرین ہاؤس پہنچا دو۔"

اس نے مزید کچھ ہدایات دیتے ہوئے کریڈل دبا کر جبران کا نمبر ملایا تاکہ ہاشم کے روپ میں خود اس کے ساتھ جانے کی بجائے کسی اور کو ساتھ لے جانے کا کہہ سکے۔ کبیر، ثانیہ کی اچانک واپسی نے اس کی چھٹی حس کو زبان عطا کر دی تھی جس وجہ سے سنجیدگی کی تہہ جمتی چلی جا رہی تھی۔۔ پریشانی کی بات یہ تھی کہ۔۔۔ چنگیزی اب بھی غائب تھا۔

جینی کی آنکھ کھلی اور غیر ارادی طور پر اٹھنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی لیکن ماحول دیکھ کر وہ جہاں تھی وہیں تھم گئی۔ اس کا ہاتھ بے اختیار سر کی طرف اٹھ گیا، سر میں درد کی ٹیس کی وجہ سے وہ بے چینی محسوس کر رہی تھی اور سر میں درد کی لہر نے ہی اسے ہوش کے جہان میں دھکیل دیا تھا۔

وہ اپنی تیسری رہائش گاہ پر موجود تھی جہاں سے گارڈین اسے اٹھا لے گیا تھا۔ گارڈین کے اڈے میں ڈینورس کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ ڈینورس نگرانی کرتا ہوا پکڑا گیا تھا جس وجہ سے گارڈین ڈینورس کے میک اپ میں جینی تک پہنچ گیا اور ڈینورس کے میک اپ میں رہتے ہوئے ہی اس نے جینی سے اگلوا لیا کہ وہ گارڈین کے خلاف کام کر رہی ہے۔ وہ جانتی تھی کہ ڈینورس نے تشدد کے باوجود زبان نہیں کھولی ہو گی جس وجہ سے گارڈین کو اس کا روپ دھار کر جینی سے اگلوانا پڑا۔

ڈینورس کا خیال آتے ہی اس نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا لیکن کمرے میں اس کے بیڈ اور ایک سنگل صوفہ کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ وہ تیزی سے بستر سے اتری اور جوتی پہنتے ہوئے درووازے کی طرف بڑھ گئی۔ ہینڈل گھمانے پر دروازہ کھل گیا اور جینی راہداری میں پہنچ گئی۔ اس کا دماغ حیرت کی وجہ سے خاموش ہو گیا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ جینی کو دوبارہ اسی اڈے میں کون لے کر آیا ہے اور اس طرح آزاد کیوں چھوڑ دیا۔۔۔اس سوال پر اس کے ذہن میں وہ سفاک نوجوان ابھرا جس نے چند ساعتوں میں جیتے جاگتے انسانوں کو یوں کاٹ ڈالا تھا جیسے لکڑہارا سوکھے درخت کو۔ نوجوان کی شکل دماغ کے پردے پر ابھرتے ہی اس نے جھرجھری لی اور دوسرے کمرے میں داخل ہوئی۔

یہ کمرہ بھی خالی تھا، وہ کمرے دیکھتی ہوئی ڈرائنگ روم کے ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی تو ٹھٹک گئی۔ کمرے کے وسط میں چھوٹے بیڈ پر کوئی لیٹا ہوا تھا اور بستر کے ساتھ ڈرپ والا راڈ دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھی، توقع کے مطابق بستر پر ڈینورس ہی تھا۔ اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا،

جینی کی نظر اس کی ننگی پنڈلیوں پر پڑی تو اس کے چہرے پر دکھ بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی پنڈلیوں پر بڑے بڑے نیل پڑے ہوئے تھے جو گارڈین کے ماتحتوں کی ضربوں کی وجہ سے پڑے تھے۔ جینی نے پیار سے ڈینورس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر یوں ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جیسے ماں بیمار بیٹے کو دلاسا دے رہی ہو۔

اچانک سماعتوں سے ٹکرانے والی گھٹی گھٹی چیخ نے اسے جھٹکا دیا اور وہ گھبرا کر مڑی۔ چیخ کہیں دوسرے کمرے سے آتی محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ تمام کمرے چیک کر چکی تھی سوائے ڈرائنگ روم کے۔ اس نے پریشانی سے ڈینورس کی طرف دیکھا اور پھر تھوک نگلتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔ وہ بلی کی طرح پنجوں پر چلتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہی تھا، جینی نے آگے جھک کر کمرے میں دیکھا اور پھر چیخ مار کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کا ایک ہاتھ سینے پر تھا اور ایک سے دیوار کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف بند ہو گئی تھیں اور جسم لرزنے لگ گیا تھا۔

"اندر آجاؤ۔" کسی نے غرا کر کہا تو اس نے لاشعوری طور پر انکار میں

سر ہلایا کیونکہ زبان کھولنے کا خیال بھی اس کے دماغ سے نہ گزر پایا تھا۔ "جلدی۔" دوبارہ حکم ملا۔

چاروناچار وہ لڑکھڑاتی ہوئی دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔ اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے دیکھا۔ کمرے کے وسط میں رکھی میز کو ہٹا کر وہاں لکڑی کی کرسی رکھی گئی تھی جس پر ایک شخص بندھا ہوا تھا، اس کا چہرہ لہولہان تھا اور ایک طرف ڈھلکا ہوا سر ظاہر کر رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ اس کے منہ میں کپڑا دیا گیا تھا اور اس کے سامنے کھڑا تھا وہی نوجوان۔۔ وہ سفاک نوجوان جس نے گارڈین کے ماتحتوں کے سر چیر ڈالے تھے۔ اس کے دائیں ہاتھ میں وہی خونی بلیڈ تھا اور بائیں ہاتھ میں کرسی پر بندھے شخص کا کٹا ہوا بازو۔ جینی گھبرا کر منہ کے بل زمین پر آرہی اور پھر جھٹکا کھا کر ساکت ہو گئی۔

وہ دوبارہ ہوش میں آئی تو خود کو ڈینورس کے بستر کے قریب رکھے صوفہ پر پایا، ہوش میں آتے ہی وہ تیزی سے اٹھی اور گھبرائی ہوئی ہرنی کی طرح ادھر ادھر دیکھا، اسی وقت دروازہ کھلا اور اس کا دل دھک کر کے رہ گیا۔ دروازے سے وہ سفاک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا، اس کا

ہاتھ تو خالی تھا لیکن چہرے پر وہی سفاکی اور وحشت۔

"کک۔۔ کون ہو۔۔ تت۔۔ تم۔۔" جینی نے پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا لیکن نوجوان جواب دینے کی بجائے ڈینورس کی طرف بڑھ گیا اور اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹا۔

"یہ بچ جائے گا لیکن کافی دنوں تک حرکت سے معذور رہے گا۔" اس نے بلا تاثر لہجے میں کہا۔

"تت۔ ت۔۔" جینی کی حالت سے لگ رہا تھا کہ وہ دوبارہ بے ہوش ہو جائے گی۔

"کیا تم گارڈین کو جانتی ہو؟۔" نوجوان نے چند لمحوں بعد لہجے کی آنچ کو کم کرتے ہوئے پوچھا لیکن اس کا سوال ہی ایسا تھا کہ جینی کی گھبراہٹ بڑھ گئی۔

"تت۔۔ تم کیسے جا۔۔"

"وہ میرا دشمن ہے، میں اسے ختم کرنا چاہتا ہوں۔" نوجوان نے

لاپرواہی سے جواب دیا۔

"گگ۔ گارڈی۔۔ مم۔۔مجھے۔۔"

"اگر تم نہیں جانتیں تو میں نے فضول میں تمہیں بچایا۔" نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ وہاں سے جانا چاہتا ہے۔

"پپ۔ پانی۔۔ پانی پپ۔ پی لوں۔" اس نے اجازت طلب نظروں سے نوجوان کی طرف دیکھا تو نوجوان نے کندھے اچکا دیئے، جینی تیزی سے باہر کو لپکی۔ وہ کچن کی طرف چل رہی بلکہ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اڑ رہی ہو۔ پانی کا پہلا گھونٹ منہ سے گزرتے ہی بہت مددگار ثابت ہوا تھا۔ اس کے حواس تیزی سے بحال ہونے لگے اور گلاس پورا معدے میں منتقل کرنے تک وہ کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔

"بے وقوف جینی۔ اگر وہ تمہیں مارنا ہی چاہتا تو بچا کر کیوں لاتا۔ اسے تیری ضرورت ہے اور تجھے اس کی مضبوط حفاظت کی تاکہ گارڈین جیسے درندے سے بچ سکو۔ گارڈین جیسے بدمزاج درندے کو یہی بھیڑیا روک سکتا ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی گلاس میں پانی ڈالنے لگی اور پھر ایک ہی

سانس میں دوسرا گلاس بھی خالی کر دیا، پانی پینے کے بعد وہ کچن سے نکلی اور بجائے نوجوان کی طرف جانے کے، وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ جب وہاں سے لوٹی تو چہرہ قدرے پر سکون، دھلا دھلا تھا، بال سلیقے سے پونی کی گرفت میں دے دیئے گئے تھے اور چال میں اعتماد لوٹ رہا تھا لیکن دل میں ابھی تک سفاک نوجوان کا خوف بیٹھا تھا۔

کمرے میں داخل ہوئی تو نوجوان صوفہ پر بیٹھا تھا، اس بار وہ خالی ہاتھ نہیں تھا، بلیڈ کو گیلے کپڑے سے صاف کر رہا تھا، قدموں کی آواز سن کر بھی اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی، جینی نے نظر بھر کر اس کو دیکھا۔ عجیب سا چہرہ تھا، بیک وقت سفاک اور پر کشش محسوس ہو رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے سفاکیت محض ایک نقاب ہے جبکہ اس کا اصل چہرہ کچھ اور ہے، اچانک ہی اس نے نظر اٹھائی تو جینی گھبرا گئی۔

"گارڈین کون ہے بھوتنی کا؟۔۔" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ میرا باس تھا۔" جینی نے صوفہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔"

"مجھے بچایا کیوں؟۔" جینی نے صوفہ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میرے سوال کا ٹھیک سے جواب دو۔" اس نے بلیڈ آنکھوں کے سامنے کر کے اس میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"گارڈین آج سے تین سال پہلے مجھ سے ٹکرایا تھا اور۔۔۔"

"تمہیں میری بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔ مجھے ماضی سے نہیں، حال سے دلچسپی ہے۔" نوجوان نے غرا کر اس کی بات کاٹ دی۔

"اس کی رہائش کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی، میرے کلب میں بھی اس کا خفیہ اڈہ رہا ہے اور میری دو رہائش گاہوں کو وہ استعمال کرتا رہا ہے جن میں سے ایک اس نے تباہ کر دی تھی اور دوسری میں اپنے دشمنوں کو قید رکھا تھا۔" جینی نے جان بوجھ کر لفظ دشمن استعمال کیا تھا اور سرکاری افراد نہیں کہا تھا کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ سامنے والا کون ہے۔۔ لیکن اس کی حرکتوں سے ظاہر تو ہو رہا تھا کہ وہ سرکاری بندہ نہیں، خود سرکار ہے۔

"ہونہہ۔ تمہاری دوسری رہائش گاہ جہاں اس نے دشمن کو قید رکھا،

اسے چیک کرنا چاہوں تو؟۔"

"اب ان رہائشوں اور کلب میں خطرہ ہو گا، اب تک گارڈین کو خبر مل چکی ہو گی کہ تم اس کے لوگوں کو قتل کر چکے ہو اور میں اپنے ماتحت کے ساتھ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ اب وہ تمہیں تلاش کرتا پھر رہا ہو گا۔" جینی نے کہا۔

"خطرہ تو تھا، تمہارا دفتر میں چیک کر چکا ہوں وہاں کچھ بھی نہیں۔" نوجوان نے کہا تو جینی چونک کر سیدھی ہوئی۔

"خفیہ کمرہ کیسے تلاش کر لیا تم نے؟۔" جینی نے پوچھا۔

"وہ چھوڑو۔ تم گارڈین کا مشن جانتی ہو؟۔"

"نہیں، وہ مجھے کچھ نہیں بتاتا، بس میری کمزوری کا فائدہ اٹھاتا ہے۔" جینی کی آواز میں بے بسی اور کسک محسوس کر کے نوجوان نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔"لیکن اب میں اس کی کٹی پھٹی لاش دیکھنا چاہتی ہوں۔"اس نے نفرت سے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"تم ضرور دیکھو گی مس جینی۔"نوجوان نے بلیڈ پر انگلی پھیری۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا۔" جینی کو جیسے اچانک یاد آیا ہو۔

"گھوسٹ۔۔" نوجوان چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد بولا، اس کی آنکھوں کی تپش نے جینی کے وجود میں جیسے چنگاریاں سلگا دیں، انجانی سی آگ لپکی تھی اور جینی نے آنکھیں جھکا لیں۔

"تم وہاں پہنچے کیسے ؟۔۔" اس نے دوسری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرے کچھ دوستوں نے بتایا کہ آجکل ہونے والی گڑبڑ میں تم بھی ملوث ہو تو میں نے تمہاری نگرانی شروع کر دی، جب تمہیں اغوا کر کے لے جایا گیا تو میں بھی پیچھے ہی تھا، اس رہائشی کالونی میں بھٹک جانے کی وجہ سے دیر سے پہنچا۔" گھوسٹ نے جواب دیا۔

"تمہاری گارڈین سے کیا دشمنی ہے ؟۔" جینی نے پوچھا۔

"اس سے میری ذاتی دشمنی نہیں ہے، میں اپنے جیسے درندوں کو شکار کرنے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔"

"اپنی بقا کی جنگ۔" جینی نے کہا۔

"نہیں، فنا کی۔ سب کو مارنے کے بعد میں خود کو بھی مار دوں گا تاکہ اس

دھرتی پر ظلم باقی نہ رہے۔ "اس نے لاپرواہی سے کہا تو جینی نے عجیب سی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اب تم گارڈین کو کیسے تلاش کرو گے؟۔" جینی نے چند لمحوں کے بعد پوچھا۔

"تلاش کیا کرنا ہے، ہم خود لینے آ گئے ہیں۔" کھلے دروازے سے غراتی ہوئی آواز سن کر جینی تڑپ کر پلٹی اور پھر مڑ کر گھوسٹ کی طرف دیکھا، جس کے اندر کا جانور انگڑائی لیتا نظر آ رہا تھا۔

"تم آئے نہیں، لائے گئے ہو بھوتنی کے۔" کہتے ہوئے گھوسٹ اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے میں دو افراد داخل ہوئے تھے، ایک لمبا تڑنگا شخص جس کی گردن اور ایک ہاتھ پر پٹی بندھی تھی، اس کے دوسرے ہاتھ میں درمیانے سائز کا کلہاڑا تھا۔۔۔ دوسرا نوجوان، اس کی حالت سے لگ رہا تھا کہ صدیوں سے نہایا نہیں ہے، اس کے دونوں ہاتھوں میں میں خنجر چمک رہے تھے۔ وہ دانت نکوستے ہوئے گھوسٹ کو دیکھ رہا تھا جبکہ گھوسٹ۔۔۔ ہاتھ میں چمکتا ہوا بلیڈ لہراتے اطمینان سے چلتا ہوا ڈینورس

اور جینی کو پیچھے چھوڑ کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"مس جینی، ڈینورس کے بیڈ کی دوسری طرف ہو جائیں۔" گھوسٹ کی نرم آواز سن کر جینی کی گھبراہٹ قدرے کم ہوئی اور وہ میکانکی انداز میں آگے بڑھ گئی۔

"راما، اس کا کلیجہ میں نکالوں گا۔" نوجوان نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"یس مسٹر چنگیزی، آنکھیں مجھے پسند ہیں۔" لمبے تڑنگے شخص نے غرا کر کہا تو گھوسٹ کے چہرے پر خونی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بچے دو ہی اچھے لیکن دونوں۔۔" اس نے توقف کیا۔

"دونوں کیا؟۔" راما غرایا۔

"دونوں بھوتنی کے۔" گھوسٹ نے سرد لہجے میں کہا اور شائیں کی آواز کے ساتھ کمرے میں دردناک چیخ گونج اٹھی۔

گارڈین غصے سے بپھرا ہوا تھا، دارالحکومت کے تمام سرکاری و نجی اداروں کو تاحکم ثانی بند کر دیا گیا تھا۔ حکومت کی اس حرکت کی وجہ سے اس کے بہت سے کام رک گئے تھے اور مشن خطرے میں نظر آنے لگا۔ اس کا مشن اس طرز کا تھا کہ اس کے لئے بہت وقت درکار تھا، آہستہ آہستہ ہی وہ اپنا مقصد پورا کر سکتا تھا کیونکہ مشن کی تکمیل کے لئے وہ سرکاری و نجی افسران پر انحصار کر رہا تھا۔

"اب تک کتنا کام ہو سکا ہے ہیکر؟۔" اس نے بڑی سکرین پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھا، سکرین پر شہر کے مختلف دفاتر نظر آ رہے تھے جو اس وقت سنسنان پڑے تھے۔

"باس، مختلف حساس اداروں سمیت مختلف اہم راز ہم تک منتقل ہو چکے ہیں لیکن ہمارے حدف کے مطابق اب تک بیس فیصد تک ہی پہنچ سکے ہیں۔" سکرین کے سامنے کرسی پر بیٹھے چھوٹے قد کے شخص نے جواب دیا۔ ہیکر، لوتھر کی طرح ہی گارڈین کا بہت قریبی اور بہت ہی اہم ماتحت تھا جس کے ساتھ گارڈین کھل کر اور پورے اعتماد سے بات کرتا تھا، چونکہ وہ ان کا باس بھی تھا لہذا ضروری نہیں تھا کہ انہیں ہر بات یا مکمل بات بتاتا ہو۔

"ہیکر، مجھے جلد سے جلد تمام معلومات چاہییں۔" گارڈین نے ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے کہا۔

"باس، آپ تو جانتے ہیں کہ جب تک لوگ دفتروں میں نہیں جائیں گے ہم کچھ نہیں کرسکتے۔" ہیکر نے جواب دیا۔

"کس الو کے پٹھے نے حکومت کو یہ مشورہ دیا ہو گا کہ ادارے بند کرو، میرے خیال سے کوئی ہے جو ہمارے راز کے متعلق جانتا ہے۔" گارڈین نے سوچ میں ڈوبتے ہوئے کہا۔

"باس، سوغات والے اڈے میں جو شخص تھا وہ کچھ جانتا تھا کیا؟۔" ہیکر

نے پوچھا۔

"میرا نہیں خیال کہ وہ اس بارے میں کچھ جانتا تھا البتہ وہ منشیات کے حوالے سے کافی کچھ جانتا تھا اور منشیات سے متعلق لوتھر نے بڑا بے ہودہ سا کوڈ رکھا ہوا تھا، پراسرار گدھا، اس کوڈ کے استعمال کی وجہ سے وہ نوجوان سامنے آیا تھا اور لوتھر اسے اڈے میں لے آیا کہ نوجوان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔" گارڈین نے جواب دیا۔

"کیا لوتھر کا شک ٹھیک تھا؟۔"

"اس حد تک تو ٹھیک تھا کہ اس نوجوان، جس کا نام اصل نام ساحر ہے۔ ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہے۔ ساحر بطور، بطوط خان اڈے میں گھسا تھا جبکہ ہے وہ ایک حکومتی جاسوس۔"

"بطوط خان سے کچھ دیر ملاقات ہوئی تھی میری، ذو معنی مزاحیہ کردار ہے اور معصوم بھی۔" ہیکر نے مسکراتے ہوئے کہا جیسے بطوط سے ہونے والی ملاقات آنکھوں کے سامنے سے گزر گئی ہو۔ "کک۔۔ کیا؟ ۔ حکومتی جاسوس؟۔" ہیکر چونک گیا۔

"ہاں، وہی معصوم بطوط، اصل میں ساحر گردیزی تھا جس نے اپنے ملازم بطوط کا روپ دھار رکھا تھا۔ یہ بات میں نے لوتھر کو نہیں بتائی کیونکہ میں ساحر اور اس کی ٹیم کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے میں ساحر کو اڈے میں چھوڑ آیا کیونکہ میں اسے پرکھ چکا تھا، اسے اُس وقت قابو نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن میں نے سوچا اس کی ٹیم کو قابو کر لیا جائے۔ ان کی ابتدائی جانچ پڑتال کے بعد یہ بہتر محسوس ہوا کہ انہیں بھی فوری نہ چھیڑا جائے، یہ کام آہستہ آہستہ ذہن سازی سے ممکن تھا۔ جس طرح کہ یہ لوگ ہیں میں نے سوچا ان پر وقت لگانا چاہیے، بڑی منزل اور اہم ساتھیوں کے لئے وقت لگانا پڑتا ہی ہے اس وجہ سے میں نے انہیں ظاہری طور پر آزاد کر دیا لیکن جانچ پڑتال کے دوران سب کے بارے میں کافی معلومات مل گئی تھیں جس وجہ سے میں ایسے شخص کی آواز میں ان سے بات کرتا رہا جس کی بات پر وہ سر کٹا دینے کو تیار رہتے ہیں۔ اور اسی طریقے سے ان کو قابو میں رکھا۔"

"اور وہ شخص، جس کا نام لے کر انہیں قابو میں رکھا یقیناً ان کا باس ہو گا؟۔" ہیکر نے گہری نظروں سے گارڈین کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔"

"معذرت کے ساتھ باس، اگر ان کا باس اتنا ہی کام کا ہوتا تو ٹیم آپ کے ہاتھوں میں نہ کھیل رہی ہوتی۔ اگر وہ اتنا نااہل ہے تو اس کی ٹیم پر وقت ضائع تو نہیں کر رہے آپ؟۔" ہیکر نے کہا۔

"ہیکر، تم مجھے اسی وجہ سے پسند ہو کہ صاف اور سیدھی بات کرتے ہو لیکن کیا مجھے بے وقوف سمجھتے ہو؟۔" گارڈین نے سخت لہجے میں کہا تو ہیکر کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

"سس۔۔ سوری۔۔۔ باس۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ میں نے بے وقوفوں کی طرح یہ دردِ سر پال لیا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ ساحر گردیزی، جو ٹیم لیڈر رہے وہ آفت ہے تو اس کا باس کیسا ہو گا یہ تم نہیں سمجھ سکتے۔ ساحر کو میں سوغات والے اڈے میں اسی وجہ سے قید کر آیا تھا کہ ہم اپنے آپ کو بہتر کر پھر اس پر بھی قابو پالیں، اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح مجھے خطرہ تھا کہ ان کا باس یہاں مسئلہ بنا سکتا ہے اس وجہ سے میں نے باس کو شکار کرنے کا سوچا۔ براہِ راست اسے چھیڑنے کی بجائے میں نے کبیر، جو اس کی ٹیم کا

اہم ممبر ہے، کی آواز میں باس کو پریشان کیا اور میری توقع کے مطابق سوغات میں ایک بار پھر سے ساحر اور ہمارے اڈے کے حوالے سے ہلچل مچ گئی اور میں نے لوتھر کو خیال رکھنے کا کہہ دیا۔ اس ٹیم کے باس کی مکمل توجہ سوغات پر مرکوز رہی، خود چاہے کہیں بھی رہا ہو، اور میں یہاں کام کرتا رہا۔"

"سوری باس، مجھے واقعی شرمندگی ہے کہ جلد بازی میں غلط بات کر گیا، آپ نے واقعی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔" ہیکر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اٹس اوکے۔ صبر اچھی چیز ہے۔" گارڈین نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"وہی ٹیم آپ کے ہاتھ دوبارہ لگی ہے۔" ہیکر مسکرایا۔

"ہاں، کچھ زیادہ ہی حب الوطن ہیں یہ لوگ، اپنے باس کے روکنے کے باوجود یہ چوری چھپے حرکت میں آ گئے۔"

"آپ نے ایک شخص چنگیزی کے علاوہ باقی سب کو چھوڑ دیا ہے۔" ہیکر نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"ہاں، یہ بھی ایک چال ہے ہیکر۔" گارڈین مسکرایا۔ "حکومت نے اب ادارے تو بند کر دیئے ہیں لیکن کھوپڑیاں پھٹنے سے کیسے روک سکیں گے اور کس کس کو روکیں گے، اب سب سے اہم چال چلنے کا وقت آگیا ہے۔" گارڈین نے کہا تو ہیکر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"اب ہم قتل و غارت کا بازار گرم کریں گے، بلا مقصد قتل، لیکن ماریں گے اہم لوگوں کو تا کہ بوکھلا کر یہ لوگ ہماری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ساحر کے حوالے سے ایک پریشانی درپیش ہے، میں اب تک نظر انداز کرتا چلا آرہا تھا لیکن اب ننگی تلوار کی طرح سر پر لٹک گیا ہے۔"

"وہ کون سا باس؟۔"

"ساحر گردیزی۔۔"

"وہ تو اڈے میں ہی کام آگیا ہو گا، وہاں پر تو کسی نے حملہ کیا ہے۔"

"ساحر کے طور پر وہ نہایت ذہین اور ہنس مکھ نوجوان ہے لیکن اب کہانی نے نیا رخ لے لیا ہے۔" گارڈین اتنا کہہ کر چپ کر گیا جبکہ ہیکر سے یہ

سسپنس برداشت نہیں ہو رہا تھا، اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"کون سا نیا رخ باس؟۔"

"تم نے سوغات اڈے میں ہونے والی قتل و غارت دیکھی؟۔"

"نہیں باس۔ جب سے دارالحکومت آئے ہیں میں تو ڈرونز کو ہی سنبھال رہا ہوں ویسے سنا ہے کہ کسی جانور کا کام ہے، سنا ہے بے دردی سے چیر پھاڑ دیا گیا ہے ہمارے لوگوں کو۔"

"وہ جانور ساحر ہی ہے جس نے سب کو چیر پھاڑ دیا ہے اور بات یہاں تک ہی نہیں رکی۔ کل میرے خفیہ اڈے پر بھی وہ حملہ آور ہوا ہے میرے پانچ آدمیوں کو اسی طرح چیر ڈالا ہے جیسے سوغات والے اڈے میں۔"

"اوہ۔۔تت۔۔تو وہ آزاد ہو گیا ہے، سوغات والے اڈے سے آزاد۔ مگر کیسے؟۔۔"

"وہ نہ صرف آزاد ہو گیا ہے بلکہ ہمارا اڈہ بھی حکومت کے حوالے کر دیا ہے، اگر اڈہ تباہ ہو جاتا تو اتنا دکھ نہ ہوتا جتنا اب ہے۔" گارڈین نے

کہا۔ "میں چاہتا تھا کہ بغیر پریشانی کے کام کر سکوں لیکن اب وہ میرے پیچھے ہے۔ اگر ساحر یہاں ہے تو مجھے امید ہے کہ اسے وہاں سے نکالنے کے لئے بیرونی مدد ضرور ملی ہے، اس اڈے سے کسی کو نکال لانے والا اس کا باس ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کام عام جاسوس کے بس سے باہر ہے۔ اس سے میرے دل میں ساحر کے باس سے ملنے کا شوق پیدا ہو گیا لیکن ساحر۔۔۔ اس جانور کو کیسے روکا جائے، مجھ تک پہنچے یا نہیں دونوں صورتوں میں میرا نقصان ہے، وہ میرے لوگوں کو چیر پھاڑ رہا جس وجہ سے لوگ سہمے ہوئے ہیں۔" گارڈین کے چہرے پر ہیکر نے پہلی بار پریشانی کے آثار دیکھے تھے۔

"ہمارے پاس اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی نہیں؟۔" ہیکر نے پوچھا۔

"تم نے اڈے کی کاروائی دیکھی نہیں ورنہ یہ بات نہ کرتے۔۔ بلکہ۔۔" گارڈین طنزیہ انداز میں کہتے کہتے رک گیا۔ "خوب۔۔۔ بہت خوب ہیکر۔۔ کیا کمال کی بات کہی ہے۔" گارڈین نے اسے کھینچ کر گلے سے لگا لیا۔ "میرا شہزادہ۔۔" گارڈین نے اس کی پیشانی چوم لی اور پھر اسے

چھوڑ کر مڑ کر تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔

"جانور کا مقابلہ جانور سے۔۔۔ گڈ گڈ۔۔ گڈ گڈ۔۔ گڈ گڈ۔۔" گڈ گڈ دہراتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کے اڈے سے راما اور چنگیزی نکل رہے تھے، وہی راما اور چنگیزی جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، ایک ساتھ مکمل تیاری سے نکل رہے تھے، دونوں کے تیور دیکھ کر لگ رہا تھا کہ دھرتی پر دو ہی قصائی ہیں، ایک راما اور دوسرا چنگیزی۔۔۔ لیکن وہ بے خبر تھے کہ وہ کس سے بِھڑنے جا رہے ہیں، اپنے جیسے قصائی سے یا پھر۔۔۔۔۔۔ایک استاد سے۔

ایک جدید طرز سے تعمیر شدہ تہہ خانے میں بنے ہال کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے کمپیوٹر ریسرچ سنٹر بنا دیا گیا تھا۔ جگہ جگہ آپریٹرز بیٹھے سکرین سے الجھے ہوئے نظر آ رہے تھے اور گاہے بگاہے انہیں چیک کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ادھر سے گزر جاتا۔ ہال کے مغربی کونے میں جہاں اس سٹیشن کے ہیڈ کا دفتر تھا، اس کے ساتھ ایک کمرے کو ہنگامی طور پر ہسپتال کے ایک وارڈ کا روپ دے دیا گیا تھا۔ کمرے میں دو بیڈ تھے، ایک پر کبیر اور دوسرے پر ثانیہ موجود تھی۔ دونوں کی آنکھیں بند تھیں اور سانسوں کی رفتار سے معلوم پڑتا تھا کہ یا تو وہ گہری نیند میں ہیں یا پھر بے ہوش ہیں۔ ایک ڈاکٹر انہیں چیک کر باہر نکلا اور

پھر ملحقہ دفتر میں گھس گیا جہاں ریوالونگ چیئر پر یوسف حقانی موجود تھا، وہی یوسف حقانی جسے کچھ دن پہلے جینی کے آدمی، گارڈین کے کہنے پر مار چکے تھے اور دنیا کے لئے وہ مردہ قرار دیتے ہوئے قبر میں اتار دیا گیا تھا۔ اس کے سامنے، میز کی دوسری جانب ایک عام سے چہرے کا لمبا تڑنگا، قابلِ رشک صحت کا مالک نوجوان بیٹھا تھا۔ چہرے پر سنجیدگی طاری تھی اور یوں خاموش تھا جیسا صدیوں سے بولا نہ ہو۔

"ان کی جسمانی صحت بالکل ٹھیک ہے سر۔" ڈاکٹر نے کہا تو یوسف حقانی نے اثبات میں سر ہلایا، ڈاکٹر اسے سلام کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

"باقی جانچ پڑتال بھی ابھی ہو جاتی ہے، میں چاہ رہا تھا کہ جسمانی معائنہ پہلے ہو جائے تو بہتر ہے۔" یوسف حقانی نے سامنے بیٹھے نوجوان سے کہا۔

"گڈ، محتاط رہیے گا، ہم رسک نہیں لے سکتے۔" نوجوان نے کہا۔ اس کی آواز بھاری اور سرد تھی۔

"بے فکر رہیں، جنہوں نے مجھے یہ کام دیا ہے وہ میرے محسن ہیں۔ ان کی بدولت آج زندہ ہوں۔" یوسف حقانی مسکرایا۔

"آپ کی زندگی قدرت کو منظور تھی اور قوم کی بہتری کے لئے آپ سے کام لینا مقصود تھا تو اللہ نے آپ کو بچا لیا۔" نوجوان نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ جانتے ہیں انہیں؟۔" یوسف حقانی نے آگے جھکتے ہوئے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔ "پہلی بار تو مجھے محسوس ہوا تھا کہ کوئی مغرور اور سر پھرا سا شخص ہے جسے یہ خبط ہے کہ وہ مستقبل دیکھ سکتا ہے لیکن جب ان کے خوش مزاج ماتحت سے ان کے بارے میں معلوم ہوا، پھر بعد میں جیسا انہوں نے کہا، ویسے ہی مجھ پر حملہ ہوا تو مجھے اپنی سوچ پر شرمندگی ہوئی۔"

"جو لوگ ملک و قوم کی بہتری کے لئے کام کرتے ہیں انہیں ہر وقت تیار رہنا پڑتا ہے، خنجر تیز رکھ کر مجرم سے ایک قدم آگے رہنے کی سعی کرنی ہوتی ہے، بس اس بار بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ویسے آپ درست کہہ رہے ہیں چیف کا انداز ایسا ہی ہے۔" نوجوان نے مسکرا کر کہا۔

"آپ جیسے نوجوان جس باس کے ماتحت ہوں گے وہ قابلِ رشک تو ہو گا ہی۔" یوسف حقانی نے کہا تو نوجوان نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"آپ کا سوغات والے اڈے کے بارے میں کیا خیال ہے؟۔" نوجوان نے شاید موضوع بدلنے کی خاطر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی مکمل اڈے تک ہماری رسائی نہیں ہوئی، جو ٹیکنالوجی دشمن، جسے آپ گارڈین کہتے ہیں، استعمال کر رہا ہے اس کے آثار ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔ ابتدائی کام تو انہوں نے اسی اڈے میں کیا تھا جس وجہ سے مجھے یقین ہے کہ مرکزی آپریشن تھیٹر ابھی بھی پردے میں ہے۔" یوسف حقانی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس پراجیکٹ کا جتنا بھی کام ہے، ریسرچ سے لے کر عملی جانچ تک، سب سوغات میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے جن لوگوں پر ابتدائی ٹیسٹ کیے تھے وہ مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ لوگ جب بھی ذہنی دباؤ برداشت نہ کر پائے، سر پھٹنے سے مر گئے۔ ایسی اموات کی وجہ سے ہی ہم ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ یہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اڈہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے جہاں یہ ساری ریسرچ کی گئی ہے، اگر اس اڈے کو آپ کے حوالے کر دیا جائے تو؟۔" نوجوان نے کہا تو یوسف حقانی حقیقتاً اچھل پڑا۔

"واقعی ایسا ہو سکتا ہے مسٹر ہاشم؟۔"

"ہاں، ہمارے چیف کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ ان کے ماتحت تو اس اڈے کو تباہ کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اس وجہ سے اڈہ تباہ نہیں کیا کہ بنی بنائی جدید لیب ملک کے کام آنی چاہیے۔" ہاشم نے کہا تو یوسف حقانی کے وجود میں ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔

"آ۔۔ آپ کا چیف عظیم ہے۔ اتنی گہری سوچ اور دورَس سوچ۔۔"

"آپ اس اڈے کو وقت دیں، جانچ پڑتال کریں۔ جہاں وہ قیمتی اڈہ مفید ثابت ہو سکتا ہے وہیں مجرم اس اڈے کے چپے چپے سے واقف بھی ہیں جو خطرناک بات ہے۔ ہم لوگ اس کی حفاظت کو یقینی بنانے کی کوشش کریں گے لیکن پہلے آپ فیصلہ کریں کہ کیا کرنا ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ مرکزی آپریشن تھیٹر تلاش کرنے کے بعد ہی فیصلہ کیجئے۔" ہاشم نے کہا تو یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اس کا چہرہ یوں چمک رہا تھا جیسے پسند کی شادی کے لئے ہاں ہو گئی ہو۔

کمرے میں مترنم گھنٹی کی آواز سن کر دونوں چونک گئے۔ یوسف نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔"

"سب اوکے ہے سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو یوسف کے چہرے پر سکون کی لہر دوڑ گئی جسے دیکھ کر ہاشم کی آنکھیں مسکرا دیں۔

"اوکے بیٹا۔" یوسف نے کہا اور کال بند کر دی۔

"مبارک ہو ہاشم صاحب، آپ کے ساتھی بالکل ٹھیک ہیں۔"

"اللہ کا شکر ہے۔" ہاشم نے پر خلوص انداز میں کہا تو یوسف بھی مسکرا دیا۔

"انہیں خارجی دروازے تک پہنچانے کا انتظام کر دیں، میں ساتھ لے جاؤں گا۔" ہاشم نے کہا تو یوسف نے سر ہلاتے ہوئے ریسیور اٹھایا اور پھر کال پر کسی کو ہدایات دینے لگا۔

"مجھ پر حملہ کرنے والے لوگ گرفتار ہو گئے ہیں؟۔" یوسف نے ریسیور رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ پکڑے گئے ہیں اور کچھ باقی ہیں لیکن اصل مجرم گارڈین ہے، ہم اس کے قریب ہی ہیں۔" ہاشم نے کہا۔

"نجانے ترقی یافتہ مجرموں کا ہمارا ملک ہی کیوں ملتا ہے؟۔" یوسف نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"پانی اس طرف ہی بہتا ہے جس طرف سطح نیچی ہو، اسی طرح جرم کا بہاؤ بھی اس طرف ہوتا ہے جہاں ادھوری خواہشات، چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی سوچ اور ٹپکنے کے لئے وافر مقدار میں رال میسر ہو، انفرادی و اجتماعی سطح پر ہم منافق ہیں، یہی مسئلہ ہے۔" ہاشم نے کہا۔

"سچ کہہ رہے ہیں آپ۔" یوسف نے کہا۔

"گارڈین کے اس جدید وار کو موثر انداز میں روکنے کے لئے آپ کیا مشورہ دیں گے؟۔ ہم نہیں جانتے کہ اب تک کتنے لوگ اس کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ اس نے خطرناک وار کیا ہے کہ ہجوم والی جگہ پر چند ایک لوگ بھیج کر مروا دیئے جس سے نظام ہی بگڑ گیا۔ اس کے وار سے زیادہ لوگ اپنی بدحواسی کی وجہ سے زیادہ نقصان اٹھاتے رہے ہیں۔ اب ادارے بند کر کے ایک بار تو اسے روک دیا گیا ہے لیکن انفرادی طور پر وہ اب بھی لوگوں کو مار سکتا ہے۔" ہاشم نے کہا۔ "یوں تو یہ کام بہت مشکل تھا جو انہوں نے بڑی تیزی اور آسانی سے کر لیا، میرا اندازہ ہے

کہ گارڈین کسی کا چیلا رہا ہو گا اور اس کے بعد اس نظام پر قابض ہو گیا ہے۔ چونکہ مجرموں کے لئے وہ معیشت زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے جو ڈانواں ڈول ہو رہی ہو یا پھر گھٹنے ٹیک چکی ہو، اس پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے پورے ملک یا معیشت کو ہی ہاتھ میں لے لیتے ہیں، گارڈین یہی کرے گا۔"

"آپ کا تجزیہ درست ہے، میرے خیال سے بھی گارڈین جو حربہ وہ استعمال کر رہا ہے اس کے لئے یقینی طور پر کوئی نہ کوئی سیٹیلائٹ یا بہت سے سیٹلائٹس استعمال کیے جا رہے ہیں، میرے خیال سے یہ رابطہ توڑ کر ایک دفعہ بریک لگائی جا سکتی ہے، پھر کوئی بہتر قدم اٹھایا جا سکتا ہے۔" یوسف نے جواب دیا۔

"آپ وہ سیٹلائٹ ایسے تلاش کر سکتے ہیں کہ گارڈین تک خبر نہ پہنچے؟۔"

"اس کے لئے ان کے دو تین ہرکارے نظر میں ہونے چاہیے اور میں ان کے آس پاس رہ سکوں۔" یوسف نے کہا۔

"گڈ۔ جو مشورہ آپ نے دیا ہے، ایسا ہی مشورہ ہمارے ایک ساتھی نے

دیا ہے۔ وہ اس وقت گارڈین کے شکار کیئے گئے کچھ لوگوں پر نظر رکھ رہا ہے۔" ہاشم نے مسکرا کر جواب دیا تو یوسف کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔

"بہت خوب، مجھے حیرت ہے کہ آپ لوگ کافی تیزی سے معاملات کو سمجھ لیتے ہیں اور اس پر کام بھی شروع کر دیتے ہیں۔ میں اس باصلاحیت نوجوان سے ملنا چاہوں گا۔" یوسف نے کہا۔

"میں چیف سے کہہ کر انتظام کرتا ہوں۔ آپ کے ساتھ رہ کر وہ بھی سیکھ سکے گا، وہ باصلاحیت ایجنٹ ہے، آپ کی حفاظت سے لے کر تمام امور کو دیکھ اور سنبھال سکتا ہے اور ایک کمپیوٹر کا ماہر ہے۔ انتظام ہوتے ہی آپ سے رابطہ کرتا ہوں۔" ہاشم نے کہا اور پھر کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب تک میرے ساتھی خارجی دروازے پر ہوں گے، پھر ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ۔" کہتے ہوئے وہ تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ہی تو لارڈ نہیں نوجوان؟۔" یوسف اسے ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑبڑایا، تب تک ہاشم دروازے سے نکل چکا تھا۔ "تمہاری

شخصیت میں عجیب سا وقار اور ٹھہراؤ ہے، تمہاری سوچ کی طاقت میری سوچ سے بھی زیادہ ہے۔" کہتے ہوئے اس نے سر جھٹک کر ریسیور اٹھا لیا۔

گھوسٹ کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی چنگیزی کا ہاتھ جھٹکے سے سامنے آیا اور شائیں کی آواز کے ساتھ ننھا سا خنجر گھوسٹ کے بازو میں گھستا چلا گیا اور یہ دیکھ کر جینی کے منہ سے یوں چیخ نکلی جیسے خنجر نے اس کا دل چیر دیا ہو۔ ادھر بازو میں خنجر گھسا ہی تھا کہ گھوسٹ بھی گھوم گیا، اس کے گھومتے ہی بلیڈ اس کے ہاتھ سے نکل کر اڑتا ہوا راما کی طرف لپکا۔ راما کا ہاتھ چلا اور بلیڈ کلہاڑے کے دستے سے ٹکرایا کر دور جا گرا۔ جیسے ہی راما کا دھیان بلیڈ کی طرف ہوا، گھوسٹ پلک جھپکنے سے پہلے ہی توپ سے نکلے گولے کی طرح راما سے ٹکرایا اور راما چیخ کر اڑتا ہوا پشت پر موجود کھلے دوازے سے ٹکرایا۔

گھوسٹ کھڑا ابھی نہ ہو پایا تھا کہ چنگیزی کی لات حرکت میں آئی اور گھوسٹ "اوغ" کی آواز نکالتا ہوا آگے کو دوڑتا چلا گیا اور چنگیزی کا دوسرا ہاتھ بھی گھوم گیا لیکن گھوسٹ جو آگے دوڑتا چلا جارہا تھا تیزی سے منہ کے بل گرا اور راما کے حلق سے غراہٹ نکل گئی کیونکہ چنگیزی کا پھینکا اور خنجر راما کے کندھے میں گھس گیا تھا۔

چنگیزی نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور اس کے ہاتھ کوٹ میں رینگ گئے اور شائیں کی آواز کے ساتھ چنگیزی کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی۔ پہلا خنجر جو اس نے گھوسٹ پر پھینکا تھا، وہ اسے بھول گیا تھا لیکن گھوسٹ نہیں بھولا تھا، اس نے بازو سے خنجر نکال کر چنگیزی پر دے مارا تھا جو چنگیزی کی ران میں گھستا چلا گیا تھا۔ ان دونوں کے سنبھلنے تک، گھوسٹ اپنا بلیڈ اٹھا چکا تھا اور تینوں ایک بار پھر آمنے سامنے تھے۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں جینی کے دفتر تلاشی کے لئے گیا تھا؟۔ میں گارڈین کو اپنے پیچھے لگانے کے لئے گیا تھا۔" گھوسٹ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تم اپنی موت کو دعوت دینے گئے تھے بچے۔" چنگیزی مسکرایا، وہ ران

سے خنجر نکال چکا تھا اور دوسرے ہاتھ کے لئے کوٹ میں نکال لیا تھا جبکہ راما بھی کندھے سے خنجر نکال کر ایک ہاتھ میں کلہاڑا اور دوسرے میں ننھا سا خنجر تھامے کھڑا تھا۔ جینی پھٹی پھٹی نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی اور پھر اس کی نظریں گھوسٹ پر جم گئیں جو تنہا ڈٹا ہوا تھا۔

"گارڈین کا پتہ بتا دو تو دونوں کو بخش دوں گا۔" گھوسٹ نے کہا تو چنگیزی کے منہ سے فلک شگاف قہقہہ نکلا جب کہ راما نے طنزیہ انداز میں اسے گھورنے تک ہی خود کو محدود رکھا۔

"تیرا دماغ چل گیا ہے ۔"چنگیزی نے کہا تو گھوسٹ بھی مسکرا یا۔

"ہاں، سچ کہا۔"

گھوسٹ نے کہا اور پھر غرا کر چنگیزی کی طرف دوڑا، یہ دیکھتے ہی چنگیزی کا جسم تن گیا اور راما نے چونک کر اس کی طرف اور پھر چنگیزی کی طرف دیکھا۔۔۔اسی لمحے جب راما کی نظر گھوسٹ سے ہٹی، گھوسٹ، جو شاید دوڑ تو چنگیزی کی طرف رہا تھا لیکن نظر راما پر تھی، اچھلا اور ہوا میں قلابازی مار کر راما کی طرف مڑا ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوم

گیا۔ کٹاک کی پرزور آواز کے ساتھ اس کا بلیڈ راما کے کلہاڑے کے دستے کو کاٹتا ہوا اس کی پیشانی سے ٹکرایا اور راما کے حلق سے فلک شگاف چیخ نکل گئی۔

اسے اپنی طرف مڑتے دیکھ کر راما کا نے لاشعوری طور پر کلہاڑا ڈھال کی طرح سر پر تان لیا تھا لیکن تیز دھار بلیڈ نے دستے کو کاٹتے ہوئے اس کی پیشانی میں بھی جگہ بنالی تھی مگر دستے نے بلیڈ کی رفتار کم کر دی جس وجہ سے وہ راما کی پیشانی کی ہڈی کو مکمل طور پر نہ کاٹ سکا اور گھوسٹ نے بلیڈ کو جھٹکے سے واپس کھینچ لیا۔ راما کی لات فوری حرکت میں آئی اور گھوسٹ کے پیٹ میں گھسی، گھوسٹ کے منہ سے کراہ نکلی اور ساتھ ہی اس کا بلیڈ گھوم کر راما کی پنڈلی سے ٹکرایا اور راما نے چیخ مارتے ہوئے اپنی ٹانگ واپس کھینچ لی۔

"بچہ کافی تیز ہے۔" چنگیزی بڑبڑایا اور اس نے دونوں خنجر چھوڑ دیئے، اس کا ہاتھ کوٹ میں گھسے اور اب کے، اس کے ساری انگلیوں میں پہلے سے چھوٹے لیکن باریک اور لمبے، کیلوں جیسے خنجر تھے۔ ابھی اس نے ہاتھ پھیلائے ہی تھے کہ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی، اسے یوں محسوس

ہوا جیسے سر کے عقب میں کسی نے ہتھوڑا دے مارا ہو۔ سر کو جھٹک کر اس نے پیچھے دیکھنے کی کوشش کی تو اس کے منہ پر اگلی ضرب لگی۔

"لعنت ہے۔" کہتے ہوئے وہ لہرا کر گرا، اسے اپنے منہ میں خون کی کڑاہٹ محسوس ہوئی لیکن دماغ میں کیڑے کلبلانے لگے کہ اس نے عقب میں کھڑی لڑکی کو نظر انداز کیوں کیا جس نے کچھ بھاری اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا تھا۔ ادھر راماٹانگ پیچھے کھینچ کر لنگڑا رہا تھا، اس کی آنکھوں میں گھوسٹ کے لئے نفرت کا الاؤ دہک رہا تھا۔ اس نے کن اکھیوں سے اپنے کلہاڑے کی طرف دیکھا، چنگیزی کا ایک چھوٹا خنجر ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"تم کلہاڑا اٹھا سکتے ہو لیکن۔۔۔ تمہاری حالت کی وجہ سے تم ٹھیک سے لڑ نہیں پا رہے۔" گھوسٹ نے اس کی گردن اور ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی میں تیرے کو کافی ہوں۔" رامانے منہ بناتے ہوئے کہا اور لنگڑاتا ہوا کلہاڑے کی طرف چل دیا۔

"یہ کون ہے؟" گھوسٹ نے بلیڈ سے فرش پر بے حس و حرکت پڑے

چنگیزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے راما سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔" راما غرایا۔

"پھر دونوں ایک ساتھ کیسے بھوتنی کے؟۔" گھوسٹ نے بلیڈ کو ہاتھ میں گھمایا کیونکہ راما بھی کلہاڑا اٹھا چکا تھا۔

"مجھے بس تمہیں ختم کرنا ہے، میں اتنا ہی جانتا ہوں۔" راما نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ میں اِسے جانتا ہوں۔" گھوسٹ کی آنکھوں سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

"یہ تمہاری پریشانی ہے۔" راما نے کہا اور پھر گھوسٹ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

"مجھے گارڈین کا پتہ بتا دو، جان بخش دوں گا۔" گھوسٹ نے دوبارہ آفر دی۔

"جب مجھے ہرالوگے تو اس بارے میں سوچیں گے۔" راما نے کہا اور پھر جبڑوں کو اتنی قوت سے بھنچا کہ جبڑوں کی ہڈیاں تک ابھر آئیں اور پھر

گھوسٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔ گھوسٹ وہیں کا وہیں جما رہا، اس کی آنکھیں سکڑ کر راما پر جمی ہوئی تھیں، دوڑتے دوڑتے راما نے خنجر والا ہاتھ گھمایا اور گھوسٹ اچھل کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر گیند کی طرح اچھل کر واپس آیا۔

ادھر گھوسٹ کے اچانک سامنے سے ہٹ جانے کی وجہ سے خنجر، جو راما نے اس پر مارا تھا، جینی کی پسلیوں میں گھسا اور وہ چیخ مار کر دھڑام سے پشت کے بل زمین پر گری، اس کے گرتے ہی چنگیزی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"راما اور میں بھائی بھائی۔۔ راما اور میں بھائی بھائی۔۔" وہ پر جوش تماشائی کی طرح چیخنے لگا۔۔

دیوار سے ٹکرا کر مڑنے والا گھوسٹ راما کو لیتا ہوا کمرے کے وسط میں گرا اور اس کا مکا تیز رفتاری کے نئے ریکارڈ توڑتا ہوا راما کے چہرے پر برسنے لگا ابھی وہ تھوڑی ہی خاطر داری کر پایا تھا کہ حلق سے غراہٹ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کمر میں بڑی کیل گھسا دی گئی ہو لیکن اس کا مکا ساعت بھر کے لئے رکا تھا، جو پھر چلنے لگا لیکن راما کو

سنبھلنے کے لئے یہ وقت کافی تھا، اس نے جسم کو جھٹکا دیا تو گھوسٹ اچھل کر دور گرا بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ وہ فرش چھوتے ہی وہیں سے ربڑ کی گیند کی طرح فوری واپس آیا اور اچھل کر کھڑے ہونے والے راما سے ٹکرا کر اسے لیتا ہوا ڈینورس کے بیڈ سے ٹکرایا، راما کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور جسم تڑپنے لگا۔ وہ کمر کے بل بیڈ سے ٹکرایا تھا، شاید ریڑھ کی ہڈی کو چوٹ کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے وجود کی گرفت کم ہوتی محسوس کر کے گھوسٹ اچھل کر اس سے الگ ہوا اور غرا کر چنگیزی کی طرف مڑا۔

"بھائی تو کیا بلا ہے؟ نہ گرتا ہے نہ تھکتا ہے، بندر کی طرح اچھلتا ہی چلا جا رہا ہے۔" چنگیزی نے رو دینے والے لہجے میں کہا لیکن وہ حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟۔" گھوسٹ نے جینی کو آواز دی۔

"ٹھ۔ ٹھیک ہوں۔ ز۔ زخم دبا رکھا ہے۔" جینی کی نقاہت بھری آواز سنائی دی۔

"پریشان مت ہو، تیری محبوبہ کے لئے وہ خنجر خطرناک نہیں۔"

چنگیزی نے گھوسٹ کو پچکارا لیکن گھوسٹ کی توجہ اپنے بلیڈ پر تھی۔ "نہ بچے، میں جانتا ہوں کہ بلیڈ پکڑنے کے بعد تو میرا بھی استاد بن جاتا ہے، ایک قدم بھی مت اٹھانا۔"

"تم گارڈین کے بارے میں بتاؤ گے یا پھر مارے جاؤ گے، اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔" گھوسٹ نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تم گارڈین کے بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہو؟۔" چنگیزی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"حساب برابر کرنا ہے۔"

"گ۔۔گھو۔۔س۔۔ٹ۔" جینی کی تکلیف بھری آواز سنائی دی لیکن گھوسٹ نے جیسے اس کی آواز سنی ہی نہ ہو۔

"وہ مر رہی ہے۔" چنگیزی نے گھوسٹ کو کچھ کرنے پر اکسایا۔

"تم گارڈین کے بارے میں کچھ بتانے والے تھے۔" گھوسٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" چنگیزی نے کہا تو گھوسٹ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا، اسی وقت

چنگیزی کے ہاتھ گھومے اور گھوسٹ گڑبڑا کر اچھلا، اس کے اچھلتے ہی آٹھ میں دو خنجر نیچے گرے راما کی پشت میں گھسے اور دو گھوسٹ کا وجود چومنے میں کامیاب ہو گئے، گھوسٹ کے منہ سے نہ صرف کراہ نکلی، اور وہ زخمی ہوا بلکہ وہ اپنا بلیڈ اٹھانے میں بھی کامیاب ہو گیا، اس کی پشت چنگیزی کی طرف تھی اور چنگیزی کے چہرے پر مسکراہٹ لیکن۔۔وہ یقیناً بھول گیا تھا گھوسٹ اپنے بلیڈ پر گرا، اچانک گھوسٹ گھوما اور کمرے میں بجلی چمکی، زن کی آواز کے ساتھ اس کا بلیڈ چنگیزی کی طرف بڑھا۔

گھوسٹ کے مڑتے ہی چنگیزی نے بلیڈ کی چمک دیکھ لی تھی، اور اس کے چہرے کا رنگ بھی بدلا لیکن گھوسٹ سے امید نہیں تھی کہ وہ حیرت یا دکھ کا اظہار کرنے دیتا اس لئے چنگیزی نے فوری جگہ چھوڑی تھی لیکن اس کا مکمل وجود جگہ چھوڑ نہ پایا تھا کہ بلیڈ پہنچ گیا اور اس کی ران سے ٹکراتا ہوا عقبی دیوار سے ٹکرایا۔ چنگیزی کے حلق سے چیخ نکلی گئی، اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی گرم شے نے اس کی ٹانگ ہی کاٹ دی ہو۔

"الو کے پٹھے، لنگڑا کرے گا کیا۔" وہ حلق کے بل چیخا۔ تکلیف کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور ہاتھ ران پر جہاں سے خون لگاتار

بہہ رہا تھا۔

گھوسٹ کوئی جواب دیئے بغیر تیزی سے بلیڈ اٹھا کر اس کی طرف بڑھا، اس نے چنگیزی کی زخمی ٹانگ پر پاؤں رکھا اور بلیڈ کو سر سے بلند کیا، چنگیزی کو موت آنکھوں میں آنکھیں ملاتی ہوئی نظر آئی۔

"مر بھوتنی کے۔۔" وہ غرایا۔

"ساحر۔۔۔"

چنگیزی کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کا جسم جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ گھوسٹ کا بلیڈ والا ہاتھ ہوا میں رکا رہ گیا، اور آنکھیں سکڑ کر چنگیزی کے چہرے پر جم گئیں جیسے وہ کچھ تلاش کر رہا ہو۔

جبران اس وقت ڈاکٹر یوسف حقانی کی خفیہ لیب میں موجود تھا، وہ لارڈ کے حکم پر وہاں پہنچا تھا، اس کے سامنے میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا اور انگلیاں اس وقت رفتار پکڑے ہوئی تھیں۔ میز کی دوسری طرف والی ریوالونگ کرسی ابھی تک خالی تھی، یوسف حقانی تھوڑی دیر پہلے اس کے ساتھ ہی تھے لیکن پھر کسی کام کی وجہ سے اٹھ کر باہر نکل گئے۔

"تومائی بوائے، کیا کہتے ہو پھر؟۔" یوسف نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

"جیسے آپ کہیں ڈاکٹر۔" جبران انگلیاں روک کر مسکرایا۔

"آ جاؤ پھر، چھوٹے ہال کو اسی مقصد کے لئے تیار کروایا ہے۔" یوسف نے کہا تو جبران مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور لیپ ٹاپ کو ہاتھ میں

لٹکائے ان کے پیچھے ہو لیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک درمیانے سائز کے ہال میں پہنچے جس کی سامنے والی دیوار کے ایک حصے پر دارالحکومت کا نقشہ نظر آرہا تھا تو دوسرے پر خلا میں تیرتی زمین جس کے گرد مختلف سیٹلائٹس تیر رہے تھے۔ دیوار پر یہ منظر چھت سے نصب پروجیکٹر کی وجہ سے نظر آرہا تھا۔ کمرے کے درمیان میں لمبی مگر چوکور میز تھی جس کے دو اطراف میں چار چار کرسیاں رکھی تھیں۔ میز بھی شفاف اور اسی ساخت کی تھی کہ بوقت ضرورت، دیوار پر نظر آنے والے منظر کو میز پر بھی منتقل کیا جا سکتا تھا۔

"بیٹھو جوان، تمہاری ٹیم ہر قدم پر حیران کر دیتی ہے، کسے خبر کہ تم جیسا ماہر کمپیوٹر انجنیئر بھی جاسوس ہو سکتا ہے۔" یوسف نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے جناب، ہر فیلڈ کے لوگ اس شعبے میں ہوتے ہیں۔" جبران مسکرایا۔

"ہوتے تو ہیں لیکن تمہارے جیسے نہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم خود کو اپ ڈیٹ رکھتے ہو۔" یوسف نے کہا اور ریموٹ اٹھا کر بٹن پریس کرنے

لگا۔

"اپ ڈیٹ رہنا میری ڈیوٹی کے لئے اور خود میرے لئے مفید ہے۔" جبران نے جواب دیا۔

"تو، تمہاری جانچ پڑتال کیا کہتی ہے، پہلے میں وہ سننا چاہوں گا۔" یوسف نے ریموٹ ایک طرف رکھ دیا اور کہنیاں میز پر رکھ کر ہتھیلیوں پر چہرے ٹکاتے ہوئے کہا۔

"جناب، پہلے تو میرا خیال تھا کہ یہ ہپناٹزم قسم کا کوئی چکر ہے جس سے دماغ قابو میں کر کے کام لیا گیا ہو گا لیکن پھر اپنی سوچ پر ہی شرم آئی کہ ہپناٹزم مکمل طور پر الگ شے ہے۔ اس کے زیرِ اثر رہنے والے لوگوں کی حالت مختلف ہوتی ہے، اگر ان پر نظر رکھی جائے تو جلد یا بدیر یہ سمجھ آجاتی ہے کہ ان میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے لیکن اب کے ایسا نہیں تھا۔ پھر ساتھ ساتھ سر پھٹ کر مرنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ، ان کی پوسٹ مارٹم رپورٹس میں کچھ سامنے نہ آنا یہ سب الجھا رہا تھا جس وجہ سے میں نے وزیرِ دفاع کے سٹاف کی دور سے ہی نگرانی کی ہے۔ وہ بالکل نارمل انداز میں کام کر رہے ہیں، کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں

ہے، اچانک کبھی کبھار ایک آدھ کے عمل میں تبدیلی رونما ہو جاتی ہے ۔"

"تبدیلی ؟۔" یوسف حقانی چونک گئے۔

"جی، مثلاََ وہ نارمل روٹین کے کام کرتے کرتے کام چھوڑ کر حسن امیر کے کمرے کی طرف چل دے گا، ان کے کمرے میں گھوم پھر کر واپس آجائے گا اور دوبارہ اپنے کام میں جٹ جائے گا۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی ڈیوٹی ہو ؟۔"

"نہیں، مجھے ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے چیف نے بریف کر رکھا ہے۔"

"پھر ؟ ایسا کیوں کرتے ہیں وہ لوگ ؟۔" یوسف کے چہرے پر تجسس تھا۔

"ان کو ہپناٹائز کر لیا جاتا ہے۔" جبران نے کہا تو یوسف نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"جوان، کچھ دیر پہلے تم کہہ رہے تھے کہ یہ کچھ الگ ہے، ہپناٹزم نہیں۔

اب اپنی بات سے مکر بھی رہے ہو۔"

"میری دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔ روایتی ہپناٹزم میں سیشنز، کچھ حد تک جسمانی و ظاہری رابطہ ضروری ہے لیکن یہ جدید انداز ہے جس کی کوئی حد یا پابندی نہیں۔" جبران نے توقف کیا۔ "جب بھی کسی کی سوچ یا عمل بدلا اور اس نے حسن امیر کی نگرانی کی کوشش کی ہے تب ایک سیٹلائٹ اور اس شخص کے وجود سے ایک جیسے سگنلز خارج اور موصول ہوتے ہیں۔"

"اوہ۔۔"۔ جبران کی بات سن کر یوسف حقانی اچھل پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ کوئی جدید چِپ استعمال کرتے ہوئے یہ کام کیا جارہا ہے اور جس طرح سر پھٹ رہے ہیں، یہ چپ دماغ میں لگائی جاتی ہے اور اسی کے ذریعے شکار کو قابو میں رکھا جاتا ہے۔" جبران نے کہہ کر چپ کر گیا۔

"میں سن رہا ہوں جوان۔۔"یوسف نے دلچسپی سے کہا۔

"کوئی ایسی چپ ہے جو ویسے تو بند رہتی ہے، اس کو ٹریس نہیں کرسکتے

لیکن جیسی ہی سیٹلائٹ سے سگنل بھیجا جائے، چپ فعال ہو جاتی ہے، اس کے بعد انسان اپنے قابو میں نہیں رہتا۔" جبران نے مزید کہا۔

"پھر یہ صرف چِپ نہیں، بم بھی ہوا، تبھی لوگوں کا سر پھٹ جاتا ہے۔" یوسف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔" اور ایسا دھماکہ ہوتا ہے کہ زیادہ قریب رہنے والا شخص بھی موت کے گھاٹ اتر سکتا ہے۔"

"بالکل، حسن امیر صاحب کے تقریباً تمام ملازمین اس وقت مجرم کے قبضے میں ہیں۔ اس نے یقیناً آہستہ آہستہ اور غیر محسوس انداز میں ایک ایک کو اٹھا کر چِپ فکس کی ہے۔" جبران نے کہا۔

"ہاں، اور چِپ اور اس کو دماغ میں لگانے کی تکنیک اتنی جدید ہے کہ نہ تو شکار کو محسوس ہوتا ہے کہ دماغ میں چِپ لگا دی گئی ہے نہ وقت لگتا ہے۔" یوسف نے کہا۔

"اور یہی سب سے خطرناک پہلو ہے۔ اگر ایک گھنٹے میں بھی ایک شخص کے دماغ میں چِپ لگا دی جائے اور شکار سمیت کسی کو پتہ بھی نہ چلے تو سوچیے کہ کتنے لوگ اور کتنے اہم راز مجرم کے ہاتھ لگ سکتے ہیں۔" جبران نے کہا۔

"لگ چکے ہیں۔" یوسف نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں۔۔۔۔ ککک۔ کک۔ کیا کہا آپ نے ؟۔" جبران جو روانی میں بول رہا تھا ہکلا گیا۔

"میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ مجھے خوشی ہے کہ تم جیسا جوان جاسوس ہے، تمہاری مہارت انمول ہے۔" یوسف نے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "تمہارے چیف سے تو میں پہلے ہی مرعوب تھا، اب مزید ہو گیا ہوں کہ جس نے ایسے ہیرے چُن رکھے ہیں۔ ایسے سلجھے ہوئے لوگ مجھے بہت پسند ہیں۔ " یوسف حقانی اس دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے بولا ، جس پر دارالحکومت اور خلا میں زمین سے متعلق مناظر نظر آرہے تھے۔

"ایک دو الجھے ہوئے بھی ہیں۔" جبران بڑبڑایا۔

"تو۔۔۔ تمہاری بات درست ہے، وہ لوگ کسی اور کے کنٹرول میں ہیں ، اس کی وجہ وہی چپ ہے جو ہر ایک کے دماغ میں انتہائی مہارت سے لگائی گئی ہے۔ تمہارا یہ خیال کے مجرم ہر راز تک پہنچ سکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے۔" یوسف نے ہاتھ میں پکڑی چھوٹے آلے پر انگلی ماری تو

سکرین قدرے سیاہ رنگ کی ہو گئی اور اس پر ان گنت سرخ رنگ کے نقطے نظر آنے لگے، یہ نقطے دیکھ کر جبران بے اختیار کھڑا ہو گیا۔

"یہ یہ فعال چِپس ہیں؟۔" جبران کے منہ سے الفاظ بہہ نکلے۔

"جی بیٹا، یہ فعال چِپس ہیں، اس وقت یہ افراد مجرم، جسے تمہارا باس گارڈین کہتا ہے، کی مٹھی میں ہیں، وہ جب چاہے انہیں استعمال کر سکتا ہے۔" یوسف نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور یہ سب ایک ہی سیٹلائٹ سے جڑے ہوئے ہیں؟۔" جبران نے پوچھا۔

"نہیں، دو سے اور یہ دونوں سیٹلائٹ ہمارے نہیں۔"

"آپ نے چیف کو بتایا؟۔" جبران نے بے چینی سے یوسف کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، میں چاہتا تھا کہ پہلے تم سے بات ہو جائے اور معاملات کی مکمل تصویر سامنے آنے پر ہی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔"

"کتنے لوگ ہیں جنہیں بَگ کیا گیا ہے؟۔"

"فعال ملنے والی چِپس کے حساب سے اس وقت دارالحکومت میں پندرہ سو کے قریب لوگ ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کچھ چپس ابھی فعال نہیں تو ان سے ہم لاعلم ہیں۔"

"اوہ میرے خدا۔۔" جبران ہتھیلی سے پیشانی پر خارش کرتے ہوئے بڑبڑایا۔

"میرا ماننا ہے کہ گارڈین بہت سے راز چرا چکا ہے اور آہستہ آہستہ تو اہم افراد پر ہاتھ ڈال کر ان کو بھی بگ کرے گا جس کے بعد وہ وہ بِلا شرکت غیرے حکومت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔" یوسف نے کے چہرے پر پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔

"میرے خیال سے چیف کو خبر دینی چاہیے۔" جبران نے کہا اور تیزی سے لیپ ٹاپ کی طرف بڑھا جس کے ساتھ ہی اس کا موبائل رکھا تھا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے بچے۔" کمرے میں نامانوس سی آواز سن کر جبران کے قدم رک گئے، وہ تیزی سے مڑا اور یوسف حقانی کی طرف دیکھا لیکن پھر وہ چونک گیا۔ یہ آواز یوسف حقانی کی نہیں تھی بلکہ وہ تو خود جبران کی تقلید کرتے ہوئے دیوار کی طرف مڑ گئے تھے۔ دیوار پر

جہاں پہلے دار لحکومت اور خلا کے مناظر تھے، اب نقاب پوش چہرہ نظر آرہا تھا۔ ان دونوں نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات لئے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"میں معذرت خواہ ہوں کہ دیر سے شامل ہوا، دراصل وقت ہی ابھی ملا ہے۔ ہیلو۔ یوسف حقانی، تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، میرا خیال تھا کہ تم مر چکے ہو لیکن تمہیں زندہ دیکھ کر۔۔۔۔" نقاب پوش کی سرد آواز انہیں بے چین کرنے کے لئے کافی ثابت ہو رہی تھی۔ "لیکن تمہیں زندہ دیکھ کر اس دماغ کو داد دینا چاہوں گا جس نے تمہاری حفاظت کی۔"

"تمہارا نام گارڈین ہے؟۔" جبر ان کے منہ سے الفاظ پھسل گئے۔

"ہاں بچے، میں ہی ہوں جس کے زیرِ زمین اڈے میں تم لوگ داخل ہوئے تھے۔" گارڈین نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے میرے سسٹم تک رسائی کیسے حاصل کی؟۔" حقانی نے پوچھا۔

"تمہاری مہارت کا تو میں مرید ہو گیا ہوں، پھر بھی نہیں بتاؤں گا کہ اس

لیب تک میری سائی کیسے ہوئی، اشارہ دے سکتا ہوں کہ یہ تمہاری مہربانی سے ہی ممکن ہوا ہے۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟۔" یوسف حقانی نے حوصلہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"شادی کر کے گھر بسانا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں بہت سے ننھے گارڈی ہوں۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "سب سے طاقتور انسان حکومت ہی کرتا ہے اور کیا؟۔"

"دیوانے کا خواب۔" جبران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تم تو رہنے ہی دو، تم سے تو ایک مرد نہیں سنبھالا گیا اس اڈے میں۔" گارڈین نے مقامی عورتوں کے انداز میں طعنہ دیا۔ "میں تمہارے لیڈر کے روپ میں تم سب کو دھوکہ دیتا رہا اور تم لوگ۔۔ نگوڑے کہیں کے۔"

"ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔" یوسف حقانی نے سخت لہجے میں کہا۔

"بڑے آئے چالیس مار خاں۔ تم تب کچھ کرو گے جب بچو گے۔" گارڈین نے کہا اور جھماکے سے سکرین سے اس کا چہرہ غائب ہوا اور

پرانے مناظر نظر آنے لگے۔

"اپنے چیف۔۔۔"

"سوری، یاد نہیں رہا۔" گارڈین کی آواز سنائی دی لیکن وہ حلق پھاڑ کر چیختا تھا جس وجہ سے یوسف حقانی اور جبران۔۔ دونوں کے ہی اوسان خطا ہوئے تھے اور دونوں ہی یوں بدکے تھے جیسے کسی نے حملہ کر دیا ہو۔

"الو کا پٹھا۔۔" یوسف حقانی دھاڑا۔۔ گارڈین پھر سے سکرین پر تھا۔

"یاد نہیں رہا کہ پانچ منٹ میں یہ لیب دھماکے سے اڑ جائے گی۔" گارڈین نے کہا۔

"ڈاکٹر، جلدی۔۔پانچ منٹ ہیں۔۔" جبران نے ہذیانی انداز میں کہا تو گارڈین نے قہقہہ لگایا۔

"وہ تب پانچ منٹ تھے جب پہلی بار یہ بتانا مجھے یاد نہیں رہا، اب تو چار منٹ ہیں۔" گارڈین نے چہک کر کہا اور جھماکے سے سکرین کے مناظر لوٹ آئے۔

"ڈاکٹر، ہری اپ۔۔" جبران چیخا اور لپک کر اپنا لیپ ٹاپ اور موبائل پکڑا اور دروازے کی طرف دوڑ لگا دی، ڈاکٹر اس کے پیچھے تھا۔

" تین منٹ اور پچیس سیکنڈ۔۔" سکرین پر گارڈین دوبارہ نظر آیا اور حلق پھاڑ کر چیخا۔

"چپ کر پاگل کتے۔۔" یوسف حقانی نے دروازے سے نکلتے ہوئے جواب دیا، ان کی برداشت جواب دے گئی تھی جبکہ گارڈین کے قہقہہ کمرے میں گونج رہے تھے۔

ابھی سب تک خبر بھی نہ پہنچی تھی کہ ایک طرف سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر تو جیسے دھماکوں کی آپس میں ٹھن گئی، جیسے شادی کے موقع پر گنوں کے قہقہے مقابلہ کرتے ہیں، دھماکوں نے بھی رفتار پکڑ لی اور یوں لگا جیسا لاوا زمین پھاڑ کر نکل رہا ہو، لمحوں میں لیب کی جگہ کھنڈر نظر آنے لگا تھا جس میں جا بجا آگ لگی ہوئی تھی اور جبران اور یوسف حقانی۔۔۔۔

"باس، راما اور چنگیزی تو ناکام ہو گئے ہیں۔ " ہیکر نے سکرین کو گھورتے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں۔ " گارڈین جو اس کے ساتھ ہی اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، چڑ کر بولا۔

"اب باس؟۔ " ہیکر نے بے چینی سے پوچھا۔

گارڈین اور ہیکر کافی دیر سے سکرین پر نظر جمائے قصائیوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ ایک طرف راما اور چنگیزی تھے تو دوسری طرف گھوسٹ۔ گارڈین اور ہیکر جانتے تھے کہ ساحر ہی گھوسٹ کے روپ میں ہے لیکن گارڈین کے یہ بات الجھاؤ پیدا کر رہی تھی کہ ساحر اس

وقت بالکل نئے روپ میں تھا۔ اگر گارڈین نے آج اسے پہلی بار دیکھا ہوتا تو کبھی بھی اس کے ذہن میں یہ خیال نہ آتا کہ وہ ساحر ہے۔ اس حد تک شخصیت کی تبدیلی نے اسے چکرا کر رکھ دیا تھا۔ ساحر کا نہ صرف مزاج بدل گیا تھا بلکہ حرکات و سکنات کے ساتھ ساتھ شاید سوچنے کا انداز بھی۔۔۔۔ جیسے کسی نے برین واشنگ کر دی ہو۔

"اتنا کامیاب اداکار آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔" گارڈین بڑبڑایا۔ "اِس نے تو جیسے چال تک بدل لی ہے لیکن چنگیزی نے جب اسے ساحر کہا تو یہ الجھ کیوں گیا تھا؟۔"

"اپنا نام سن کر وہ اچانک رک گیا تھا ورنہ چنگیزی کو مار ہی ڈالتا، میرے خیال سے نام سن کر رکنا ہی چاہیے تھے۔" ہیکر نے کہا۔

"گھاس کھا گئے ہو کیا، چنگیزی پر اس نے شروع میں حملہ کیا ہی کیوں؟۔ ایسے لگ رہا ہے کہ جب تک چنگیزی نے اس کا نام نہیں لیا، وہ اسے جانتا ہی نہیں تھا۔" گارڈین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"باس، میں نے سوغات والے اڈے کی ویڈیو دیکھی ہے، وہاں اور اب

یہاں، اس کے مزاج میں فرق ہے۔ وہاں اس نے یہی کوشش کی ہے کہ چیر پھاڑ کرتا رہے لیکن یہاں اس نے راما اور چنگیزی کو مارا نہیں، ان سے لڑائی کے دوران سستی کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ کس رفتار سے اذیت ناک موت دیتا ہے۔" ہیکر نے کہا۔

"تم بھی ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن وہاں اس کا مقابلہ جن سے ہوا ان میں اور راما اور چنگیزی میں بہت فرق ہے۔ وہ قاتل تو تھے لیکن ان دونوں جتنی مہارت نہیں رکھتے تھے اس وجہ سے مقابلے کی رفتار میں فرق ہے "۔

"اب گھوسٹ کوشش کرے گا کہ چنگیزی یا راما سے آپ کے متعلق جان سکے۔" ہیکر نے کہا۔

"اور وہ دونوں وہی بتائیں گے جو ہم چاہیں گے۔" گارڈین پہلی بار مسکرایا۔ "اسے بلیک ہاؤس بلوا کر آپریشن کر دیتے ہیں۔ گھوسٹ کو اپنا بناتے ہیں۔"

"جب گھوسٹ چنگیزی کے پاس ہو تو کیا چنگیزی کو آؤٹ کر دوں؟۔ اس طرح آسانی سے جان چھوٹ جائے گی۔" ہیکر نے گارڈین

کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا تو گارڈین کے چہرے پر ناپسندیدگی کے تاثرات ابھرتے دیکھ کر اس نے نظریں پھیرتے ہوئے سر جھکا لیا۔

"اب تک تم نے خود کو عقلمند ثابت کیا ہے لیکن آخری بات کر کے لٹیا ہی ڈبو دی۔ جب راما اور چنگیزی ہمارے قبضے میں ہیں تو کیا ضرورت ہے اتنے قیمتی غلام ضائع کرنے کی اور پھر گھوسٹ کو مارنے کی۔ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ بھوت کا شکار کیا جائے۔" گارڈین نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔" ہیکر نے کہا۔

"بلیک ہاؤس تیار کرو، گھوسٹ ہنٹر بننے کا وقت آ گیا ہے۔"

"یس باس۔۔" ہیکر نے جواب دیا تو گارڈین اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلا اور پھر جلد ہی اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی ریسیور اٹھا کر نمبر ملایا۔

"بلیک ہاؤس۔" سخت آواز سن کر گارڈین کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر

آئی۔

"گارڈین بول رہا ہوں۔" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا، جبکہ چہرے پر اب بھی مسکراہٹ ہی رقصاں تھی۔

"یی۔۔یس۔یس باس۔۔" دوسری طرف کا اعتماد ہوا ہو گیا تھا۔

"بلیک ہاؤس میں بہت ہی جاندار مال آنے والا ہے، اچھی طرح تیاری کرلو۔"

"یس باس، میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں لیکن باس ایک مشکل آن پڑی ہے، میں آپ سے رابطہ کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔"

"کیا ہوا۔؟۔" گارڈین نے لاپرواہی سے پوچھا۔

"وزیرِ دفاع حسن امیر صاحب کے پرانے ملازمین کو غائب کر دیا گیا، ان کی جگہ نیا سٹاف آیا ہے اور ان کے انداز سے لگتا کہ سب خفیہ ایجنسی والے ہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے، انہیں یہ نہیں علم کہ میری پہنچ کہاں تک ہے۔" گارڈین نے جواب دیا جیسے اس کے قابو میں رہنے والے سٹاف

کو ہٹانے سے بھی اسے کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

"لیکن باس، جن دو افراد کو ہم نے چھوڑا تھا، انہیں بھی مستقل حسن امیر کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے۔"

"کون سے دو لوگ؟۔" گارڈین چونک کر سیدھا ہوا۔

"کبیر اور ثانیہ۔" دوسری طرف سے جواب ملا تو ایک بار تو گارڈین کے چہرے پر پریشانی نے پر پھیلائے۔

"کبیر اور ثانیہ۔۔ انہیں کیوں۔۔۔" بڑبڑاتا ہوا وہ خود ہی رک گیا۔

"اچھا، کوئی بات نہیں، مجھے پھر بھی وہ نہیں روک سکیں گے، حسن امیر کا کام آج شام ہی تمام ہو گا، بلکہ میں تمہیں لسٹ بھیجتا ہوں، لسٹ میں موجود ہر شخص کا کام آج ہی تمام ہو جانا چاہیے۔" گارڈین کا انداز بدل رہا تھا، اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ کبیر اور ثانیہ والی حرکت اسے پسند نہیں آئی جس وجہ سے غصہ اس پر حاوی ہوتا نظر آ رہا تھا۔" میں تنگ آ گیا ہوں ان کی بکواسیات سے، مار دو آج ہی سب کو۔" اس نے دھاڑتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اس کی سانسوں کی رفتار بڑھ گئی تھی اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا، چند لمحے وہ ہونٹ کاٹتا رہا۔

"چیر کرر کھ دوں گا سب کو، سب کو چیر دوں گا۔۔" وہ چیخنے لگا اور لحظہ بہ لحظہ اس کی آواز بلند ہونے لگی جیسے وہ سٹھیا گیا ہو، اچانک سے ہی وہ پاگل ہو رہا تھا اور چیخے جا رہا تھا۔

المیہ یہ تھا کہ اس بندر کے ہاتھ "چِپس" لگ گئی تھیں جو اس نے بہت سے دماغوں میں لگا رکھی تھیں اور اس کا شکار اس خاموش موت سے بالکل بے خبر تھا۔

کمرہ، ہسپتال کے وارڈ جیسا منظر پیش کر رہا تھا، وہاں چار بیڈ لگائے گئے تھے۔ چنگیزی، راما، جینی اور اس کا ملازم ڈینورس، سب محوِ استراحت نظر آرہے تھے اور بستروں کے سامنے رکھے دو سنگل صوفوں میں سے ایک پر گھوسٹ سر جھکائے بیٹھا تھا، اس کے بلیڈ پر خون جم چکا تھا اور بلیڈ کو چھڑی کی طرح سامنے رکھ کر دونوں ہاتھ اسی پر ٹکائے ہوئے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو بھی گھوسٹ سر جھکائے بیٹھا رہا، یہاں تک کہ اس کے دماغ میں دروازہ کھلنے سے کوئی تحریک پیدا نہ ہوئی۔ کمرے میں لارڈ داخل ہو رہا تھا، وہ اس وقت بھی ہاشم کے میک اپ میں ہی تھا اور چہرے پر مسکراہٹ لئے وہ زخمیوں پر نظر ڈالتے ہوئے گھوسٹ کی طرف مڑ گیا۔

"کیسے ہو دوست؟۔" اس نے گھوسٹ کے سامنے والے صوفہ پر گرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا لیکن گھوسٹ کا وجود ٹھہرے پانی کی طرح خاموش ہی رہا۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم الجھے ہوئے ہو؟۔" چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ بات کرنے کی کوشش کی۔

"جا کام کر اپنا بھوتنی کے۔" گھوسٹ نے غرا کر کہا لیکن سر جھکا ہی رہا، لارڈ نے جب یہ جواب سنا تو بمشکل اپنا قہقہہ روک سکا، ایسا کرارہ جواب سن کر اسے مزہ آ گیا تھا۔

"اور تم کیا کرو گے؟۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"خون کی پیاس لگی ہے، میں کنویں کے پاس جاؤں گا۔" اس بار اس نے سر اٹھایا تھا، اس کی آنکھوں میں پھیلی درندگی لارڈ کی توقع سے بڑھ کر تھی اس لئے اس کی آنکھیں سوچنے والے انداز میں سکڑ گئی تھیں۔

"تو تمہیں منزل مل گئی؟۔" لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں، مجھے گارڈین کا پتہ مل گیا۔"

"کیسے ؟۔"

"تو اپنا کام کر، ان کا خیال رکھ، جب یہ مقابلے کے قابل ہوں گے تو دوبارہ لڑوں گا ان سے۔" کہتے ہوئے وہ بلیڈ پر بوجھ ڈالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں مدد کی ضرورت ہو گی۔" لارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میرا نام گھوسٹ ہے، میرا نام ہی کافی ہے۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

"ساحر۔۔۔" لارڈ بڑبڑایا تو گھوسٹ کے قدم رک گئے، اس نے گردن موڑ کر ہاشم (لارڈ) کو دیکھا۔

" لگتا ہے تیری میت پر رونے کے لئے کافی لوگ ہیں جو مرنے کی خواہش رکھتا ہے۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"اگر ایک نام پکارنے سے رک سکتے ہو تو تمہارا دشمن بھی یہی نام لے کر تمہیں روک سکتا ہے، پھر کیا کرو گے ؟۔" لارڈ نے پوچھا۔

"کب تک روک سکے گا؟۔" وہ غرایا۔

"جب تک وہ بہت سے معصوموں کی جان نہ لے لے۔" لارڈ نے چال چلنے میں پہل کی، اس کے وہاں ٹپکنے کی وجہ بھی چالیں چلنا ہی تھا تاکہ گھوسٹ کو ٹھنڈا کر کے کام لیا جا سکے۔

"معصوموں کی جان؟۔ تیرا دماغ خراب ہے کیا؟۔"

"اب تک بہت سے لوگوں کو گارڈین مار چکا ہے، وہ اپنے ماتحتوں کے دماغ میں ایسی چپ لگا چکا ہے جس سے وہ جب چاہے ان پر قابو پا سکے اور جب چاہے ان کی کھوپڑی اڑا دے۔ میرے پاس اس کا ثبوت بھی ہے۔" لارڈ نے کہا۔

"کیا چاہتے ہو؟۔" چند لمحے سوچنے کے بعد وہ پوری طرح لارڈ کی طرف مڑ آیا تھا۔

"ہم کیا چاہتے ہیں، سوال تو یہ ہے۔" لارڈ مسکرایا۔ "یہ دونوں بھی دماغ میں چپ لگوائے لیٹے ہیں۔" اس نے چنگیزی اور راما کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ دونوں چپ سے بچے ہوئے ہیں لیکن لڑکی کے ساتھی کی حالت ٹھیک نہیں، لڑکی کی حالت قدرے بہتر ہے، اسے ساتھ شامل کر لو۔ میرے خیال سے وہ کام آ سکتی ہے۔" لارڈ نے جینی اور ڈینورس کی

طرف اشارہ کیا۔

"اگر بے ہوشی میں ہی ان کے سر پھٹ گئے تو؟۔" گھوسٹ نے پوچھا۔

"پھٹنے دو۔ ہمارا کیا لینا دینا ان سے۔" لارڈ نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیئے۔

"لیکن یہ۔۔۔ اس نے میری دیکھ کر ساحر کہا تھا اور اسے دیکھ کر ایسا ہی لگتا ہے کہ یہ مجھے جانتا ہے، اگر یہ مر گیا تو بتائے گا کیسے کہ میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟۔" گھوسٹ نے چنگیزی کی طرف بلیڈ سے اشارہ کیا۔

"وہ تو میں بھی بتا سکتا ہوں لیکن فی الحال ہمیں گارڈین کو روکنا ہے تا کہ معصوموں کی جان بچائی جا سکے۔"

لارڈ کے پاس یہی پتا تھا، معصوموں کی جان بچانے والا کیونکہ وہ جانتا تھا گھوسٹ کی ذہنیت ایسی ہی ہے، وہ اپنے سمیت تمام مجرموں کو جنگلی درندے سمجھتا تھا۔ وہ خود کو مجرموں سے الگ نہیں مانتا تھا، اسی وجہ سے وہ کہتا تھا کہ جب وہ تمام درندوں کو چیر پھاڑ ڈالے گا تو آخر میں خود

بھی کاٹ ڈالے گا تاکہ دنیا کی خوبصورتی اور معصومیت قائم رہے اور ایک بھی درندہ روئے زمین پر نہ رہے۔ جتنا وہ دنیا اور معصوموں کے لئے سوچتا تھا، معصومیت اور مظلومیت کے لئے سہارہ بنتا تھا اتنا ہی دوسری طرف درندگی سے پیش آتا تھا، اسے تب تک سکون نہیں ملتا تھا جب تک وہ ان گنت مجرموں کے سر یا سینے چیر نہ دیتا، مجرم کو اذیت بھری موت دینے کے خیال سے وہ اسلحے کا کم سے کم استعمال کرتا تھا اور دستی ہتھیار زیادہ۔

"یہ ضروری ہے، شہر کو جنگل نہیں بننے دیا جا سکتا ہے دوست۔" گھوسٹ نے نرم لہجے میں کہا تو لارڈ نے سکون بھرا سانس لیا۔

"لیکن۔۔۔ میں یہ اپنی مرضی سے کروں گا۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا جبکہ لارڈ حیرت سے یہ دیکھنے تک ہی محدود رہا کہ ہوا کیا؟؟؟؟؟؟؟ اس توقع نہیں تھی کہ اچانک پھر سے گھوسٹ ایسا کرے گا۔

"یہ مروائے گا مجھے۔۔۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ تیزی سے اس کے پیچھے نکلا۔

گارڈین انہاک سے انگریزی فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ فون کی کرخت گھنٹی اسے اچھلنے پر مجبور کر دیا اور اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے ریسیور اٹھالیا۔

"کیا ہے؟۔" اس نے روایت کی پاسداری کرتے ہوئے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"ب۔ب۔باس۔وہ جانور۔" دوسری طرف سے ہکلاتے ہوئے جواب دیا گیا۔

"کیا ہوا اسے؟۔" گارڈین نے تیزی سے ریموٹ کی مدد سے ٹی وی کی بکواس بند کی۔

"اسے پکڑ لیا ہے باس۔۔ اس نے دو لوگوں کے سر چیر ڈالے اور ایک کا سینہ۔" دوسری طرف سے بتانے والا سہما ہوا تھا۔

"ویری گڈ، یہ کام کیا ہے تم نے، میں آرہا ہوں۔" گارڈین نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا اور ریسیور کریڈل پر مارتے ہوئے وہ تیزی سے ملحقہ کمرے میں گھس گیا۔

پانچ سے سات منٹ کے بعد اس کی گاڑی رہائش گاہ سے نکل رہی تھی اور اڑتی ہوئی بلیک ہاؤس کی طرف بڑھنے لگی۔ گارڈین کا چہرہ جذبات کی شدت سے تمتما رہا تھا، ساحر، گھوسٹ کے روپ میں آج دوبارہ اس کے ہاتھ آلگا تھا، وہی ساحر جسے وہ سوغات والے اڈے میں چھوڑ آیا تھا، جسے مستقبل میں وہ اپنا غلام بنانا چاہتا تھا، وہی ساحر جس نے اس کے ماتحتوں کو کٹی پھٹی لاشوں میں بدل دیا تھا، وہ اتنے انتظار کے بعد، گارڈین کی منصوبہ بندی کی وجہ سے دوبارہ قید کر لیا گیا تھا اور اس بار وہ تھا بھی بھیانک روپ میں جو گارڈین کو پسند آیا تھا اور گارڈین اس وجہ سے بھی خوش تھا کہ ساحر کو بَگ نہ کرنے کے پیچھے جو رکاوٹ تھی، اب وہ دور ہو چکی تھی اور ساحر کو وہ فوری اپنے قابو میں لے سکتا تھا لیکن۔۔۔۔۔۔

سب سے پہلے جو کام وہ کرنا چاہتا تھا وہ ساحر کو سمجھنا تھا کہ آخر وہ ساحر سے گھوسٹ ۔۔۔ کیسے ؟ اس سوال کے جواب کے لئے وہ سب سے زیادہ پر جوش تھا اور اسی جوش کی وجہ سے جو فاصلہ بیس منٹ میں طے ہونا تھا، دس منٹ میں ہو گیا اور وہ مضافات میں تعمیر شدہ ایک قلعہ نما عمارت کے سامنے رکا۔ عمارت میں کہیں کہیں روشنیاں جل رہی تھیں وگرنہ رات کی تاریکی میں وہ ڈراؤنی ہی لگ رہی تھی ۔ مخصوص انداز میں ہارن بجانے پر دروازہ کھلا تھا اور وہ گاڑی پورچ میں لے گیا۔ گاڑی سے اترتے ہی اس کے سامنے ایک ناٹے قد کا شخص آجھکا تھا۔

"باس۔۔" اس نے ادب سے سلام کیا۔

"کہاں ہے وہ؟۔" گارڈین نے بے صبری سے پوچھا۔

"آپ کے حکم کے مطابق اسے ایسٹ لیب میں رکھا گیا ہے۔"

"جلدی چلو۔۔ڈاکٹر ہے وہاں ؟۔"

"یس باس، سب کچھ تیار ہے۔"

"گڈ، جلدی چلو۔" گارڈین لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا مشرقی حصے کی

طرف بڑھا جبکہ ماتحت پھدک پھدک کر اس کے پیچھے آ رہا تھا جیسے مینڈک اپنے شکار کے پیچھے لگا ہو۔

مشرقی حصے میں جدید انداز کے آپریشن تھیٹر بنائے گئے تھے جن میں سے ایک میں گھوسٹ بستر پر لیٹا تھا۔ اس کے بستر کے سرہانے، دیوار سے لوہے کا بلیڈر رکھا گیا تھا۔ بلیڈ کے نیچے، فرش پر خون جمع ہو گیا تھا جو ظاہر ہے بلیڈ سے ہی نیچے کو بہہ رہا تھا۔

"یہ میک اپ میں ہی ہے ابھی تک۔" گارڈین بڑبڑایا۔ "ڈاکٹر۔۔"

"یس باس۔۔" چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"میں پہلے اس کا دماغ کھنگالنا چاہتا ہوں، اس سے کچھ راز نکلوانے ہیں۔"

" یس باس، میں اسے ہال میں منتقل کرتا ہوں۔" ڈاکٹر نے کہا اور گارڈین سر ہلاتے ہوئے کمرے سے نکل کر ہال میں پہنچا۔

"وائٹ، تم جاؤ اور ڈاکٹر مارکس کو یہاں بھیج دو، اس کے بعد اپنی ڈیوٹی پر لگ جاؤ، جب تک میں نہ کہوں، یہاں کوئی بھی نہیں آئے گا، ہال خالی کر دو۔" گارڈین نے ناٹے قد والے سے کہا تو وہ جھک کر سلام کرتا ہوا

مڑ گیا۔

تقریباً دس منٹ تک ہال میں خالی ہو گیا اور گھوسٹ ہال میں منتقل ہو چکا تھا، اس کے سر اور چھاتی پر لاتعداد نالیاں لگائی جا چکی تھیں۔ اس ڈاکٹر کے علاوہ اب وہاں ایک اور ڈاکٹر بھی پہنچ چکا تھا جو مصنوعی ذہانت اور انسانی دماغ پر اتھارٹی تھا اور گارڈین کے بااعتماد افراد میں سے ایک تھا۔

"ڈاکٹر مارکس، مجھے اس بندے میں خاص دلچسپی ہے، اس کا خیال رکھتے ہوئے آپ کام کریں گے۔"

"یس باس، جو جاننا چاہتے ہیں آپ، پوچھ سکتے ہیں۔" اس نے چھوٹا سا مائیک گارڈین کو تھماتے ہوئے کہا۔ "آپ کا سوال سگنلز میں تبدیل ہو کر اس کے دماغ تک پہنچے گا اور اس کا جواب سگنلز کی صورت میں کمپیوٹر میں موصول ہو کر آواز میں بدلے گا۔" ڈاکٹر نے کہا تو گارڈین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟۔" گارڈین نے مائیک میں پوچھا تو گھوسٹ کا جسم کسمسا کر رہ گیا لیکن نہ تو اس کے لب ہلے نہ کمپیوٹر سے کوئی آواز نکلی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟۔" گارڈین نے سخت لہجے میں سوال دہرایا۔

"ابے جا بھوتنی کے۔" کمپیوٹر سے بھاری آواز سنائی دی تو گارڈین نے حیرت سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا جبکہ ڈاکٹر شرمندہ سا، کمپیوٹر کو گھورنے لگا جیسے یہ جواب گھوسٹ نے نہیں، کمپیوٹر نے دیا ہو۔

"کیا بکواس ہے؟۔" گارڈین دھیمے لہجے میں بڑبڑایا۔

"تیرا وجود ہی بکواس ہے۔"

کمپیوٹر نے جواب دیا تو گارڈین نے تیزی سے مائیک منہ سے الگ کیا، وہ بھول گیا تھا کہ مائیک میں جو بھی بولے گا، وہ گھوسٹ کے دماغ تک جائے گا اور جواب بھی ملے گا۔

"مائیک بند کرو ذرا۔" گارڈین نے مائیک کو مٹھی میں دبا کر کہا تاکہ آواز مائیک تک نہ پہنچے، ادھر ڈاکٹر نے جلدی سے مائیک بند کیا۔

"اس کی دماغی حالت کیسی ہے؟۔" گارڈین نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا، اسے اپنے سٹاف کے سامنے ہونے والی بے عزتی کَھل رہی تھی۔
ڈاکٹر نے مشینوں کا جائزہ لینے اور کچھ دیر سوچنے کے بعد رائے دے

دی۔

"دماغی حالت بالکل نارمل ہے باس۔"

"اوکے۔" گارڈین نے بے بسی سے گھوسٹ کی طرف دیکھا۔ "مائیک آن کر دو۔" اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ مجبوراً ایسا کر رہا ہے۔

"ڈن باس۔۔"ڈاکٹر نے کہا تو گارڈین مائیک ہونٹوں کے پاس لے گیا۔

"گھوسٹ۔۔"اس نے بلایا۔

"بول میرے دوست۔۔" اس بار اچھا جواب سن کر گارڈین کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔

"ایک الجھن سلجھانے میں میری مدد کرو گے۔" گارڈین کے نرم لہجے میں کہا تو ڈاکٹروں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جیسے نرم لہجے کی امید نہ رکھتے ہوں لیکن گارڈین جانتا تھا کہ سخت لہجے کے جواب میں گھوسٹ پھر پٹڑی سے اتر سکتا ہے لہذا عافیت اسی میں ہے کہ پیار سے کام نکلوایا جائے۔

"بتاتو ذرا الجھن۔۔۔"

"تم خود کو گھوسٹ کہتے ہو جبکہ میں تمہیں ساحر کے نام سے جانتا ہوں، یہ سب کیا ہے؟ اصل میں کون ہو تم؟۔" گارڈین کے لہجے میں التجا کا رنگ غالب آ رہا تھا، دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی اور پھر کمپیوٹر کی سکرین پر نظر آنے والی لہروں میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ سپیکر سے آواز نکلی۔

"میں خود پریشان ہوں کہ یہ سب کیا ہے، مجھے لگتا ہے کہ میں گھوسٹ ہوں لیکن یہ بھی لگتا ہے کہ ساحر بھی میرا ہی نام ہے۔"

"کیا ہم اس کے ذہن کو قابو کر سکتے ہیں؟۔ مجھے لگتا ہے تبھی جواب مل سکے گا۔" اس کا جواب سن کر گارڈین نے مائیک منہ سے دور کر کے ڈاکٹر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا تو ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلایا۔ "جلدی کرو۔ جب ہو جائے تو اشارہ کر دینا۔" گارڈین نے کہا اور پھر مائیک ہونٹوں کے قریب لایا۔

"دو نام ہونا تو بری بات نہیں لیکن جب سے تم گھوسٹ کے طور پر سامنے آئے ہو، ساحر کو مکمل طور پر بھولے ہوئے لگتے ہو۔" گارڈین

نے کہا۔

"میں بھولا نہیں ہوں، بہت کچھ ہے جو بطور گھوسٹ مجھے اپنا نہیں لگتا لیکن دل کہتا ہے کہ اپنا ہے، یادیں، دوست بہت کچھ ہے۔" لہجہ دوستانہ ہی تھا۔

ڈاکٹر نے گارڈین کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور خود کمپیوٹر پر مصروف ہو گیا، اس کے اشارہ کرنے پر دوسرے ڈاکٹر نے پھرتی سے انجیکشن تیار کئے اور سرعت کے ساتھ گھوسٹ کے بازوہ میں سیال انجیکٹ کرنے لگا۔ تین سے چار منٹ کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر گارڈین کی طرف متوجہ ہوا۔

"باس، ڈن۔ اب یہ آپ کے قابو میں ہے۔"

"ہیلو۔۔ گھوسٹ۔۔۔"

"اصل نام سے بلائیں باس۔۔" ڈاکٹر نے بات کاٹتے ہوئے کہا تو گارڈین نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہیلو ساحر۔۔۔" گارڈین نے تحکمانہ لہجے میں کہا لیکن جواب ندارد،

اس نے دو تین بار دونوں نام لے کر پکارا مگر خاموشی ہی رہی۔

"بب۔۔باس۔۔۔" ڈاکٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔اس کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں لہریں تیزی سے اتار چڑھاؤ کا شکار نظر آ رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟۔"

"گھوسٹ کو قابو کرنے کی وجہ سے شاید اس کا دماغ شاید خود سے الجھ پڑا ہے۔ آپ نے جب گھوسٹ کہا تبھی گڑبڑ ہو گئی، اصل نام لینا بہتر رہتا۔ "

"میں سمجھا نہیں۔۔" گارڈین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"بب۔۔باس۔۔یوں سمجھ لیں جیسے دو لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہوں، اس کا دماغ۔۔رکئے۔۔میں اسے تحریر میں بدلتا ہوں۔"

ڈاکٹر نے پرجوش لہجے میں چیختے ہوئے کہا، اس کا جوش۔۔ایک نئے تجربے کی وجہ سے تھا، ایک شخص جو اس کے سامنے بستر پر پڑا تھا، اس کا دماغ خود سے ہی یوں الجھ پڑا تھا جیسے وہ ایک نہیں۔۔۔ دو الگ الگ

دماغ ہوں۔۔۔ڈاکٹر کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگے، ڈاکٹر کے جوش کے علاوہ کمرے میں مکمل ٹھنڈ تھی۔ گارڈین ہونٹ بھینچے اسے دیکھ رہا تھا، وہ اس سب سے بور ہو رہا تھا لیکن ڈاکٹر پر اعتماد بھی کرتا تھا اور جانتا تھا کہ کچھ اہم ہے جس وجہ سے ڈاکٹر یہ سب کر رہا ہے۔ تقریباََ پانچ منٹ کے بعد ڈاکٹر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بب۔۔باس۔۔یہ۔۔یہ۔۔" اس کے حلق سے بمشکل ہی الفاظ نکل رہے تھے۔

"کیا ہوا؟ کچھ بکو بھی؟۔" گارڈین کی برداشت جواب دے گئی۔

"بب۔با۔۔باس یہ ایک شخص نہیں ہے۔۔یہ۔۔یہ۔۔کئی۔۔" ڈاکٹر نے ہکلاتے ہوئے گھوسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ اچانک جیسے باز جھپٹا مارتا ہے، گھوسٹ ڈاکٹر سے ٹکرایا اور اسے لیتا ہوا سامنے والی دیوار سے ٹکرایا، کمرے میں چھوٹے چھوٹے دھماکے ہوئے تھے، وہ نالیاں جو گھوسٹ کے وجود سے منسلک تھیں انہوں نے جہاں گھوسٹ کے وجود کو زخمی کیا تھا وہیں کمپیوٹرز اور مشینوں کو بھی کھینچ کر گرا دیا تھا۔

ادھر دیوار سے ٹکراتے ہی گھوسٹ کا ہاتھ گھوما اور اس کا مکا پوری قوت سے ڈاکٹر کی گردن پر پڑا اور پچک کی آواز کے ساتھ مکا جیسے گردن میں گھس گیا، ڈاکٹر کا جسم تڑپنے لگا، گھوسٹ کے مکے لگاتار ڈاکٹر کی گردن اور پھر اس کے چہرے پر برستے چلے گئے ، ساتھ ہی ہال میں اس کی غراہٹیں سنائی دینے لگیں، اس نے جب ڈاکٹر کو چھوڑا تو ڈاکٹر کے وجود پر چہرے کی بجائے گوشت کا لوتھڑا نظر آرہا تھا، وہ غرا کر مڑا، اس کی شکل پر جا بجا خون دیکھ کر اور آنکھوں میں چھائی درندگی نے گارڈین کو کانپنے پر مجبور کر دیا اور گارڈین جیسے اپنی جگہ پر جم ہی گیا۔

"تو کون ہے بے بھوتنی کے؟۔" اس نے غرا کر گارڈین سے پوچھا تو گارڈین کے وجود کو حیرت بھرا جھٹکا لگا۔

"مم۔۔میں تمہارا دوست ہوں، تمہیں بچانے آیا تھا اس سے۔۔" گارڈین نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نہ صرف آواز بدل گئی تھی بلکہ اس کا انداز ہی بدل گیا تو دوسرے ڈاکٹر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ایک تو نجانے کہاں سے اتنے دوست پیدا ہونے لگے ہیں بھوتنی

کے۔۔" گھوسٹ نے اپنی گردن کو دائیں بائیں گھما کر جیسے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔

"اور تو۔۔۔ میرا بلیڈلا، آج وہ گارڈین میرے ہاتھ سے نہیں بچے گا۔" گھوسٹ نے دوسرے ڈاکٹر سے کہا تو گارڈین کی آنکھیں حلقوں میں سرچ لائٹوں کی طرح گھومنے لگیں، وہ تو اس کے سامنے تھا، پھر گھوسٹ کس گارڈین کو۔۔۔۔۔؟؟

"بلیڈ لاؤ۔" اس نے میکانکی انداز میں ماتحت ڈاکٹر سے کہا۔

"چلو دوست، یہاں سے نکلیں۔" گھوسٹ نے نرم لہجے میں گارڈین سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا، گھوسٹ اس کے پیچھے اور ڈاکٹر دونوں کے پیچھے چل دیا۔

لارڈ، روشن پیلس کے مخصوص کمرے میں موجود تھا، اس کے چہرے کے عضلات کھنچے ہوئے تھے جس سے ظاہر تھا کہ دماغی و جسمانی طور پر وہ تناؤ کا شکار ہے۔ اس تناؤ کے پیچھے شہر کی موجودہ حالت اور ٹیم کا تِتر بتر ہونا تھا۔ گارڈین نے اس قسم کا بیج بویا تھا کہ ٹیم کا شیرازہ یوں بکھرا کہ اب تک لارڈ بھی ٹھیک طرح سنبھل نہیں پایا تھا۔ ساحر، اپنی اصل حالت میں نہیں تھا جس وجہ سے کیس طویل ہو رہا تھا۔ جبران اور ڈاکٹر یوسف خاقانی کی لیب تباہ کر دی گئی تھی لیکن وہاں موجود آٹھ افراد میں سے صرف ایک ہی فوت ہوا تھا، باقی ساتوں بچ گئے تھے۔ جبران اور یوسف خاقانی بھی قدرتی طور پر بچے تھے ورنہ دھماکوں کے وقت وہ بھی اڈے میں ہی تھے۔ وہ دونوں کافی زخمی تھے جس وجہ سے جبران کا فیلڈ میں کام کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔

کبیر اور ثانیہ کو وزیرِ دفاع کے ساتھ مستقل نتھی کیا گیا تھا تاکہ کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ چنگیزی ابھی تک غائب تھا، عباس اور جمال کو لارڈ سامنے نہیں لانا چاہتا تھا اور تھرڈ آئی کا کام ہی مختلف تھا۔ ایک ہی فعال اور تیز ایجنٹ بچا تھا، فاکس۔ فاکس تھرڈ آئی کو بھی سنبھال رہا تھا اور ساتھ ساتھ لارڈ کی طرف سے بلائے جانے پر بھی حاضر ہو جاتا تھا۔ تھرڈ آئی اس وقت بہت سے اہم افراد کی نگرانی میں مصروف تھا تاکہ کوئی اہم تبدیلی نظر آئے تو بروقت اطلاع دیں سکیں۔

دوسری طرف صدرِ مملکت کی طرف سے دباؤ بڑھ رہا تھا، بہت سے لوگ مارے گئے تھے، ادارے ابھی تک بند تھے، اہم افسران تو دور، عام آدمی تک پریشان اور خوفزدہ تھا کہ نجانے کب اس کی یا اس کے ساتھ والے کی کھوپڑی پھٹے اور وہ بھی اس کی زد میں آ جائے۔ اس خوف کی وجہ سے گھر کے اندر بھی ایک ہی خاندان تقسیم ہو بیٹھا تھا ۔ سپارک کی زندگی میں ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ مشن طوالت پکڑ جائے لیکن اس بار گارڈین نے عجیب سے انداز میں ہر شے کو کھینچ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ لارڈ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا تھا، وہ

اپنے انداز میں مہرے آگے بڑھا رہا تھا۔۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ وقت ضائع ہو رہا تھا۔ فون کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔

"لارڈ۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"فاکس بول رہا ہوں چیف۔ میں نے مسٹر گھوسٹ کو ایک شخص کے ساتھ جاتے دیکھا گیا ہے، اس شخص کا حلیہ گارڈین سے ملتا جلتا محسوس ہوا ہے، اس کی ویڈیو آپ نے دکھائی تھی مجھے۔" فاکس نے کہا تو لارڈ کی آنکھوں میں چمک عود آئی۔

"اس وقت کہاں ہیں وہ دونوں؟۔" لارڈ نے پوچھا۔

"مضافات سے شہر کی جانب بڑھ رہے ہیں۔" فاکس نے کہا۔

"اور لوگ بھی بلا لو، پھیل کر تعاقب کرو تا کہ ان دونوں کو شک نہ ہو۔"

"یس چیف، لیکن مسٹر گھوسٹ تو ہمارے ساتھ ہیں ناں؟۔" فاکس کا لہجہ تصدیق طلب تھا۔

"وہ کسی کا بھی نہیں، تمہارے لوگ اگر اس کے سامنے آ گئے تو گارڈین شاید چھوڑ بھی دے لیکن گھوسٹ نہیں چھوڑے گا اس لئے کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں اور دور سے ہی نگرانی کرو۔" لارڈ نے ڈانٹتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"یس چیف، ایسا ہی ہو گا۔" فاکس نے کہا تو لارڈ نے کچھ کہے بغیر ریسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ ہمارے ساتھ۔۔ وہ بھی گھوسٹ۔" وہ طنزیہ انداز میں بڑبڑایا۔ "لیکن گارڈین کے ساتھ دوستانہ انداز میں گھوسٹ، یہ کیسے ممکن ہے، وہ تو گارڈین کا دشمن تھا، اسے دیکھتے ہی مار دینا چاہیے تھا پھر یہ کیسے؟۔" سپارک کچھ دیر سوچ میں ڈوبے رہنے کے باوجود اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے طویل سانس لیتے ہوئے سر کو جھٹکا جیسے سوچوں سے دماغ کو خالی کرنا چاہ رہا ہو اور اٹھ کر ملحقہ کمرے میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈبل میک اپ اور سیاہ چسپ لباس میں ملبوس تھا لیکن یہ عام لباس نہیں تھا، یہ ساحر کا تیار کردہ مخصوص لباس تھا جسے مزید

اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ یہی لباس ساحر، مسٹر بی کے روپ میں یونگ کے ساتھ ایک بار استعمال کر چکا تھا۔ (ناول #5، پرنس ڈمب) اس سوٹ کو "ماسک" کا نام دیا گیا تھا کیونکہ چہرے پر لگایا گیا ماسک بہت سے خاص حربے رکھتا تھا۔ یہ صرف کپڑے کا ماسک نہیں تھا بلکہ ہیلمٹ نما تھا۔ لباس بلٹ پروف، کسی بھی گیس سے پاک آکسیجن مہیا کرنے کا ذریعے، گرمی سردی میں مخصوص درجہ حرارت مہیا کرنے کے علاوہ بھی بہت سے کام کر سکا تھا۔ یہ لباس اتنا مہنگا تھا کہ عام حالات میں پہن کر ضائع کرنے کا رسک نہیں لیا جا سکتا تھا اور آجکل کے حالات ویسے بھی عام نہیں رہے تھے اس لئے لارڈ نے یہ لباس چنا تھا۔ ایک لباس خود پہن آیا تھا دوسرا ہاتھ میں پکڑے بیگ میں رکھا تھا، اسے امید تھی کہ دوسرا لباس استعمال کرنے کی بھی ضرورت پڑے گی۔

مخصوص سوٹ پہنے وہ راہداری میں سے گزرتا ہوا پورچ میں پہنچا جہاں سیاہ رنگ کی کرولا کھڑی تھی، کار کا ماڈل وہی تھا جس ماڈل کی لاتعداد کاریں دارا حکومت میں سڑکوں پر "رُل" رہی تھیں لیکن اس کار کا ماڈل

اور باڈی خاص طور پر تیار کروائی گئی تھی جو درمیانے درجے کی "چوٹ" برداشت کرنے کے قابل تھی اور انجن خاصا طاقتور تھا، یوں یہ کار عام شاہراہ پر قابلِ شناخت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ تیز اور کافی محفوظ بھی تھی۔ شیشوں کے سامنے سیاہ پردے تھے، سپارک پھرتی سے کار میں سوار ہوا اور کار غراتی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ گیٹ کے قریب بنی کوٹھڑی میں سے محافظ نکل کر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا اور کار کے گیٹ تک پہنچنے تک گیٹ نے رستہ چھوڑ دیا اور جلد ہی کار سڑک پر رواں ہجوم کا حصہ بن چکی تھی۔

گارڈین کا دماغ چکرا رہا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ گھوسٹ یعنی ساحر، جو کہ اس کے خون کا پیاسا تھا، اسے پہچان کیوں نہیں پایا جبکہ وہ اصل شکل میں ہی اس کے سامنے آیا تھا، اسی شکل میں، جس میں وہ بطوط خان سے زیرِ زمین اڈے میں مل چکا تھا لیکن گھوسٹ پر اپنا الجھاؤ ظاہر کرنا نقصان دہ ہو گا، یہ گارڈین بھی جانتا تھا اس لئے وہ حیرت اور الجھاؤ پَر سکون اور مسکراہٹ کا پردہ اوڑھے ہوئے تھا۔ اسی الجھن میں ہونٹ کاٹتا ہوا وہ گاڑی کی رفتار بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ کن اکھیوں سے گھوسٹ کی طرف بھی دیکھ لیتا کہ گھوسٹ اس کی طرف دیکھ تو نہیں رہا؟۔ لیکن گھوسٹ گاڑی کے ڈیش بورڈ سے ایک کپڑا نکال کر بلیڈ پر رگڑ رہا تھا جیسے بلیڈ کو لڑائی کے لئے تازہ دم کر رہا ہو۔

"تمہارا کیا نام ہے دوست؟۔" اچانک گھوسٹ کی نرم آواز نے گارڈی میں چھائی سکوت کی دھند کم کرنے کی کوشش کی تو گارڈین کے جسم کو یوں جھٹکا لگا جیسے گھوسٹ نے حملہ کر دیا ہو۔

"لعنت ہے گارڈی، فضول میں اتنا سوچ رہا ہے، جب وہ دوست دوست کہہ کر خود ہی جال میں آرہا ہے تو تم کیوں گرم توے پر بیٹھے ہو۔" اس نے سوچا اور پھر سر جھٹک کر اعصاب کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے گھوسٹ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ "میرا نام فریزر ہے۔"

"اوہ، قلفیوں والا؟۔" گھوسٹ کا لہجہ مسرت اور حیرت کے ملے جلے جذبات کا عکاس تھا۔

"قلفی؟۔ کیا مذاق ہے یار۔" گارڈین نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"کہتے تو سچ ہو، اس میں صرف قلفیاں ہی تھوڑی رکھی جاتی ہیں، برف، سبزی، گوشت۔۔۔ لاشیں۔۔" گھوسٹ نے سکرین پار خلا میں گھورتے ہوئے کہا تو گارڈین نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔

"خون اور لاشوں کے علاوہ کچھ سمجھ میں آتا ہے؟۔" چند لمحوں بعد گارڈین نے پوچھا۔

"میرا صرف ایک ہی مقصد ہے دوست۔ شکر کرو کہ تم بچ گئے۔" اس نے غرا کر کہا تو گارڈین نے اثبات میں سر ہلایا۔

مضافات سے نکلے کافی دیر ہو چکی تھی اور گارڈین شہر میں موجود اپنے خفیہ اڈے کے سامنے پہنچ گیا تھا، وہ ساحر یا گھوسٹ پر قابو پانے کے خیال میں باؤلا ہو رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ ساحر خود ہی اس کے ہاتھ لگ گیا ہے، ابھی تک اس کا ذہن کسی نہ کسی طرح اس خیال میں جکڑا ہوا تھا کہ بطور گھوسٹ، ساحر نے اسے گارڈین کے طور پر پہچانا کیوں نہیں؟۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بھی گزرا تھا کہ کہیں گھوسٹ کوئی چال نہ چل رہا ہو؟۔۔ اس وجہ سے اس نے ارادہ کیا تھا کہ عمارت میں داخل ہوتے ہی مخصوص اشارہ کر دے گا تاکہ اس کا ماتحت، ہیکر، عمارت کو محفوظ بنا دے۔ مخصوص انداز میں ہارن بجانے پر گیٹ خودکار طریقے سے کھلتا چلا گیا اور گارڈین نے کار آگے بڑھا دی۔ پورچ

میں کار سے اترتے ہوئے اس نے ہیکر کو دوبار مخصوص انداز میں اشارہ کر دیا تھا اور خود گھوسٹ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟۔" گھوسٹ نے تیزی نظروں سے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میرا اڈہ ہے دوست۔" گارڈین نے اس کے کندھے پر بے تکلفی سے ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا تو گھوسٹ نے ناگواری سے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا جیسے بے تکلفی کی تھپکی اسے بالکل بھی پسند نہ آئی ہو لیکن گارڈین اس وقت دروازے کی طرف متوجہ تھا جہاں ہیکر آ کھڑا ہوا تھا۔

"کیا تم ہاشم کے ساتھی ہو؟۔" گھوسٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاشم۔۔وہ کون۔۔ہم۔۔۔" گارڈین جو ہیکر کے طرف سے کئے گئے اشاروں پر دھیان دے رہا تھا، بے خیالی میں بولنے ہی لگا تھا کہ رک گیا۔

"اوہ تو تم اسے نہیں جانتے۔ ہاشم کے علاوہ میرا کوئی دوست نہیں، تم اس کے ساتھی بھی نہیں تو پھر تم کون ہو؟۔ مجھے بچانے وہاں لیب میں کیسے پہنچے؟۔" گھوسٹ کا جسم تن گیا اور بلیڈ پر گرفت بھی سخت ہو گئی۔ گارڈین عین وقت پر اس قسم کی تبدیلی کی توقع نہیں کر رہا تھا اور آنکھیں سکیڑے گھوسٹ کو گھورنے لگا۔

"یعنی تم اپنے مسیحا پر شک کرو گے اب؟۔" اس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"شک۔۔۔" گھوسٹ نے قہقہہ لگایا۔" میں نے تو اپنے بہت سے مسیحاؤں کو چیر کر رکھ دیا ہے۔"

ان دونوں کے ساتھ چلے آئے ڈاکٹر کے وجود میں گھوسٹ کا قہقہہ اور سرد آواز سن کر کپکپی طاری ہو گئی جبکہ گارڈین ہونٹ بھینچے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں تو تم یہاں سے جا سکتے ہو؟۔" گارڈین نے پر اعتماد انداز میں دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤں گا تو میں ضرور، یا دوستی ثابت کرو یا پھر ۔۔۔" گھوسٹ نے بلیڈ کو ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔

"دوستی ثابت کرنے والا جذبہ نہیں۔" گارڈین نے اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں کوئی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ۔" گھوسٹ حلق پھاڑ کر چیخا تو ڈاکٹر کے منہ سے چیخ نکل گئی اور گھوسٹ پہلی بار اس کی طرف مڑا جیسے اب تک تیسرے وجود کی وہاں موجودگی سے بے خبر تھا۔

"تم بتاؤ، کون ہو تم لوگ ؟۔" گھوسٹ نے اس پر چڑھائی کرتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔می۔۔ڈاک۔۔ڈاکٹر۔۔"

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ تم میراثی ہو، یہ کون ہے ؟ تم کون لوگ ہو؟۔۔" اس نے ڈاکٹر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر چیخ کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ی۔۔ یہ۔۔ بب۔ باس۔۔ گ۔۔" ڈاکٹر ہکلاتے ہوئے پیچھے ہٹتا چلا گیا، اس کا سر پینڈولم کی طرح کبھی گارڈی کی طرف مڑتا تو کبھی گھوسٹ کی طرف۔

گارڈین نے سر سے اشارہ کیا تو ہیکر عمارت میں چلا گیا۔

"میرا نام گارڈین ہے۔" گارڈین نے مسکرا کر کہا تو گھوسٹ جہاں تھا، وہیں رک گیا، چند لمحے یوں محسوس ہوا جیسے وہ پتھر کا ہو گیا اور پھر وہ مڑا۔

"کیوں مرنے پر تُلا ہوا ہے؟۔ سچ بتا۔" گھوسٹ کی آنکھوں میں عجیب سا ٹھہراؤ پیدا ہو گیا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں، جس گارڈین کو تم تلاش کر رہے ہو، وہ میں ہی ہوں۔ تمہارا باپ۔" گارڈین نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا، اس نے پل بھر میں اپنے ذہن کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔

"کیا تم میک اپ میں ہو؟۔" گھوسٹ نے پوچھا۔

"نہیں یہی میری اصل شکل ہے۔" گارڈین مسکرایا۔ "لیکن تم نے میری بات پر غور نہیں کیا، باپ والی بات نظر انداز کر گئے۔" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ ایسی لایعنی بات پر میں جذباتی ہو کر غلطی کر بیٹھوں گا تو تم غلطی پر ہو۔" گھوسٹ نے لاپرواہی سے جواب دیا، اس کا بلیڈ اب آگے پیچھے جھول رہا تھا جیسے نشے میں نشئی جھومتا ہے۔

"یعنی تم میں غیرت کی کمی ہے جو کہ تمہارے معاشرے میں معیوب بات ہے۔" گارڈین نے جیسے مکھی اڑائی۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ گھوسٹ بھڑک جائے اور جتنا وہ گھوسٹ کا جائزہ لے چکا تھا، اس کے مطابق اب تک گھوسٹ کر اس پر چڑھ دوڑنا چاہیے تھا لیکن۔۔۔۔

"معاشرے کا ٹھیکہ نہیں رہے رکھا میں نے۔" گھوسٹ نے غرا کر کہا۔ "اگر تمہاری یہ اصلی شکل ہے تو پھر سوغات والے اڈے میں، میرے کمرے میں لیپ ٹاپ جو ویڈیو تھی، اس میں تو گارڈین کی کوئی اور شکل تھی، وہ کون ہے؟۔"

"اوہ، تو اس وجہ سے تم مجھے پہچان نہیں سکے۔" گارڈین نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تم لیپ ٹاپ پر نظر آنے والی شکل کے پیچھے ہو۔"

"ہاں، میرے ذہن میں وہی شکل ہے۔ اگر تم گارڈین ہو تو میک اپ میں وہ ویڈیو کیوں بنائی تھی اور کون سی ٹیم کو لے کر نکلنے کی بات کر رہے تھے؟۔ میری تو کوئی ٹیم نہیں۔" گھوسٹ نے کہا۔

"ان سوالات کی وجہ سے ابھی تک تم نے حملہ نہیں کیا ہو گا۔" گارڈین نے قہقہہ لگایا۔ اب اسے سمجھ آ گئی تھی کہ کیوں وہ اسے بطور گارڈین پہچان نہیں سکا، کیوں گھوسٹ الجھاؤ کا شکار ہے۔۔ لیکن اب ایک نئی الجھن پیدا ہو گئی تھی۔ گھوسٹ، ساحر کا ہی ایک روپ تھا، تو بطور گھوسٹ وہ اپنی اصل شکل کیسے بھول سکتا ہے؟۔ وہ اپنی ٹیم، کبیر، ثانیہ، جبران وغیرہ کو کیسے بھول گیا ہے؟۔ کیا ساحر کا دماغ الٹ گیا ہے جس وجہ سے وہ اپنے آپ کو گھوسٹ مان چکا ہے اور میک اپ میں رہنے لگا ہے۔ وہ نہ صرف ٹیم کو بھول بیٹھا ہے بلکہ اپنے اصل شکل و شخصیت

سے بھی لاعلم ہے۔ یہ تمام باتیں گارڈین کے لئے نئ تھیں۔

"ہاں، یہاں الجھاؤ ہے، اس وجہ سے رکا ہوں۔" اس نے بلیڈ سے ٹخنے پر ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹخنے میں الجھن؟۔" گارڈین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا دماغی نظام ٹاپ فلور کی بجائے بیسمنٹ میں ہے۔" گھوسٹ نے سنجیدہ انداز میں پہلے سر کی طرف اور پھر ٹخنے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ تو مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے۔" گارڈین نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ تمہارے کسی سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔" گارڈین نے دو ٹوک انداز میں کہا تو گھوسٹ کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"اپنی چیر پھاڑ کے بعد ہی جواب دینا چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔" اس نے بلیڈ کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی نہیں یار۔۔" گارڈین نے قہقہہ لگایا اور مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو عمارت کا دروازہ کھلا، گھوسٹ نے چونک کر دروازے کی

طرف دیکھا اور پھر حیرت کے مارے اس کا منہ کھل گیا۔ چند لمحے وہ دروازے کی طرف دیکھتا رہا اور پھر گارڈین کی طرف دیکھا اور حیرت کا دوسرا جھٹکا لگا۔ گارڈین اپنی جگہ سے غائب تھا اور عمارت کے دروازے سے چار افراد نکل آئے تھے، چاروں۔۔۔ ہی گارڈین تھے۔

سپارک، ہاشم کے میک اپ میں اور خاص لباس "ماسک" پہنے سیاہ کرولا میں موجود تھا۔ کار ایک رہائشی کالونی کے شروع میں ، سڑک کے کنارے سے اتر کر خالی جگہ پر رکی ہوئی تھی اور سپارک کی گود میں لیپ ٹاپ تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر چھوٹا سا بیگ، جس میں دوسرا خاص لباس "ماسک" رکھا تھا ۔ بیگ کے اوپر موبائل کی سکرین جل بجھ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل پکڑا اور کال اٹنڈ کر کے کان سے لگایا۔

"لارڈ۔۔" اس نے لارڈ کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف، آپ کی ہدایات کے مطابق تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔" جبران کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"خوب، کیا تم مطمئن ہو؟۔" لارڈ نے پوچھا۔

"یس چیف۔۔ڈاکٹر حقانی خود ہر ایک چیز کا جائزہ لے رہے ہیں۔"

"او کے۔ فرض کرو کہ ہم جو سوچ رہے ہیں، ایسا نہ ہو، یعنی حملہ اس سے بھی خطرناک ہو تو پھر؟۔ کیا ہم اسے روکنے کے متحمل ہو سکتے ہیں؟۔" لارڈ نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں چیف۔۔۔ اس سے خطرناک حملہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔" جبران نے حیرت بھری آواز میں پوچھا۔

"اچھی کارکردگی دیکھا کر مطمئن ہو جانا اور خوش فہم رہنا اچھی بات نہیں۔" اس نے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔ "اگر وزیر دفاع کے ماتحت تم نے بدل دیئے ہیں، خفیہ ہی سہی لیکن ان کا معائنہ کیا ہے تو گارڈین کو اس کی خبر نہیں ہوئی ہو گی؟۔"

"یی۔۔یس۔ چیف۔۔یہ۔۔یہ تو سوچا ہی نہیں تھا میں نے۔" جبران گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"گارڈین مصنوعی ذہانت کے استعمال میں ہم سے بہت ایک صدی آگے ہے، اس پر اکتفا مت کرو کہ ہم نے سب کا ماخذ تلاش کر لیا ہے بلکہ اس کے لئے بھی تیاری رکھو کے عین وقت پر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" لارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف، میں سمجھ رہا ہوں۔" جبران نے جواب دیا۔

"دس منٹ بعد رپورٹ کرو کہ تم لوگوں نے میری بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا نیا پلان آف ایکشن تیار کیا ہے۔" لارڈ نے سرد لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔

"لکیر کے فقیر۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے لیپ ٹاپ پر متوجہ ہوا اور پھر چونک گیا۔ لیپ ٹاپ کی سکرین پر موجود منظر ساکن تھا۔ "یہ کیا ہوا؟۔" اس نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا موبائل نکال کر ایک کا بٹن، دو بار دبا کر کان سے لگا لیا۔

"فاکس بول رہا ہوں چیف۔"

"کیا خبر ہے؟۔"

"باس، وہ اسی رہائش گاہ میں ہیں لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے ہیں، کوئی حفاظتی نظام آن ہوا ہے وہاں۔" فاکس نے پریشان لہجے میں جواب دیا تو لارڈ کی پیشانی پر بل ظاہر ہوئے۔

"اور؟۔۔"

"گارڈین اچانک غائب ہو گیا ہے جیسے زمین میں کوئی خفیہ رستہ ہو جبکہ عمارت سے گارڈین کی طرح نظر آنے والے چار افراد نکل کر گھوسٹ کے سامنے کھڑے ہیں۔" فاکس نے جواب دیا۔

"تم کہاں ہو؟۔" لارڈ نے پوچھا۔

"میں اس عمارت کے سامنے والی عمارت کی دوسری منزل پر ہوں باس۔"

"اس کے علاوہ کسی قسم کی نقل و حرکت؟۔"

"نہیں باس، باقی سب ساکت ہے۔" فاکس نے جواب دیا۔

"اوکے، گھوسٹ چار افراد کے بس کا کام نہیں لیکن وہ لوگ کسی بھی چال کی مدد سے گھوسٹ پر قابو پانے کی کوشش کریں گے، اگر گھوسٹ شکست کی طرف بڑھے تو مجھے بتا دینا۔" لارڈ نے کہا اور کال بند کر دی، کال بند کرنے کی وجہ دوسرے موبائل پر آنے والی جبر ان کی کال تھی جو لارڈ نے مسکراتے ہوئے اٹنڈ کی۔

"یس۔۔"

"چیف، ہم نے کچھ اضافی انتظامات کئے ہیں ان کی تفصیل سن لیجئے۔" جبر ان نے کہا اور پھر تفصیل سے صورتحال بتا دی۔

"بہت خوب، اب اچھا کام کیا ہے۔ میر اکام ہوتا ہے بنیاد مہیا کرنا، اس کے بعد بھی اس میں بہتری کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس کا خیال رکھا کرو۔"

"یس چیف، بہت شکریہ چیف۔" جبر ان نے جواب دیا۔

"حالات اب آخری حدوں کی طرف چل دیئے ہیں، الرٹ رہو، ایک

کاشن ہی کی مہلت ہو گی ہمارے پاس۔ اگر کوئی خاص صورتحال ہوئی تو دوسرا کاشن بھی دوں گا، کوتاہی کی گنجائش نہیں ہو گی۔" لارڈ نے کہا اور کال بند کر دی اور پھر چونک گیا۔ ڈیش بورڈ کے نیچے سے بیم کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"آج تو لگتا ہے فون سننے کا ہی دن ہو گا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے جھکا، اس کا بایاں ہاتھ ڈیش بورڈ کے نیچے گھس گیا، جب ہاتھ ڈیش بورڈ کے نیچے سے نکلا تو چھوٹا سا ریسیور تھا۔ اس نے سرخ بٹن دبا کر کان سے لگا لیا۔

"لارڈ بول رہا ہوں۔"

"سر، صدرِ مملکت سے بات کیجئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ پچھلی بار صدر مملکت سے بروقت رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے لارڈ نے کچھ تبدیلی کی تھی اور بروقت اقدامات کرتے ہوئے زیرِ استعمال گاڑیوں میں سیٹلائٹ فون لگوا دیئے تھے جو اس کے انگوٹھے کی نشان سے قابلِ استعمال بنائے جا سکتے تھے۔

"مسٹر لارڈ۔۔" تھوڑی دیر بعد بارعب آواز سنائی دی۔

"یس سر۔"

"مسٹر لارڈ، حالات نازک ہو رہے ہیں۔ آپ کی تجاویز پر عمل بھی جاری ہے اور کچھ لوگ نظر میں آئے ہیں جو کل سے زیادہ ہی حرکت میں ہیں۔" صدر نے کہا۔

"میں جانتا ہوں سر کہ حالات نازک ہیں اور امید ہے کہ آج زیادہ نازک ہوں گے کیونکہ میں فیصلہ کن صورتحال محسوس کر رہا ہوں۔"

"اوہ۔۔ اگر کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو۔۔۔" صدر نے چونک کر کہا اور بات ادھوری چھوڑ دی۔

"شکریہ سر، میری ٹیم پہلے ہی اس کام پر لگی ہوئی ہے، آپ بس ہم پر یقین رکھیں۔"

"مسٹر لارڈ، حالات اس حد تک ہونے کے باوجود جو بظاہر سکون نظر آرہا ہے اس کی وجہ آپ پر یقین ہے وگرنہ اب تک بھونچال آ چکا ہوتا۔ اچھی خبر کے لئے منتظر ہوں۔" صدرِ مملکت نے کہا اور کال بند ہو

گئی۔ کال بند ہوتے ہی اس کی نظر لیپ ٹاپ پر گئی جہاں منظر ابھی بھی ساکن ہی تھا۔ وہ فاکس کی مدد سے گھوسٹ اور گارڈین کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں تک پہنچا تھا اور سکرین پر ان دونوں کو ڈاٹس کی صورت میں دیکھ رہا تھا لیکن پھر منظر ساکت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اسے فاکس سے رابطہ کرنا پڑا تھا۔ ابھی بھی اسے فاکس کی کال کا ہی انتظار تھا تاکہ موجودہ حالات جان سکے اور اسے پانچ منٹ سے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور فاکس کی کال آ گئی۔

"باس، مسٹر گھوسٹ نے ان چاروں کو بے رحمی سے چیر ڈالا ہے۔" فاکس کی آواز لرز رہی تھی جبکہ یہ سن کر لارڈ مسکرا دیا تھا۔

"ابھی کہاں ہے وہ؟" لارڈ غرایا۔

"چیف، وہ عمارت میں گھس گئے ہیں۔"

"گھیرا تنگ کرو جلدی۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں ہاشم کے روپ میں۔" لارڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے سوٹ والا بیگ اٹھا کر موبائل بیگ میں ڈالے اور تیزی سے کار سے نکل گیا۔

گارڈین عمارت کے تہہ خانے میں بیٹھا تھا، ہیکر اس کی دائیں جانب ایک بڑی سکرین کے سامنے بیٹھا تھا۔ سکرین پر عمارت کا لان نظر آرہا تھا جس کے ساتھ ہی پورچ میں گارڈین کے چہرے والے چار افراد گھوسٹ پر چڑھ دوڑے تھے۔ ہیکر کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جبکہ گارڈین دلچسپی سے اس مقابلے کو دیکھ رہا تھا۔ ان چاروں نے بھرپور کوشش کی تھی کہ گھوسٹ کو قابو کر سکیں لیکن۔۔۔ وہ گھوسٹ ہی کیا جو قابو میں آجائے۔ جلد ہی چاروں خون میں لت پت جسم کے اعضا کٹوا کر پڑے تھے اور گھوسٹ ان کا خون ہاتھوں پر مل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر وہی درندگی چھائی ہوئی تھی جو سوغات والے اڈے کی ویڈیو میں نظر آتی تھی، یہ درندگی دیکھ کر ہیکر کا حلق خشک ہو گیا تھا۔

"بب۔۔باس۔۔"

"عمارت میں اس کا آنا بہت نقصان دہ ہے، مجھے باہر لان میں جانا چاہیے تاکہ آمنے سامنے مقابلہ ہو سکے۔" گارڈین اٹھ کھڑا ہوا تھا اور کوٹ اتارنے لگا۔

"بب۔۔باس، یہاں سے نک۔۔نکل چلیں۔۔ یہ۔۔ مم۔مار ڈالے گا۔" ہیکر جہاں گھوسٹ کی وجہ سے گھبرا گیا تھا وہیں گارڈین کی وجہ سے سہما ہوا بھی تھا۔

"نہیں ہیکر، بہت ہوا، میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ اس فضول انسان سے کھیلتا رہوں۔ مجھے اپنے کام پر توجہ دینی ہے اب۔" گارڈین نے سخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ہاتھ میں لوہے کا لمبا راڈ تھامے لفٹ میں کھڑا تھا، لفٹ میں کھڑے ہوتے ہی اس نے بٹن دبایا۔

"یس باس۔۔" بٹن دبتے ہی ہیکر کی آواز لفٹ میں سنائی دی۔

"مجھے باہر پہنچاؤ اور گھوسٹ کو بھی باہر کا رستہ دکھاؤ۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔"

لفٹ کو جھٹکا لگا اور پہلے افقی سمت میں چلی اور کچھ دیر کے بعد رک کر عموداً چل دی۔ لمحوں میں لفٹ رکی اور گارڈین کے سر سے جیسے پردہ ہٹا، پردہ ہٹتے ہی لفٹ کا فرش حرکت میں آیا اور گارڈین اسی جگہ کھڑا تھا جہاں وہ گھوسٹ کا اپنے چار ہمشکل ماتحتوں کے حوالے کر گیا تھا۔ وہ راڈ تھامے لان کی طرف بڑھتا چلا گیا، لان میں پہنچ کر اس نے راڈ کو سر سے بلند کر زمین پر دے مارا، راڈ مٹی میں گھس کر اپنی جگہ پر رک گیا تو گارڈین نے راڈ چھوڑ کر آستین چڑھانا شروع کر دیا۔

عمارت کا دروازہ دھماکے سے کھلا اور گھوسٹ بلیڈ تھامے برآمد ہوا، باہر آتے ہی اس کی نظریں، لان میں کھڑے گارڈین پر پڑیں تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"آج یہ قصہ تمام کر ہی دیتے ہیں۔" گارڈین نے سخت لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی کیوں ہے بھوتنی کے۔" گھوسٹ بھی غرایا۔

"تمہاری لئے جلدی ہے لیکن میں تمہیں بہت عرصے سے برداشت کر رہا ہوں، ویڈیو میں جو تم نے گارڈین کا چہرہ دیکھا تھا وہ تمہارا اپنا اور اصل چہرہ ہے۔ مجھے بالکل توقع نہیں تھی کہ تم اس طرح کے ذہنی مریض نکلو گے ورنہ اسی دن کاٹ ڈالتا۔" گارڈین نے کہا۔

"کیا بک رہا ہے بھوتنی کے۔۔" گھوسٹ نے ناگواری سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں مقامی زبان تو جانتا ہوں لیکن یہ لفظ۔۔ اس لفظ کا کیا مطلب ہے جو بار بار وظیفہ کرتے ہو؟۔ بھوتنی کا۔۔"۔ گارڈین نے ہاتھ بڑھا کر راڈ زمین سے نکال کر ہاتھ میں تولتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لفظ مقامی افراد کو motivation دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس طرح کے اور بھی ہیں لیکن یہ میرا سب سے پسندیدہ لفظ ہے۔" گھوسٹ پہلی بار مسکرایا۔

"چل بھوتنی کے۔۔۔ آجا پھر۔۔" گارڈین نے غرا کر گھوسٹ سے کہا۔

"مجھے دوسروں کی طرف سے motivation پسند نہیں کیونکہ میں خود ہی motivated رہتا ہوں۔" اس نے دانت نکوستے ہوئے کہا اور پھر گارڈین کی طرف دوڑا۔

اگلے لمحے لان راڈ اور بلیڈ کے ٹکراؤ سے کانپ رہا تھا۔ گارڈین زخمی شیر کی طرح پلٹ پلٹ کر وار کر رہا تھا اور گھوسٹ بھوت کی طرح ہی اس پر سوار تھا۔ اگر اسے برابری کی ٹکر کہا جاتا تو غلط نہ ہوتا۔ اچانک ہی گارڈین کا راڈ بلیڈ سے ٹکرا کر بلیڈ سمیت گھوسٹ کے سینے سے ٹکرایا اور گھوسٹ چیخ کر اچھلا، دھڑام سے پشت کے بل گھاس پر گرا۔ اس کا ہاتھ بے اختیار سینہ پر پہنچ گیا جہاں لمحوں میں شرٹ خون آلود ہو گئی تھی۔

"بھوتنی کے۔۔" وہ غرایا اور بلیڈ والا ہاتھ گھوم گیا، بلیڈ چہرے کے سامنے آگیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ راڈ بلیڈ پر رکا ہی تھا کہ گھوسٹ کا جسم پارہ کی طرح تڑپا، وہ گارڈین کو ساتھ لئے ہوا دھپ سے گرا، نیچے گرتے ہی گارڈین کی ٹانگیں سپرنگ کی طرح کھلیں اور گھوسٹ اچھل

کر کچھ دور گر کر قلابازی مارتے ہوئے اپنے پاؤں پر بیٹھ رہا۔ بلیڈ اس کے ہاتھ میں تھا، وہ بلیڈ کے سہارے بیٹھا تیز تیز سانس لے رہا تھا، ادھر گارڈین بھی ایک ہاتھ میں راڈ تھامے، دوسرا کولہے پر رکھے سرخ چہرے اور تیزی سانسوں کے ساتھ اسے گھور رہا تھا۔

"بہت عرصے بعد ٹکر کا مقابلہ ملا ہے۔" گارڈین مسکرایا۔

"ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔" گھوسٹ غرایا اور سائیں کی آواز کے ساتھ گارڈین گھبرا کر پیچھے کو جھکا تا کہ بلیڈ سے بچ سکے۔ ابھی وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ یوں لگا جیسے ران کو کسی نے کاٹ کر رکھ دیا ہو۔ وہ چیخ کر لڑکھڑایا، اس کی نظریں گھوسٹ پر پڑیں تو وہ بلیڈ ہاتھ میں تھامے اس کے سامنے کھڑا تھا جبکہ اس کے ایک پاؤں کا جوتا غائب تھا۔

"بلیڈ تو ویسے ہی گھمایا، پھینکا جوتا تھا۔ " غراتے ہوئے وہ اچھل کر گارڈین سے ٹکرایا، گارڈین سے جسم ٹکراتے ہی اس کا سر حرکت میں آیا تو سر کی ٹکر گارڈین کی ناک پر پڑی اور گارڈین کی چیخ نے جیسے قیامت ڈھا دی ہو لیکن چیخنے کے ساتھ ساتھ اس کا ہاتھ بھی گھوم گیا تھا

اور اس کا مکا پوری قوت سے گھوسٹ کے کان پر پڑا تھا، گھوسٹ بھی چیخ کر اس سے الگ ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔ گارڈین کی ناک سے اور گھوسٹ کے کان سے خون جاری ہو گیا تھا۔

الگ ہوتے ہی وہ رکے نہیں، وہ دھاڑتے ہوئے پھر سے ٹکرا گئے تھے اور بلیڈ اور راڈ کے ٹکراؤ سے چنگاریوں کے ساتھ ساتھ کانوں کے لئے تکلیف دہ آوازیں تیزی سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ گھوسٹ کو یوں لگ رہا تھا جیسے بہت سی ہڈیاں راڈ نے توڑ ڈالی ہیں اور گارڈین کے کپڑے جا بجا کٹ چکے تھے اور لگ رہا تھا کہ آدھے سے زیادہ جسم زخمی ہو چکا تھا۔

"بب۔۔باس، سکیورٹی سسٹم بند ہو گیا ہے۔" اس بار جیسے ہی وہ ایک دوسرے سے الگ اور فاصلے پر ہوئے تو ہیکر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز کہیں سپیکر سے ہی آئی تھی۔

"کیا بک رہا ہے؟۔" گارڈین حلق کے بل چیخا۔

"باس۔ سکیورٹی سسٹم بند ہو گیا ہے۔" ہیکر کی آواز دوبارہ سنائی دی،

ظاہر ہے وہ گارڈین کی آواز نہیں سن پایا تھا۔ اس وقت دھپ دھپ کی آوازیں سن کر گھوسٹ اور گارڈین چونک گئے، لان میں بہت سے نقاب پوش نظر آرہے تھے، اکثر کے پاس اسلحہ تھا جبکہ دو تین خالی ہاتھ بھی تھے۔ ایک لمبا تڑنگا شخص ان کی پیشوائی کر رہا تھا، اس نے پشت پر بیگ پہن رکھا تھا، چہرے پر عجیب سا نقاب تھا اور ہاتھ میں چھوٹا سا پسٹل۔

"ہاشم۔۔" گھوسٹ نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو گارڈین بھی چونک گیا۔ گھوسٹ اس کی چال اور انداز سے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ہاشم ہے۔

"تو یہ ہے وہ جس نے تمہیں سوغات سے بچایا تھا۔" گارڈین بڑبڑایا تو گھوسٹ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"مقابلہ ختم نہیں ہوا۔" گھوسٹ غرایا تو گارڈین نے لپک کر اس پر حملہ کر دیا، اچانک وہ اچھل کر گھوسٹ سے دور ہوا تو اس کا ہاتھ سر سے بلند ہو کر مخصوص انداز میں لہرایا۔

"وہ بھاگ رہا ہے باس۔۔" ہاشم کے پیچھے کھڑے، اسی کے قد و قامت

والے نقاب پوش نے کہا، وہ یقیناً فاکس تھا جس نے پہلے بھی گارڈین کو بھاگتے دیکھا تھا اور اس کے مخصوص اشارے سے سمجھ گیا تھا کہ کیا ہونے والا ہے لیکن کسی کی بھی حرکت سے پہلے گارڈین غائب ہو گیا تھا اور سب کے سب یوں رکے جیسے چابی والے کھلونے۔

اچانک ہاشم کو اپنے عقب میں چیخیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے مڑا، اس کے بہت سے ساتھی بھی غائب ہو گئے تھے، بس وہ، گھوسٹ، فاکس اور تین اور افراد ہی کھڑے تھے۔

"فورس کو اندر بلواؤ، ساری کوٹھی کو قبضے میں لے لو۔" لارڈ نے مڑ کر فاکس سے کہا۔

اسی وقت زن کی آواز سنائی دی اور لان میں سے ہی ہیلی کاپٹر کی شکل جیسا ایک تابوت نکلا اور گولی کی سی رفتار سے اڑتا ہوا آسمان میں بلند ہونے کے ساتھ ساتھ میزائل کی طرح ترچھا ہو کر شمال کی طرف طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ آس پاس بنی عمارات سے بلند ہوا، اس میں سے شاید دونوں طرف پر نمودار ہوئے اور دھماکہ ہوا، دھماکے کے

ساتھ تابوت کی دُم سے آگ نکلتی نظر آئی اور تابوت راکٹ کی طرح تیزی سے شمال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا اس میں گارڈین ہو گا باس؟۔" فاکس نے بے اختیار پوچھا تو ہاشم نے پریشانی سے دور جاتے تابوت کو نظر انداز کر کے گھوسٹ کی طرف دیکھا۔

رات کے پچھلے پہر، کھٹکے کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھل گئی، وہ کافی دیر سے محسوس کر رہی تھی کہ کہیں سے آواز آ رہی ہے لیکن گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے اسے وہم، خواب سب کچھ سمجھ کر دبکی پڑی تھی لیکن اس بار آواز کی شدت کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ قدرے آرام سے بستر سے اٹھی اور ہاتھ بڑھا کر لیمپ کا بٹن دبا دیا۔ بیڈ کی حد تک دھیمی روشنی ہونے کے بعد اس نے سائیڈ پر رکھا پسٹل اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی اور پھر قدموں کی چاپ اپنے دروازے پر رکتی محسوس کر کے

وہ بھی رک گئی، تھوک نگلتے ہوئے وہ پریشان نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

"ڈینورس میرے قبضے میں ہے جینی ڈارلنگ۔ کوئی حرکت بھی کی تو وہ جان سے جائے گا۔۔" گارڈین کی آواز سن کر جینی کو جھٹکا لگا اور اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل گیا، اسی وقت دروازہ کھلا اور گارڈین تیزی سے اندر داخل ہوا، اس سے پہلے کہ جینی سنبھلتی، گارڈین نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے بستر پر پٹخ دیا، جینی کے حلق سے چیخ نکل گئی جبکہ گارڈین نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگایا۔

"اتنی فکر میری نہیں جتنی اس ڈینورس کی ہے، کیا لگتا ہے تمہارا؟۔" گارڈین گھٹیا انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہر کسی کی سوچ تمہاری طرح گھٹیا نہیں ہوتی، وہ میرا مخلص ماتحت ہے۔" جینی نے نفرت سے ہونٹ سکیڑتے ہوئے جواب دیا۔

"صرف ماتحت۔۔" گارڈین نے ڈھیٹ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں آئے ہو یہاں ؟۔" جینی نے چیخ کر پوچھا۔

"میں سب کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اپنی جان کو نہیں۔" گارڈین نے فدا ہو جانے والے انداز میں کہا۔ "تم میری اکلوتی جان ہو اس ملک میں۔"

"نکل جاؤ یہاں سے۔" جینی نے بستر سے اترتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے، اب جب میں تم سے محبت کر بیٹھا ہوں تو چلا جاؤں، نا بھئی نا، آج تو میں اسی گھر، بلکہ اسی کمرے میں رہوں گا۔" گارڈین نے بستر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نکل جاؤ میرے گھر سے گارڈین، میں تمہارا لحاظ نہیں کروں گی اب۔ تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔" جینی آپے سے باہر ہو گئی تھی، اس کا چہرہ بھی سرخ اور آنکھوں میں پانی جھلملانے لگا تھا۔ اس کی دھڑکن بہت تیزی سے چل بلکہ دوڑ رہی تھی اور ہاتھوں میں نمی محسوس کر رہی تھی، دراصل وہ گھبرائی ہوئی تھی، اسے گارڈین کے ہاتھوں اپنی موت اور بے حرمتی صاف نظر آ رہی تھی۔

"مت لحاظ کرو، بس چپ چاپ حکم کی تعمیل کرو۔ بھول گئیں وہ وقت جب تمہاری کوئی عزت نہ تھی۔" گارڈین نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ہے۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ میری عزت ہے، میں اپنی مرضی سے لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں کھیلی اور نہ اب کھیلوں گی۔ اب میں عزت کی خاطر کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" جینی نے سر جھٹک کر ٹھوس لہجے میں کہا۔

"میری نظر میں تم آج بھی وہی ہو، تم ایک ٹشو پیپر ہو اور میرے لئے وہی رہو گی۔ چپ چاپ پر سکون ہو جاؤ۔" گارڈین نے بستر کی طرف اشارہ کیا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔ میں نے کہا نا کہ میری عزت ہے تو ہے۔" جینی حلق پھاڑ کر چیخی۔

"اور میں نے کہا کہ تیری کوئی عزت نہیں تو نہیں ہے۔" گارڈین دھاڑا۔

"چپ بے بھوتنی کے۔۔۔ جب وہ کہہ رہی ہے کہ اس کی عزت ہے تو تُو کون ہوتا ہے انکار کرنے والا۔" دروازے سے آنے والی سرد آواز نے گارڈین کو اچھلنے پر مجبور کر دیا جبکہ جینی کے چہرے پر رونق دوڑ گئی۔

"گگ۔۔ گھوسٹ۔۔" جینی کی آواز میں مسرت کی نمایاں جھلک محسوس کر کے گارڈین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"تو اسے بھی چاہنے لگی؟۔ ابھی بھی کہو گی کہ تمہاری عزت ہے؟۔" گارڈین نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"میری ذاتی زندگی میں دخل دینے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔" جینی غرائی، وہ پل بھر میں بھیگی بلی سے بھوکی شیرنی بن گئی، گارڈین یہ تبدیلی دیکھ کر گھوسٹ کی طرف مڑا۔

"تم یہاں کیسے؟۔" گارڈین نے یوں پوچھا جیسے وہ گھر کا مالک ہو اور گھوسٹ مہمان۔

"وہاں سے تو قبر میں اڑتا ہوا بھاگ نکلا لیکن میں اتنی آسانی سے درندوں کو نہیں چھوڑتا، سونگھ کر پہنچ جاتا ہوں، میں جانتا تھا کہ مجھے تلاش کرنے کے لئے تو کہاں ہاتھ ڈالے گا۔" گھوسٹ نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے۔ اس کا "ثقافتی ورثہ" ہاتھ میں ہی تھا جس پر حسبِ معمول خشک خون تھا۔ اس نے عقب میں دروازہ بند کر دیا اور پھر گارڈین پر نظر جما کر کھڑا ہو گیا۔

"اور میں بھی اتنا بے خبر نہیں کہ تم میری ڈارلنگ کو چھپا کر رکھو اور میں پہنچ نہ سکوں۔" گارڈین نے مسکرا کر کہا۔

"ارے یہ تو اس بھوتنی کے ہاشم نے چھپایا ہے، میں ہوتا تو خود تمہارے پاس لے کر آتا اسے اور اس کی آنکھوں کی سامنے تمہیں چیر کر رکھ دیتا۔" گھوسٹ غرایا۔

"دیکھتے ہیں کہ کون کس کو چیرتا ہے۔" گارڈین غرا کر جینی کی طرف پلٹا اور پلک جھپکنے میں وہ جینی کے عقب میں تھا، اس کا ہاتھ جنی کی

گردن پر اور دوسرا اس کے وجود کے گرد حائل کر کے اس نے جینی کو خود سے لگالیا۔

"کوئی حرکت کی تو اس کی گردن جائے گی۔" گارڈین غرایا۔

"گردن اکیلی کیسے جائے گی بھوتنی کے؟۔" گھوسٹ نے غصیلے لہجے میں کہا تو گارڈین کی آنکھیں حلقوں میں گھومنے لگیں۔

"تم بھی میری طرح کے مریض ہو۔" گارڈین نے قہقہہ لگایا۔

"جینی کو چھوڑ دو۔" گھوسٹ نے بلیڈ کو ہاتھ میں گھمایا۔" اور مردانہ وار مقابلہ کرو۔"

"مجھ پر یہ پینترے کام نہیں کریں گے بچے۔ اب میں بھی تمہاری "غیرت کی ڈکشنری" سمجھ گیا ہوں۔" گارڈین مسکرایا۔

"کیا چاہتا ہے؟۔" گھوسٹ نے بلیڈ نیچے کرتے ہوئے پوچھا۔

"قیامت ہے قیامت، پہلی بار میں نے تمہیں بلیڈ نیچے کرتے ہوئے دیکھا، وہ بھی اس جینی کے لئے جس کی نا عزت نا کوئی اوقات۔"

گارڈین واقعی حیران نظر آرہا تھا کیونکہ اب تک وہ براہِ راست یا ویڈیو میں دیکھ چکا تھا کہ گھوسٹ نرمی برتنے کا عادی نہیں لیکن اب۔۔۔۔

"میرے دل میں اس کی عزت بھی ہے اوقات بھی۔ میں درندوں کا دشمن ہوں معصوموں کا نہیں۔" گھوسٹ نے کہا تو گارڈین کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری جبکہ جینی کا چہرہ چمک اٹھا۔

"رہنے دو فلسفہ، حسین لڑکی دیکھی نہیں کہ فلسفی بن بیٹھے، تمہاری قوم میں یہ جراثیم بہت زیادہ ہیں۔" گارڈین نے کہا۔

"جب ہم قوم بنے تو دیکھی جائے گی۔"۔۔ گھوسٹ کے چہرے پر بوریت کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔

"رستہ چھوڑ دو۔" گارڈین نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے، وہ جینی کو بھی ساتھ ہی گھسیٹ رہا تھا۔

"کہاں تک بھاگے گا مجھ سے؟۔" گھوسٹ لاپرواہی سے ایک طرف ہوتے ہوئے بولا۔

"جہاں تک بھاگ سکتا ہوں۔ ویسے ایک بات بتاؤں۔ یہ سسٹم جلد ہی تمہیں ناکارہ سمجھ کر مار دے گا یا پھر عضو معطل سمجھ کر الگ کر دے گا، میرے ساتھ مل جاؤ، ساری عمر عیاشی کرو گے۔" گارڈین نے "مارکیٹنگ" کرتے ہوئے کہا۔

"ابے جا بھوتنی کے، کہیں اور چورن بیچ اپنا۔ نکل۔" گھوسٹ نے اکتا کر آگے بڑھ کر خود ہی دروازہ کھولا اور اسے باہر کی طرف اشارہ کیا تو گارڈین کا قہقہہ کمرے میں گونج گیا۔

"یار کمال ہو تم بھی، یادگار کردار ہو۔" گارڈین نے کہا۔

"گگ۔۔گھو۔۔گھوسٹ۔۔" جینی نے جیسے اپنے وجود کی طرف گھوسٹ کو متوجہ کرنا چاہا۔

"گناہوں کا کفارہ ہو جانا بھی نعمت ہے۔" گھوسٹ نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اب وہ کمرے میں اکیلا رہ گیا اور اس نے خود گارڈین کی مدد کرتے ہوئے جینی کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"بھوتنی کا۔۔ڈفر۔"

کہتے ہوئے وہ بیڈ سے ذرا ہٹ کر بنی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جس سے گزر کر وہ کوٹھی کے عقبی لان میں اترنے والا تھا، کھڑکی دیکھ کر ہی وہ گارڈین کے رستے سے ہٹ گیا تھا ورنہ وہ کہاں ٹلنے والا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی چمک تھی جیسے درندہ شکار کے لئے تیار ہو۔

کھلے میدان میں، ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر رکھی گئی کرسیاں اس بات کی غماز تھیں کہ "فاصلے" اچھے ہوتے ہیں۔ کرسیوں پر مقامی افراد جن میں اکثریت افسران کی تھی، موجود تھے ان کے علاوہ میڈیا بھی موجود تھا اور میڈیا زیادہ فاصلے پر خیمہ زن تھا کیونکہ میڈیا کو "دور سے ٹھیک" زیادہ دکھائی دیتا تھا۔

چھوٹے سے سٹیج کی اونچائی اتنی رکھی گئی تھی کہ شروع سے آخر تک تمام لوگ ڈائس پر کھڑے شخص کو دیکھ سکے، سننے کے لئے تو ساؤنڈ سسٹم کا خاطر خواہ نظام تھا اور پھر شرکاء کی تعداد بھی زیادہ نہیں تھی، ڈائس پر اس وقت یوسف حقانی کھڑے تھے، جن کی موت کی خبر کافی

عرصہ تک دارالحکومت کی فضاؤں پر بوجھ بنی رہی تھی اور پھر حکومت نے اس راز سے پردہ اٹھایا کہ ایک مجرم کو جھانسا دینے کی خاطر یہ جھوٹی خبر پھیلائی گئی تھی۔ شہر کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خاصاور مختصر پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔

"یہ ایک ایسی چپ ہے جو انسان کے دماغ میں فٹ کر کے کسی بھی انسان کے خیالات کی تبدیلی کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ مثلاََ .. مصنوعی ذہانت کا مسئلہ ہے کہ وہ مکمل طور پر انسان کی طرح نہیں سوچ سکتی۔ یہ مثال ہر بار سچ تو ثابت نہیں کی جاسکتی لیکن۔۔۔ اگر ایک کار مصنوعی ذہانت کی مدد سے خود چل رہی ہے اور سامنے دو انسان آجائیں اور دونوں کو بچانے سے کار کا اپنا نقصان ہو گا تو وہ کوشش کرے گی کہ جس طرف کم نقصان ہے وہ ادھر سے گزرے چاہے اس میں ایک انسان زخمی ہی ہو جائے، وہ کمانڈ کی مطابق حرکت میں رہے گی جبکہ انسان اس صورتحال میں اس سے بہتر فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس خامی کو دور کرنے کے لئے انھوں نے ایسی چپ بنائی ہے کہ اگر انسانی ڈرون کے سامنے ایسی صورتحال ہے کہ اسے فیصلہ کرنا ہے تو کہیں بیک اینڈ پر

بیٹھا آپریٹر فیصلہ کر کے وائرلیس نیٹ ورک کے ذریعے چپ میں "فیصلہ" بھیج دے گا اور ڈرون وہی کرے گا۔۔ اس سکیم میں مجرم بہت فائدے رہیں گے، جیسے

وہ پردے میں رہیں گے۔

اگر ڈرون مر جائے تو وہ مردہ شخص میں سے چپ نکال کر کام میں لا سکتے ہیں۔

پھر ایک سے بھلے دو دماغ۔۔ ایک ڈرون کا دوسرا اس کا ڈرائیور۔۔ اور تیسری مصنوعی ذہانت۔۔

سامنے والے کے لئے جیتا جاگتا انسان ہی مجرم ہو گا کیونکہ وہ کسی بھی صورت میں ٹرانس میں محسوس نہیں ہو گا۔

ڈرون مشین بنانے کی بجائے۔۔ جس میں خامیاں اور لاگت ہے، کیوں نہ ظاہری ناکارہ انسانوں کو چپ لگا دی جائے، یہ بھی تو محض بوجھ ہیں دھرتی پر۔ اسی خیال پر چلتے ہوئے انھوں نے زیادہ تر ریٹائرڈ افراد کو ہمنوا بنالیا ہے۔" یوسف حقانی رک رک کر تفصیل بتا رہے تھے۔

"ذرا آسان زبان میں بتائیں گے سر۔۔" کہیں دور سے آواز سنائی دی۔

"کیوں نہیں، اس چپ کو سمجھنے کے لئے اگر آپ ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم

کا مرکب تیار کریں تو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔ اس کی مدد سے وہ ڈرون کے خیالات پڑھ کر اس کے کاؤنٹر خیالات اس کے دماغ میں بھیجتے ہیں جس سے ڈرون کو ایسے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے یہ اس کے اندر کی آواز ہو۔ جیسے انسانی ضمیر اور نفس کی گفتگو ہوتی ہے بالکل اسی طرح۔ جب انسان کا دماغ اپنی دو سوچوں میں سے ایک چن لیتا ہے تو اس پر زیادہ مطمئن رہتا ہے بجائے کسی دوسرے کے مشورے کے، کیا ہوا اگر انسان کے دماغ میں پیدا ہونے والی سوچیں اس کی اپنی ہوں ہی نہیں؟۔ وہ جس خیال کو اپنا مان کر چل رہا ہو وہ اس کا ہو ہی نہیں بلکہ کہیں دور بیٹھا آپریٹر وہ خیالات ٹرانسفر کر رہا ہو۔"

"سر۔۔ خیالات کیسے ٹرانسفر کیے جاتے ہیں ان چپس میں؟۔" کسی نے سوال پوچھا۔

"اچھا سوال ہے۔ ٹیکنالوجی میں لہروں کی بہت اہمیت ہے، ریڈیائی لہریں۔ اس چپ کو سیٹلائٹ سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اسی ذریعے سے یہ کام کرتی ہے۔"

"تو آپ کا کہنا ہے کہ ایسا مجرم سامنے آیا ہے جو مصنوعی ذہانت میں پوری دنیا کے سائنسدانوں سے آگے ہے، جس نے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم

کے مرکب سے ایک ایسی چپ تیار کی ہے جو وہ ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں کسی کے دماغ میں فٹ کر سکتا ہے اور شکار کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ "کسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جی بالکل، یہی بات ہے۔ وہ چپ نہ صرف اس شخص یعنی انسانی ڈرون کو قابو میں رکھتی ہے بلکہ وہ بم کے طور پر بھی کام کرتی ہے جس کا تجربہ کچھ دن پہلے دراالحکومت میں آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔"

"حکومت اس سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟۔" میڈیا کے نمائندے نے پوچھا۔

"یہ سوال حکومت سے ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔" ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا۔

"ڈاکٹر، ان چپس کا دائرہ کار کیا ہے؟۔" ایک نوجوان نے پوچھا۔

"ایسے سوالات سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔" ڈاکٹر کا چہرہ مسرت سے کھل گیا تھا۔ "بچے، چپ کی کارکردگی کا دارومدار انسانی ڈرون پر ہے، جب وہ کچھ پڑھے، سنے، کھائے گا تب ہی چپ کچھ ریکارڈ کر سکے گی۔ یعنی حواس خمسہ کا استعمال ہو گا تبھی تو دماغ کو سگنلز جائیں گے اور کچھ ریکارڈ ہو گا۔"

"یہ چپ چارج کیسے ہوتی ہے یا اس کی زندگی کتنی ہے؟۔"

"ان سوالات پر کام جاری ہے، جیسے ہی مثبت پیش رفت ہو گی، ضرور بتایا جائے گا، مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ ابھی تک ہم اس چپ کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکے۔"

"اور یہ کسی دماغ میں اتنی آسانی سے کیسے انجیکٹ کر دی جاتی ہے، اس کے سائیڈ ایفیکٹس نہیں ہیں کیا؟۔"

"ضرور ہوں گے لیکن جس طرح یہ لوگ ٹیکنالوجی میں ہم سے آگے ہیں، ضرور بہتر رستہ نکال چکے ہیں جسے سمجھنے کے لئے وقت چاہیے۔"

"ڈاکٹر، اگر اس وقت یہاں موجود لوگ ہی بگڈ ہوں تو۔۔؟۔۔" ایک درمیانے قد کے نوجوان نے پوچھا۔

"ہمارے درمیان ایسے کافی لوگ ہیں جو بگڈ ہیں۔" ڈاکٹر مسکرایا تو شرکاء میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی، اس احساس نے ان کے طوطے اڑا دیئے تھے کہ ان کے آس پاس چلتے پھرتے بم موجود ہیں۔

"پھر اس قسم کا رسک کیوں لیا گیا؟۔۔" اسی نوجوان نے پوچھا۔

"جن لوگوں میں چپس لگائی گئی ہیں اس وقت سبھی کسی نہ کسی طرح ہمارے سامنے اور قبضے میں ہیں تاکہ بم پھٹنے کی صورت میں نقصان نہ ہو۔" ڈاکٹر نے کہا لیکن کانفرنس کے شرکاء بھاگنے کے لئے پر تول رہے

تھے۔

"اگر کوئی کرسی سے اٹھ کر بھاگے گا تو گولی سے اڑا دیا جائے گا۔" ڈاکٹر نے کہا تو سب تڑپ کر رہ گئے۔

"اور اگر مجرم نے یہیں سب کو مار دیا تو؟۔" نوجوان نے کہا۔

"تو تم خود کیسے بچو گے؟۔" ڈاکٹر نے کہا تو نوجوان چونک گیا۔

"کک۔ کیا مطلب؟۔"

"اداکاری اچھی کرتے ہو بچے۔ جب ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں سب بگڈ لوگ موجود ہیں تو یہ کیوں نہیں جان سکتے کہ ایک تم ہی ہو جو بگڈ نہیں ہے مسٹر گارڈین۔" ڈاکٹر نے کہا۔

"بہت اچھے ڈاکٹر، تم بھی جاسوس بن گئے ہو۔" نوجوان نے قہقہہ لگایا۔

"ہمارے پاس پہلے ہی اعلیٰ معیار کے جاسوس ہیں، ایک سے بڑھ کر ایک، مجھے کیا ضرورت ہے ان میں شامل ہو کر ملک کا نقصان کرنے کی۔" ڈاکٹر کے لہجے میں اپنے جاسوسوں سے محبت اور مرعوبیت کی بو آ رہی تھی۔

"اور ان اعلیٰ معیار کے دماغوں نے یہ حرکت کی کہ سب کو مروانے کے لئے ایک ساتھ بلوا لیا۔" نوجوان غرایا۔ اس کا ہاتھ جیب میں گھسا

اور جب باہر آیا تو ہاتھ میں ایک ریموٹ تھا۔ اسی وقت چٹ کی آواز سنائی دی اور نوجوان کی کھوپڑی اڑ کر بکھر گئی اور ہجوم اٹھ کر یوں بھاگا جیسے شادی پر "روٹی کھل گئی ہو۔ "

ڈاکٹر چہرے پر پر جوش چمک کے ساتھ ایک طرف کو دوڑنے لگا تھا جیسے جلد از جلد کچھ کرنا چاہ رہا ہو۔

گارڈین سر تھامے بیٹھا تھا، اس سے تھوڑے فاصلے پر جینی فرش پر لیٹی تھی جس کے ہاتھ پاؤں مضبوط رسی سے باندھے گئے تھے۔ انٹرکام کی گھنٹی بجی تو گارڈین نے چونک کر سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں سرخی چھائی ہوئی تھی۔ گزشتہ دن اور رات دوڑ دھوپ میں گزرنے کی وجہ سے وہ چڑچڑا سا ہو گیا تھا۔

"کیا ہے؟۔" ریسیور کان سے لگاتے ہی اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"بب۔۔باس۔۔ رافٹر کو پریس کانفرنس کے دوران گولی مار دی گئی ہے۔"

"کیا بک رہے ہو فلیکس؟۔۔" گارڈین حلق کے بل چیخا تو جینی کی آنکھ کھل گئی، وہ کافی دیر سے سو رہی تھی۔

"س۔سچ۔ کہہ۔۔رہا ہوں باس، ڈاکٹر خاقانی ابھی زندہ ہے، پریس کانفرنس وہی کر رہا تھا اور ہمارے منصوبے کو سمجھ چکے ہیں وہ لوگ۔"

"پھر ان کی موت آ گئی ہے۔" گارڈین غرایا اور ریسیور کو کریڈل پر مارتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا، اس کی نظر جینی پر پڑی جو خالی نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"ہنی، تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔" گارڈین نے سعادت مند شوہر کی طرح کہا اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔ جلد ہی وہ عمارت کے آخری حصے میں پہنچ گیا جہاں درمیانے درجے کی جدید کمپیوٹر لیب تھی۔ اس کے لیب میں داخل ہوتے ہی سارے آپریٹرز اٹھ کھڑے ہوئے، وہ سب کو نظر انداز کرتا ہوا ایک کونے میں بنے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا جہاں فلیکس اس کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"باس۔۔۔"

"ساری فعال چپس بلاسٹ کر دو، سب کی سب ایک ساتھ۔ "

"بب۔۔باس۔۔"

"بکواس بند کرو، اور جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔ " گارڈین حلق کے بل چیخا تو فلیکس تیزی سے کیبن سے نکل کر لیب میں پہنچا۔

"ساری فعال چپس بلاسٹ کر دو، ہری اپ۔۔" اس نے چیختے ہوئے دو تین بار کہا تو جن چہروں پر حیرت ابھری تھی وہ غائب ہوئی اور وقت کی کمی کے خیال سے سب چپ چاپ لیپ ٹاپس کے سامنے بیٹھ کر کی بورڈ پر غصہ نکالنے لگے۔

"میں برباد کر دوں گا ان سب کو، سب کو برباد کر و دوں گا۔ " گارڈین غراتا ہوا کیبن سے نکل کر لیب میں آ پہنچا۔

"بب۔بب۔۔باس۔۔" فلیکس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ؟۔ " گارڈین اس پر چڑھ دوڑا۔

"بب۔ب۔۔باس۔۔ سگنلز۔۔۔"

"بکو بھی کچھ ؟۔ " گارڈین تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"باس۔۔ سیٹلائٹ کا وہ وِنگ آف کر دیا گیا ہے جو ہمیں سگنلز بھیجنے اور موصول کرنے کی سہولت فراہم کر رہا تھا۔۔" اس نے چیخ کر گارڈین سے دور بھاگتے ہوئے کہا، اسے یوں بھاگتے دیکھ کر گارڈین کے حلق سے قہقہہ نکلا اور پھر لیب اس کے قہقہوں کے بار تلے دبتی چلی گئی۔ دراصل وہ گارڈین کے خوف سے دور بھاگ رہا تھا۔

"اگر ایک سیٹلائٹ بند ہے تو دوسرے کو ٹرائی کرو۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا، اس کا مزاج یکلخت بدل گیا تھا۔

"باس۔ دونوں سیٹلائٹ وِنگ بند ہیں۔" فلیکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یعنی وہ سیٹلائٹس تک پہنچ چکے ہیں لیکن انہیں بند کروانا ممکن نہیں، سپر پاورز کے سیٹلائٹس کو بند کرنا آسان نہیں نہ ہی ان لوگوں کے پاس اتنی ایڈوانس ٹیکنالوجی ہے کہ سیٹلائٹ کو ہیک کر سکیں۔" گارڈین نے الجھی نظروں سے فلیکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے کسی سے مدد لی ہو؟۔" فلیکس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے، لیکن اتنے نازک کام میں کون مدد کر سکتا ہے پھر سپر پاورز

میں ان کا تہہ دل سے ساتھی بھی کوئی نہیں۔ خیر۔۔ اس کا بھی بدلہ لوں گا میں اور ابھی لوں گا۔ سپیشل چپس کو ایکٹو کرو، پھر انہیں بلاسٹ کرو، اس طرح ان کے بہت خاص افراد مارے جائیں گے۔" گارڈین نے کہا تو فلیکس سر ہلاتے ہوئے اپنے کیبن کی طرف بڑھ گیا کیونکہ خاص چپس تک رسائی صرف اور صرف انچارج کے سسٹم سے فعال ہو سکتی تھیں اور ان کو فعال بھی صرف گارڈین ہی کر سکتا تھا جس وجہ سے وہ بھی فلیکس کے پیچھے چل دیا تھا۔

پانچ منٹ کے کوشش کے بعد گارڈین کے چہرے پر پہلی بار مایوسی کے بادل چھائے نظر آئے۔

"کیسے ؟۔۔ خاص چپس کے بارے میں صرف میں جانتا تھا کہ وہ کن لوگوں میں لگائی گئی ہیں، پھر کیسے یہ بات جا سکے وہ کہ ان کا سیٹلائٹ بھی بند کروا دیا گیا۔" گارڈین بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بڑبڑایا۔

"باس، ہمارے نیٹ ورک سے کوئی چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے، سسٹم ہیک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔" فلیکس کے ماتحت نے آ کر کہا تو

فلیکس اور گارڈین چونک گئے۔

"حفاظتی انتظامات دیکھو، یہی حرکت انہوں نے ہیکر کے اڈے میں بھی کی تھی، نجانے کون ساماہر ان کے ہاتھ لگ گیاہے جو ہمارے سسٹم کو ہیک کرلیتاہے ہر بار۔۔"

گارڈین نے فلیکس سے کہا اور خود کرسی پر گر گیا، اس نے سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں بند کرلیں، اس کی پیشانی شکن آلود تھی۔

"تو کانفرنس، اس میں ڈاکٹر کی آمد، بات چیت سب جال تھا تاکہ میں کسی طرح آپے سے باہر ہو کر ساری چِپس فعال کر دوں۔ جب پہلا حملہ ناکام ہو تو سپیشل چپس فعال کروں۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف مجھے روک لیا بلکہ ہر شخص ان کے سامنے آگیا جسے میں نے بَگ کیا تھا۔۔۔ سب غارت کر دیا۔۔۔ سب غارت کر دیا اس ہاشم نامی واہیات انسان نے۔ سب۔۔۔" گارڈین کی زبان تو بند تھی لیکن دماغ چیخ رہا تھا۔" لیکن۔۔۔ اگر اسے پتہ چل گیا تھا کہ کبیر اور ثانیہ میں سپیشل چپس لگی ہوئی ہیں تو اس نے انہیں خاقانی کی لیب میں بھیجا ہی ہی کیوں؟ ان سپیشل چپس کی وجہ سے تو خاقانی کی لیب سامنے آئی۔۔ کون ہے یہ ہاشم

؟کون ہے ؟۔۔۔۔" گارڈین نے اپنے بال پکڑ کر کھینچ لیے تھے، چہرے پر بے انتہا دکھ برس رہا تھا۔

کچھ دیر یوں ہی پڑے رہنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کرسی سے اٹھ کر وہ باہر کو بڑھ گیا۔

"میں بدلہ لوں گا۔" ہال میں نکلتے ہی وہ حلق کے بل چیخا تو سب گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔۔۔ انہیں یوں گھبراتے دیکھ کر گارڈین کے حلق سے قہقہہ نکلنے لگے اور وہ ہنستا ہوا باہر کو چل دیا۔

گارڈین کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی، اس دوران جینی نے کافی کوشش کی تھی کہ خود کو آزاد کر لے لیکن اسے "باندھا ہی اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی"۔۔۔ چنانچہ وہ خود کو کھول نہ سکی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے کوشش ترک کر دی اور سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر چونک گئی۔

"گھوسٹ۔۔" اس کے منہ سے بس یہ نام ہی نکل سکا۔

"گارڈین کہاں ہے؟۔" آنے والا گھوسٹ ہی تھا۔

"کافی دیر پہلے انٹر کام پر کال سن کر نکل گیا تھا۔"

جینی نے آنکھوں کی مدد سے انٹر کام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو گھوسٹ انٹر کام کو دیکھتے ہوئے جینی کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی جینی

بندشوں سے آزاد ہو چکی تھی۔

"یہاں سے نکل جاؤ۔" گھوسٹ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں رستہ نہیں جانتا، بے ہوشی کے دوران یہاں لائی گئی تھی۔" اس نے تیز قدم اٹھا کر گھوسٹ کی پیروی کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پیچھے آؤ۔"

"ویسے تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟۔"

"تمہیں جان بوجھ کر گارڈین کے حوالے کیا تھا تاکہ اس کے اڈے تک رسائی حاصل کر سکوں۔"

"اوہ، یہ چال تھی لیکن اس کے اڈے میں گھس کر اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا ہے۔"

"میں اکیلا بھی کافی ہوں لیکن میرے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ ہیں، آج آر یا پار۔"

"اپنا خیال رکھنا۔" جینی کے لہجے میں اپنائیت ابھر آئی تھی۔

"اس کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ اس دروازے سے لان میں پہنچ جاؤ گی۔" گھوسٹ نے بلیڈ کی مدد سے راہداری کے آخر میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ جینی اثبات میں سر ہلاتی، گھوسٹ کو عجیب سی نظروں سے دیکھتی، دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

گھوسٹ نے رخ بدلا اور عمارت کے آخری حصے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جینی کی چیخ سنائی دی تو گھوسٹ نے جھنجھلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"نقصان ہے یہ لڑکی۔ سراسر نقصان۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ دروازے کی طرف دوڑا، جیسے ہی دروازے سے باہر نکلا، سامنے پورچ میں جینی زمین پر لیٹی ہوئی ملی۔ اس کی پیشانی خون آلود تھی۔

"گارڈین۔۔" گھوسٹ غرایا۔

"جی میری جان۔۔" ایک ستون کے پیچھے سے گارڈین بر آمد ہوا۔

"چھوڑ دے چھچھوری حرکتیں اور مرد بن۔" گھوسٹ نے للکارا۔

"نہیں بن سکتا، میرے بس سے باہر ہے۔" گارڈین نے شرما کر کہا۔

"اور انسان بننا ویسے بھی تیرے بس سے باہر ہے۔" گھوسٹ نے جل

کر کہا تو گارڈین نے معصومانہ انداز میں سر ہلایا۔

"سنو ساحر، میں یہ قصہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔" اچانک ہی گارڈین سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"گھوسٹ، میرا نام گھوسٹ ہے۔" گھوسٹ قدم بڑھا کر پورچ میں پہنچ گیا تھا۔

"جو بھی ہے یار، ختم کرو، اس بھاگ دوڑ میں اپنا کام نہیں کر پا رہا ہے، کیا چاہتے ہو تم؟۔" گارڈین نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تیرا ابلتا ہوا خون دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"وہ میں کسی ڈاکٹر سے کہہ کر نکلوا دیتا ہوں، ابال لینا۔" گارڈین نے کہا۔

"میرا بلیڈ تیری چھاتی سے آر پار ہو گا اور تیرا دل بھی اس پر ٹنگا ہو گا۔"

"خاصے رومینٹک ہو یار۔" گارڈین نے قہقہہ لگایا ہی تھا کہ سائیں کی آواز کے ساتھ اس کی چیخ بلند ہوئی، قہقہہ لگاتے ہوئے اس نے ہتھیلی منہ پر رکھی تھی جس وجہ سے خنجر اس کے منہ میں نہ گھس سکا ورنہ وہ ایک ہی وار میں گیا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو۔" تکلیف کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا تھا، ہاتھ میں سے بے دردی سے خنجر کھینچ کر وہ چلایا تھا۔

"تمہارے بھیجے گئے تحفوں سے یہ سب سیکھا ہے۔" گھوسٹ نے پہلی بار قہقہہ لگایا جیسے اپنی حرکت سے بہت لطف اندوز ہوا ہو۔

سائیں کی آواز نکالتا ہوا خنجر گھوسٹ کے پیچھے دروازے میں گھس گیا، وہ پھرتی سے ایک طرف ہو گیا تھا ورنہ۔۔۔ اسی وقت گھوسٹ اچھلا اور اس کی فلائنگ کک گارڈین کے سینے پر لگی اور وہ غرا کو پشت کے بل زمین پر گرا، گھوسٹ اسی پر گرا تھا لیکن گارڈین نے اسے ٹانگوں کی مدد سے اچھال دیا۔ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گھوسٹ کی چیخ سنائی دی۔ گولی نے پورے جسم میں سے اس کا بازو پسند فرمایا تھا اور گارڈین کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔

"بہت ہو گئی پرانے زمانوں کی لڑائی، اب زمانہ جدید کا مزہ لیجئے۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پسٹل گھوسٹ پر تان لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا، اس کے منہ سے سسکاری نکلی اور ہاتھ بہک گیا۔ اس نے غصیلی نظروں سے گردن موڑ کر دیکھا تو جینی کو لہے پر ہاتھ رکھے

کھڑی تھی، اس نے کچھ اٹھا مارا تھا جس وجہ سے پسٹل گارڈین کے ہاتھ سے نکل گیا۔

"محبوب زخمی ہو تو محب کا جاگنا ضروری ہوتا ہے۔" گارڈین نے بزرگانہ انداز میں سر دھنتے ہوئے کہا اور پھر برق رفتاری سے جینی کی طرف بڑھا لیکن رستے میں ہی اسے گھوسٹ نے جا لیا اور دونوں لان میں گرے، گرتے ہی گھوسٹ کا سر پوری قوت سے اس کی پیشانی پر پڑا، گارڈین کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور گھوسٹ نے دوسری بار ٹکر ماری لیکن اس بار گارڈین نے اپنا سر ہٹا لیا جس وجہ سے گھوسٹ کا سر زمین سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے بھی چیخ نکلی، گارڈین نے اسے ٹانگوں کی مدد سے دور اچھال دیا تھا۔ دونوں کے آنکھوں میں پانی پھر آیا تو دونوں نے ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"دو پاگل جانور۔۔" جینی انہیں دیکھ کر بڑبڑائی لیکن اس کی نظروں کا مرکز گھوسٹ تھا۔

گارڈین نے ہاتھ بلند کر مخصوص انداز میں لہرایا تو گھوسٹ مسکرایا۔

"اس بار بھاگ نہیں سکو گے۔"

"اس بار کچھ نیا ہے دوست۔۔"

گارڈین نے ذو معنی انداز میں کہا اور سرکس کے جوکر کی طرف قلابازیاں مارتا ہوا لمحے میں گھوسٹ سے دور ہوتا چلا گیا، اس سے پہلے کہ گھوسٹ اس کی طرف بڑھتا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ زمین میں سے لوگ نکلنے لگے جیسے زمین اپنا پیٹ خالی کر رہی ہو۔ تیس سکینڈ سے بھی کم عرصے میں لان میں تقریباً بیس گارڈین کھڑے مسکرا رہے تھے، ان بیس میں صرف ایک اصلی تھا، عین ممکن تھا کہ وہ اس دوران زمین میں غائب بھی ہو گیا ہو۔

"یہ سب تمہارے ملک کی پیداوار ہیں، بس نظر میرے جیسے آتے ہیں۔" گارڈین کی آواز پورچ سے سنائی دی تو گھوسٹ نے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا، ظاہر ہے آواز سپیکر سے نکلی ہو گی۔ "انہیں motivate کرتا ہوں تاکہ مقابلے میں مزہ آئے۔" گارڈین نے کہا، تب تک تمام نقلی گارڈین ساکت و جامد کھڑے رہے۔

"دوستو، ان سے ملو، ان کا نام ہے گھوسٹ، ہیں تو ذہنی مریض لیکن کافی جاندار قسم کے مریض ہیں۔ اسے تم حکومتی سسٹم ہی سمجھ لو، وہ سسٹم

جو تمہیں ناکارہ مانتا ہے، جس کے پاس تمہارے لئے نوکری نہیں، مکان نہیں، جسے تمہارا احساس نہیں۔ یہ اسے سسٹم کے بجٹ کا ہضم کرنے والا ڈھونگی ہے جو دعوی کرتا ہے کہ سرحد کے اندر رہنے والے دشمن کا صفایا کرنے کے لئے قومی بجٹ کا صفایا بہت ضروری ہے۔ دوستو یہ وہ قوم نہیں جس کے لئے تم ناکارہ ہو در حقیقت تم اُس قوم کے سپاہی ہو جو کبھی ناکارہ نہیں ہو سکتے، ناکارہ صرف سسٹم ہوتا ہے، لوگ نہیں۔ اگر سسٹم نے تمہیں ناکارہ سمجھ لے گا تو یہ سسٹم کی خرابی ہے۔ سسٹم جو چند سر پھروں کی ایماء پر دم ہلاتا ہے، اور چاہتا ہے کہ ہم اس کے پیچھے دم ہلائیں۔۔۔ ہم ایسے سسٹم پر لعنت بھیجتے ہیں۔

"بھوتنی کے،، تو اپنی دم ہی کٹوا لے تیرا مسئلہ تو ختم ہو۔" گھوسٹ نے چیخ کر کہا۔ "بند کر بکواس اور سامنے آ۔"

گھوسٹ کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا تھا، جب ہاتھ باہر نکلا تو ایک تہہ کیا ہوا ماسک تھا جو اس نے پھرتی سے چہرے پر چڑھا لیا اور پھر اپنے بلیڈ کی طرف لپکا، اسی وقت ایک نقلی گارڈین اس پر جھپٹا اور دھماکے سے اس کا سر پھٹ گیا، جیسے ہی اس کا سر پھٹا، جینی کے حلق سے چیخ نکل گئی، اس

کے ساتھ ہی سارے نقلی گارڈین دھڑا دھڑ گھوسٹ پر گرنے اور چھٹنے لگے، جینی ہذیانی انداز میں چیخنے لگی اور وہ گھوسٹ کی طرف دوڑی۔

ابھی وہ گھوسٹ سے دور ہی تھی کہ کسی نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا ۔۔ جینی کو لمحے میں احساس ہوا کہ گھوسٹ بھی مارا گیا اور وہ خود گارڈین کے ہتھے چڑھ گئی ہے، یہ اس کا آخری احساس تھا جس کے بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانی ہوتی چلی گئی۔

روشن پیلس کے میٹنگ ہال میں آج گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گرین سروس کے ممبران اگرچہ وہاں موجود تھے لیکن سب خاموش تھے جیسے زبانیں کاٹ دی گئی ہوں۔ کبیر، ثانیہ، جبران، چنگیزی، جمال، عباس کے علاوہ فاکس بھی موجود تھا جو اس وقت ہاشم کا روپ دھارے ہوئے تھا۔

دروازہ کھلا تو سب نے چونک کر دیکھا، لارڈ مخصوص لباس میں اندر داخل ہوا تھا جسے دیکھ کر سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے اشارہ کرنے اور بیٹھنے کے بعد سب بیٹھ گئے۔ جو حالات و واقعات سب کے سامنے نہیں تھے وہ باری باری بتائے گئے تاکہ مشن کی تفصیلات سے

سب آگاہ ہو سکیں۔ جبران، فاکس نے بطور ہاشم اور چنگیزی نے اس گفتگو میں پہلے حصہ لیا جبکہ کبیر اور ثانیہ نے گارڈین کو تلاش کرنے اور اپنے پھنسنے کے حوالے سے تفصیل بتائی۔

"مسٹر ہاشم آپ جا سکتے ہیں۔" لارڈ نے کہا تو فاکس اسے سلام کرتا ہو اٹھ کر میٹنگ ہال سے نکل گیا۔

"اس انتہائی اہم مشن میں پس پردہ ہی سہی لیکن سب سے اہم کردار جبران کا رہا ہے، اس نے نہ صرف سوغات والے اڈے کے سسٹم کو ہیک کیا بلکہ گارڈین کے یہاں موجود اڈوں کو بھی ہیک کر کے حفاظتی نظام میں رخنہ اندازی کا موقع فراہم کیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر حقانی سے مل کر انہوں نے وہ تین سیٹلائٹس بروقت تلاش کیئے جن سے ڈرونز کو قابو کیا جاتا تھا اور میں نے اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے متعلقہ ممالک کے امن پسند افراد کی مدد سے سیٹلائٹس کے ان وِنگز کو بند کروایا جہاں سے سگنلز کا بہاؤ ہوتا تھا اس طرح ہم بہت سی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے، وہ تمام لوگ ہمارے سامنے آ گئے جنہیں بگ کیا گیا تھا اور تمام کے تمام اس وقت حفاظت میں ہیں، ان کے بچاؤ

کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں، آپریشنز جاری ہیں اور ان کے دماغ سے چپس نکالنے کے لئے غیر ملکی ماہرین کو بھی بلوایا گیا ہے۔ یہ مشن مکمل طور پر جبران کی وجہ سے مکمل ہوا ہے جس پر وہ مبارکباد کا حقدار ہے۔" لارڈ نے نرم لہجے میں کہا تو ہال میں تالیاں گونج اٹھیں اور سر نے جبران کو مبارکباد دی کیونکہ لارڈ کی طرف سے اس انداز میں ابھی تک ساحر کی بھی تعریف نہیں کی گئی تھی جیسے جبران کی جا رہی تھی، جبران کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور چہرے پر تو جیسے "بینڈ باجے" والے آ بیٹھے ہوں۔

"جبران کے بعد ڈاکٹر حقانی، ہاشم اور گھوسٹ نے بہت اچھا کام کیا، گھوسٹ کے بارے میں تفصیلات جبران بتا دے گا۔ آخری اڈے پر حملے کے دوران گھوسٹ زخمی ہو گیا تھا لیکن خصوصی لباس کی وجہ سے وہ مرنے سے بچ گیا ہے۔ وہاں سے جینی کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہاتھ لگے ہیں۔ اب تک جو مواد ہم حاصل کر سکیں ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گارڈین اس جدید وار کا پہلا زینہ ہے، وہ ملک جس نے گارڈین کو یہاں بھیجا ہے وہ اب نئے طریقے سے حملہ آور ہو گا اور

اسے روکنے کے لئے ہمیں پہل کرنی ہو گی۔ گارڈین بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے، شاید جب ہم دشمن ملک میں جائیں تو گارڈین سے سامنے ہو۔" لارڈ نے توقف کیا۔

"اب سب سے اہم سوال۔ آپ میں سے ایسا کون سا ممبر ہے جسے گرین سروس میں رہنا پسند نہیں؟۔" لارڈ نے سرد لہجے میں پوچھا تو سب نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے اس سوال کی سمجھ نہ آئی ہو لیکن کبیر کا سر یہ سوال سن کر جھک گیا تھا۔

"ہم سب رہنا چاہتے ہیں چیف۔۔" جبران نے حیرت سے جواب دیا۔

"گرین سروس کے تمام ممبرز اہم ہیں، سب کا اپنا اپنا مقام ہے اور سب سے اعلیٰ مقام اس کا ہے جو اس مقام کے لائق ہے۔ کیا خیال ہے کہ میں بطور سربراہ کام کرنے کا اہل نہیں ہوں؟۔" اس نے میز پر جھکتے ہوئے پوچھا لیکن اس بار لہجہ قدرے نرم تھا۔

"چیف۔۔" ثانیہ نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"میرے سوال کا جواب، بس۔۔" لارڈ غرایا تو ثانیہ کا منہ جھٹکے سے بند

ہوا۔

"آپ اہل ہیں اس عہدے کے۔" سب نے بیک زبان کہا۔

"غلط فیصلے لینے والا کبھی بھی اس عہدے کا اہل نہیں ہو سکتا، میرے ایک فیصلے نے بہت بڑا نقصان کر دیا۔ اس فیصلے نے اس مشن میں ٹیم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اگر بروقت اصل بات سامنے نہ آتی تو اب تک سب کچھ تباہ ہو چکا ہوتا اور گارڈین کامیاب ہو چکا ہوتا۔" لارڈ نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کیا تھا۔

"آئی ایم سوری چیف۔۔" کبیر نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"سوری۔۔۔۔۔۔ یہ لفظ وہ نقصان پورا کر سکتا ہے جو اب تک ہوا۔؟۔ ہماری فیلڈ میں سوری کی گنجائش نہیں ہوتی، غلط فیصلے قربانی کے متقاضی ہوتے ہیں، خون یا قربانی کے علاوہ غلط فیصلے کا مداوا نہیں ہو سکتا۔" لارڈ نے ٹھوس لہجے میں کہا تو سب کے چہرے تاریک پڑ گئے جیسے سمجھ گئے ہوں کہ کیا ہونے والا ہے۔۔۔ قربانی۔۔ خون۔۔ پل بھر میں ان کے نظروں میں اپنے ساتھیوں کی لاشیں گھوم گئیں۔

"میں تیار ہوں، آپ جو سزا دیں، اگرچہ میرے پاس وجہ ہے، معقول وجہ۔ کہ کیوں میں نے ساحر کی بات نہیں مانی۔ پھر بھی میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔" کبیر نے رک رک کر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کیا ٹیم لیڈر بناتے وقت آپ کو بتایا جاتا ہے کہ آپ ٹیم لیڈر کی بات پر انگلی اٹھا سکتے ہیں؟ اس کی بات ماننے سے انکار کر سکتے ہیں یا اپنی عقل استعمال کر کے فیصلے لے سکتے ہیں؟۔" لارڈ غراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا، اس کے کھڑے ہوتے سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے، ان کے جسموں میں لرزش پیدا ہو گئی تھی کیونکہ حالات خطرناک رخ اختیار کر رہے تھے۔

"اپنی حرکت پر شرمندگی کی بجائے اپنی صفائی کے خیال سے آ بیٹھے ہو تم لوگ۔" لارڈ غرایا۔ "یہ میری غلطی ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ مل گیا، تم لوگ اکٹھے بیٹھ نہیں سکتے ملک کا خاک بھلا کرو گے۔ آپسی مسائل ختم نہیں ہو رہے اور چلے ہیں سپر پاورز کا مقابلہ کرنے۔"

لارڈ کے برسنے کا دن تھا اور وہ برس رہا تھا، ٹیم سر جھکائے کھڑی تھی۔

"تمہارے ایک فیصلے نے ساحر کو جس دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا

ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔" لارڈ نے سرد لہجے میں کہا تو سب کو جھٹکا لگا۔

"سس۔۔ساحر۔۔" کبیر کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"وہ اس وقت جس ذہنی کرب اور تکلیف میں ہے، صرف تم لوگوں کی وجہ سے۔" لارڈ دھاڑا، ہر ایک وجود سرلہروں کی لپیٹ میں تھا۔

"کبیر، ثانیہ چنگیزی۔ تم تینوں کی گرین سروس میں کوئی ضرورت نہیں۔ اگر تم تینوں نے ساحر یا گرین سروس کے کسی بھی ممبر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو جان سے جاؤ گے۔ آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا، جاسکتے ہو تم۔" لارڈ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"چچ۔۔چیف۔۔۔پلیز۔۔" ثانیہ ہکلائی۔

"ان دونوں نے میری وجہ سے بغاوت کی تھی، آپ مجھے سزا دیں، ان دونوں کو کیوں؟" کبیر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم دونوں کو اب میرے فیصلے پر اعتراض کرنا بھی آگیا ہے۔"

"چچ۔۔چیف۔۔" اس بار کبیر بھی بوکھلا گیا تھا، ہر وار ہی الٹا پڑ رہا تھا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔" لارڈ نے دوبارہ کہا۔

"ہم گرین سروس چھوڑ کر زندہ نہیں رہ سکتے۔" ثانیہ نے ہمت کر کے کہہ دیا اور کبیر نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ چنگیزی خالی خالی نظروں سے یہ سب دیکھ رہا تھا، بولنے کی ہمت اس میں بھی نہیں بچی تھی۔

"اوکے، اگر یہ سزا منظور نہیں تو۔۔۔" لارڈ نے نرم لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر امید کی کرن نظر آئی۔ "تو۔۔ میں گرین سروس چھوڑ رہا ہوں۔" اس نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"چچ۔۔ چیف۔۔۔ ہم چلے جاتے ہیں، ہم چلے جاتے ہیں۔" کبیر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا، اس کے پیچھے ثانیہ اور چنگیزی بھی۔۔ حسرت بھری نظروں سے سب کو دیکھتے ہوئے اپنے وجود گھسیٹتے ہوئے نکل گئے۔

ان کے نکلتے ہی لارڈ نے رخ موڑا اور جبران، عباس اور جمال کو بیٹھنے کا کہا تو وہ روبوٹس کی طرح میکانکی انداز میں کرسیوں پر ٹِک رہے۔

"دس منٹ بعد یہاں سے تم بھی جاسکتے ہو اور تم لوگ ان سے کسی قسم

کا رابطہ نہیں رکھ سکتے، تینوں کچھ دن آرام کر لو، اس کے بعد مشن کے لئے روانہ ہونا ہے۔" لارڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"چیف، مشن کے لئے کس ملک جانا ہے؟۔" جبران نے پوچھا تو لارڈ دروازہ کھول کر رکا۔

"اسرائیل۔۔۔" کہتے ہوئے وہ باہر نکل گیا اور تینوں نے خالی خالی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

لارڈ تیز تیز قدم اٹھاتا مخصوص کمرے میں پہنچا، نقاب اتار کر چہرے کا جائزہ لیا اور پھر کمرے سے نکل کر دوسری منزل پر چلا گیا، ایک کمرے کے دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا۔ کمرے کے وسط میں گھوسٹ آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا، بلیڈ اس نے دائیں سائیڈ پر رکھا ہوا تھا اور ہاتھ میں چائے کا کپ، دوسرے بازو پر پٹی بندھی تھی۔

"کیسی رہی میٹنگ ہاشم۔۔" گھوسٹ نے لارڈ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"اچھی رہی، ہمیں نیا مشن ملا ہے، وہ ملک بھی سامنے آ گیا ہے جس کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔" لارڈ نے ہاشم والا لب ولہجہ اختیار کر لیا،

چہرے پر ویسے ہی ہاشم والا میک اپ تھا۔

"کونسا ملک؟۔" گھوسٹ نے ہاتھ بڑھا کر بلیڈ پکڑ لیا۔

"اسرائیل۔۔۔" ہاشم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بھوتنی کا۔۔"۔۔۔ گھوسٹ غرایا۔

"کون؟۔"۔۔۔۔ لارڈ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"اسرائیل۔۔۔۔ اور کون"۔۔۔ گھوسٹ نے منہ بنایا۔

"تمہاری ڈکشنری کا نام بھی یہی ہے؟۔" لارڈ نے قہقہہ لگایا۔

" چھوڑو دوست، بس انتظام کرو، میں اسرائیل نامی اس درندے کو بھی فنا کر آؤں۔۔ کیا یاد کرے گا بھوتنی کا۔" گھوسٹ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ضرور دوست، لیکن وہاں تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہاں صرف وجود کی چیر پھاڑ نہیں ہو گی، دماغوں کو بھی مسخر کرنا ہو گا۔" ہاشم مسکرایا۔

"تو؟۔۔" گھوسٹ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"تو، کوئی اور جائے گا وہاں۔" ہاشم نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ

گھوسٹ کچھ کہتا یا کوئی حرکت کرتا، اس کے منہ سے سسکاری نکلی اور گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کھا جانے والی نظروں سے ہاشم کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ڈبیا تھی۔

"ابے بھوتنی کے۔۔" گھوسٹ کے منہ سے اتنا ہی نکل پایا تھا کہ لہرا کر دھڑام سے فرش پر گرتا چلا گیا۔

"بہت ٹہل لیا جانور نے۔" ہاشم نے کہا اور مسکراتا ہوا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

ناول میں کسی قسم کی کمی کی صورت میں متعلقہ شخص سے رابطہ کیجئے۔

تحریر	ابنِ طالب
کمپوزنگ	ابنِ طالب
نظرِ ثانی	ابنِ طالب
پروف ریڈنگ	ابنِ طالب
پبلشنگ	قاری کیفے۔۔(ابنِ طالب)
کَور	ابنِ طالب
دیر سے اپ لوڈنگ	ابنِ طالب

گرین سیریز کے ناولز پر تبصرہ لکھیں، گرین سیریز کے آفیشل گروپ میں پوسٹ کریں یا ویب سائٹ پر ناول کے نیچے کمنٹ کر دیجئے اور فیس بک آفیشل گروپ میں اپنی تصویر (اگر آپ بھیجنا چاہیں) تو بھیج دیں۔

آُپ کا تبصرہ، تصویر کے ساتھ ویب کے فرنٹ پیج پر شائع کیا جائے گا، علاوہ اس کے، آپ کی رائے، تبصرہ میرے لئے بہت اہم ہوتا ہے ، اس کی مدد سے میں اپنی تحریر کو بہتر سے بہترین کا مسافر بنا سکتا ہوں۔

والسلام

ابنِ طالب

Green Series Official FB group

https://www.facebook.com/groups/GreenSeries

Ibn E Talib (Official Page)

www.facebook.com/ibnetalibgs

پراسرار لاشیں
پلیگ
گرین سیریز #4
ابنِ طالب
گرین سیریز #7
گرین سیریز #9
گرین سیریز # 11